کلیاتِ وہبی

مسمٰے

مرقع ارژنگ

جلوۂ فکر بلند

سخن دان سحر بیان حلی بند شاہد معانی محمل آرائے لیلائے سخندانی پایہ افزائے سخن تازگی بخش مضامین نو لمن صنائع جدید ادا

منشی شیو پرشاد صاحب منیجر اودھ اخبار تخلص وہبی

شاگرد رشید نیر بیشۂ سخنوری مہر درخشان فلک جادو گستری سر آمد شعرائے زمان

المخاطب بہ

یار السلطان آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ متخلص بہ قلق

سبحان اللہ

کیا شگرف و نادر کلیات ہے کہ جسکی موزونی کلام سراپا دلکش موزون قامتان ہے اور روشنی معانی تابان رشک مہر درخشان ہے حمد بدایت کلام کی مثل مناجات مناقب بعنوان تازہ ہے اسلیے ہر سخن اثر روشنی برکت سے تجلی طور کلیم کا نمونہ ہے ہر قصیدہ مغز سخن کی جان ہے کہ جسپر جان سخن ہزار جان سے قربان ہے اور ہر غزل گلبن ہمیشہ بہار ہے کہ جسکی شاخسار پر غنچہ سربستہ مضمون رنگین بحالت شگفتگی نمودار ہے مخمسات کی روشن بیانی ایسی کہ ہم پلکی میں غنچہ شمع خورشید ہمدست وگریبان ہین رباعیات اس رتبہ کی کہ چو چار ابروے پریوشون پر چشمک زنان ہین ہر جگہ بجا الفاظ برجستہ مین نیلی ماعشان معانی نظارگیان جمال کو جلوہ معشوقانہ دکھاتی ہین۔ عاشق وشیفتہ حسن جمال کیا بناتی ہین۔ بالجملہ اس کلیات کے ساتھہ کلام نثر فارسی بھی رنگین بیانی مین ہم پایہ ہے کہ جسسے قوت استعداد حضرت مصنف کی ہر رنگ مین عیان ہے سچ کہا ہے کہ لطف سخن خداداد اور وہبی نژاد ہے مبدأ فیاض سے جسکا جو حصہ ہے خزانہ وہب سے ملتا ہے

بتصحیح حضرت مصنف

مطبع نامی منشی نولکشور مین بصد حسن و زیبائی منطبع ہوا

اطلاع ۔ اگرچہ اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے اور اوسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم کر سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے لیکن خاص اس کتاب کے ذیل کے بیچ میں صفحے جو سادہ ہیں اونمیں بعض کتب کلیات و دواوین وغیرہ کی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اوس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

کلیات و دواوین اردو۔

کلیات انشاء اللہ خان ۔ یہ نتیجہ طبع شاعر نامی بدیع سید انشاء اللہ خان انشا تخلص عہد نواب سعادتعلیخان میں شہر مشہور حاضر جواب تھے

کلیات ناسخ ۔ عمدہ کلیات جسمیں نادر رسائل شامل ہیں ۔ اور ہر ایک علحدہ علحدہ بھی ملسکتی ہیں

۱۔ اشاعت عشرت ۔ ۲۔ سخن شعرا ۔
۳۔ اشعار ناسخ ۔ ۴۔ مرغوب دل ۔
۵۔ دفتر بے مثال ۔ ۶۔ گنج تواریخ ۔
۷۔ چشمۂ فیض ۔ ۸۔ قند پارسی ۔
۹۔ زبان ریختہ ۔ ۱۰۔ قطعہ منتخب ۔

از جلوہ گری طبع وقاد مولوی عبد الغفور خان بہادر

کلیات سودا ۔ قصائد و مثنویات و دواوین و رباعیات از کلام تاج الشعرا مرزا رفیع السودا مستند الکلام ۔

کلیات نظیر ۔ اکبرابادی ۔

کلیات صنعت ۔ کلام شاعر مستند میان کریم الدین صنعت ۔

کلیات تراب ۔ مجموعہ جسمیں چند کتابیں ہیں

۱۔ دیوان ۔ ۲۔ مثنوی عاشق صنم ۔
۳۔ ٹھمریان ۔ ۴۔ شجرہ قادریہ ۔

کلیات ناسخ ۔ دو دیوان صفحہ اور حاشیہ پر نتیجہ بلندی فکر شیخ امام بخش ناسخ شاعر مستند لکھنوی ۔

کلیات آتش ۔ طبعزاد سخنور نامی خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی معاصر ناسخ ۔

کلیات نظام ۔ کلام سخنور خوش فکر نواب محمد مرزا فیعلیخان بہادر ۔

کلیات تسلیم ۔ جسکا نام تاریخی نظم ارجمند ہے نتیجہ خوش فکری زبان آور بلند خیال منشی امیر اللہ تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی ۔

کلیات میر تقی ۔ اوستاد مستند مسلم الثبوت کا کلام بعد نظر ثانی کر چھپا ۔

کلیات ظفر ۔ کلام الملک ملک الکلام چار جلدمیں

۱۔ جلد اول و دوم یکجائی ۔
۲۔ جلد سوم و چہارم یکجائی ۔

به عون صانع سخن آفرین زبان ناطق فرمای انسان



مطبع نامی منشی نولکشور میں حسن صدور زیبا منطبع ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات جلّ جلالہٗ

یارب شرف دہندۂ خلقِ ہما ہے تو	ہر دردِ لادوا سے بشر کی دوا ہے تو
وحدت کے درج کا گہرِ بے بہا ہے تو	ہر ایک شے کا باعثِ نشو و نما ہے تو

حقا کہ شہریارِ دیارِ بقا ہے تو

تو قادر و غیور و غنی و کریم ہے	تو مالک و سمیع و بصیر و علیم ہے
تو وارث و حلیم و غفور و رحیم ہے	تو حافظ و حفیظ و عزیز و حکیم ہے

واحد ہے تو قدیر ہے تو کبریا ہے تو

اے کردگار اب تو یہ ہنگامِ یاس ہے	اعمالِ بد سے اپنے نہایت ہراس ہے
دل ہے کبھی اداس کبھی بے حواس ہے	پیدا کیے کا اپنے نگہ[illegible] ہے

بخشندۂ جرائمِ بے انتہا ہے تو

[illegible] جو تو گدا کو ابھی پادشا کرے	ذرّے کو اوجِ نیرِ اعظم [illegible] کرے

ذرّہ کو خذف کو دُرِ بے بہا کرے
قطرے کو دم میں قلزمِ بے انتہا کرے

بحرِ عطا و بخشش و جود و سخا ہے تو

جسکو عطا کیا اوسے بے انتہا دیا
مجکو تو حوصلے سے ہمیشہ سوا دیا
ذرّے کو آفتابِ منور بنا دیا
قدرت کا اپنی سبکو تماشا دکھا دیا

الحق کہ قابلِ طلبِ مدعا ہے تو

مین ہون غریب اور تو عاجز نواز ہے
مین دردمند و زار ہون تو چارہ ساز ہے
بے شبہ ذاتِ پاک تری بے نیاز ہے
لیکن فقط مجھے تری رحمت پہ ناز ہے

سچ ہے کہ عیب پوشِ ہر اہلِ خطا ہے تو

واقف ہے خوب تو مرے مافی الضمیر سے
اب ملتجی نکر مجھے شاہ و وزیر سے
سارے تعلقات چھوڑا دے فقیر سے
بیٹھون جو تیرے در پہ نہ اوٹھون حصیر سے

اے کارسازِ خلق سمیع الدعا ہے تو

بندے کو زیرِ دامنِ رحمت پناہ دے
خواہان نہین مین اب کہ مجھے اوج و جاہ دے
با آبرو یہ عمرِ بقیہ نباہ دے
پہچانون راہِ راست بس اتنی نگاہ دے

صیقل کنندۂ دلِ اہلِ صفا ہے تو

کی جبکہ مہر اوسکو غنی دم مین کر دیا
دامن مین اوسکے گوہرِ مقصود بھر دیا
بڑھ بڑھ کے حوصلے سے سوا مال و زر دیا
صحت دی اور آنکھون کو نورِ نظر دیا

حامی ہر ایک رنج مین ہر ایک کا ہے تو

اب دل سے میرے حسرتِ دنیا نکال دے
صدقِ مقال دے مجھے اکلِ حلال دے
اپنے کرم سے عشق کا اپنے کمال دے
جو مانگتا ہون تجھسے وہ اے ذوالجلال دے

بندہ تو مین ہون وارث و مالک مرا ہے تو

کچھ فکرِ توشۂ سفرِ آخرت نہ کی کچھ ہمنے صورتِ طلبِ مغفرت نہ کی
پیش آنے والی راہ کی کچھ منزلت نہ کی توبہ بھی بھولے سے عوضِ معصیت نہ کی

ہمسے سیاہ کارون کا بس آسرا ہے تو

غم اسکا رات دن ہے کہ اپنا تو ہے یہ حال بد خُلق و بد مزاج و بد اطوار و بد خصال
کوئی ہنر نہ یاد نہ حاصل کوئی کمال فکرِ معاد کچھ ہے نہ اندیشۂ مآل

پیرِ شکستہ پاے جہانکا عصا ہے تو

دے میرے دلکو عشقِ حقیقی کا اپنے داغ روشن ہو میرے خانۂ دل مین بھی چراغ
حاصل ہو مجکو فکر سے کونین کے فراغ کر عطرِ معرفت سے معطّر مرا دماغ

مطلب ہے تو مراد ہے تو مدعا ہے تو

میرا کوئی جہان مین تیرے سوا نہین عبدِ ذلیل مجھسا کوئی دوسرا نہین
جرم و گناہ کی مرے کچھ انتہا نہین بحرِ کرم کا تیرے بھی پایان ذرا نہین

نا آشنا زمانہ ہے اک آشنا ہے تو

وارث ہے بیکسون کا ضعیفون کا دستگیر ہر اک بلا مین بندون کا اپنے تو ہے نصیر
مدت سے بندہ قیدِ مصیبت مین ہے اسیر دلوا دے اب نجات پئے حضرتِ امیر

اربابِ مشکلات کا حاجت روا ہے تو

وہبی یہ عرض کر کہ سُن ای میرے کردگار موقوف ہین کرم پہ ترے میرے کاروبار
راز اپنا کس سے کہیے کہ ہے کون رازدار پنہان وہ کیا ہے جو نہین تجھ پہ آشکار

سرِ خفی و رازِ جلی جانتا ہے تو

مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

یارب بسوزِ سینۂ سلطانِ انبیاؐ
یارب بدرد و غمِ شہِ ولایتؑ

یارب بآہِ سردِ دلِ اشرف النساؑ
یارب پئے اسیریِ بیمارِ کربلاؑ

جو جو صلے ہین دکے مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہین کہ زر و ملک و مال دے

پیغمبرِ زمان کی رسالت کا واسطہ
خیر النساؑ کی عفت و عصمت کا واسطہ

خیبر کشا کی جرأت و ہمت کا واسطہ
مظلومِ کربلا کی شہادت کا واسطہ

جو جو صلے ہین دکے مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہین کہ زر و ملک و مال دے

تجھکو جوانیِ علی اکبرؑ کا واسطہ
تجھکو گلوئے تشنۂ اصغرؑ کا واسطہ

تجھکو بکائے زینبِ مضطرؑ کا واسطہ
تجھکو حسینؑ کے تنِ بے سر کا واسطہ

جو جو صلے ہین دکے مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہین کہ زر و ملک و مال دے

محفوظ رکھا آگ مین اپنے خلیل کو
بہرِ کلیم کر دیا پایاب نیل کو

اور دی شکست لشکرِ اصحابِ فیل کو
اب دے نجات مجھسے بھی عبدِ ذلیل کو

جو جو صلے ہین دکے مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہین کہ زر و ملک و مال دے

کن کن عنایتون کے کرون شکر مین ادا
احسان کونسا ہے جو مجھپر نہین کیا

ممنون ہوں منت انہوں کا ہونے نہیں دیا ‏ رکھا صحیح تو نے ہر اک عضو تن مرا
جو جو صلے ہیں نیک مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہیں کہ زر و ملک و مال دے

جسکا کوئی نہیں ہے تو اوسکا ہے دستگیر ‏ ہے یار و آشنا کا تو ہے یار و نصیر
زندان غم میں رہتا ہوں ابتا تدن اسیر ‏ امداد کس سے بے ترے چاہے ترا فقیر
جو جو صلے ہیں نیک مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہیں کہ زر و ملک و مال دے

افعال بد سے اپنے بہت شرمسار ہوں ‏ سچ ہے گناہگار ترا بے شمار ہوں
تجھسے بہت کرم کا امیدوار ہوں ‏ بے یار و غمگسار و غریب الدیار ہوں
جو جو صلے ہیں نیک مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہیں کہ زر و ملک و مال دے

ای داد رس جہان کے دو اب مری بھی داد ‏ کوئی نہیں پھرا ہو ترے در سے نامراد
صیاد میرے رنج و الم کی نہو زیاد ‏ سن لے یہ عرض میری تو اے خالق عباد
جو جو صلے ہیں نیک مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہیں کہ زر و ملک و مال دے

کسکو پکاروں جز ترے فریاد رس ہے کون ‏ کسکو صدا دوں میں کہ مرا ہمنشیں ہے کون
تجھسا نگاہبان مرا ہر نفس ہے کون ‏ ناسازوار مجھکو یہ ہوا و ہوس ہے کون
جو جو صلے ہیں نیک مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہیں کہ زر و ملک و مال دے

[illegible] سے زیادہ [illegible] غفلت سے تا شباب — دولت [illegible] کی [illegible] جیسا سب
پیری میں بھی جو سر سے نہ [illegible] اسباب دیکھو خراب — امراض [illegible]

جو جو صلے ہیں دل کے مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہیں کہ زر و ملک و مال دے

[illegible] کو [illegible] ان ابھی کرے — ہر اک [illegible]
[illegible] کو [illegible] سیمان ابھی کرے — مجھ [illegible] کو [illegible] ابھی کرے

جو جو صلے ہیں دل کے مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہیں کہ زر و ملک و مال دے

جس دن [illegible] مری خبر لینے آئیگا — مجھ رو سیاہ [illegible]
[illegible] جو رحم کھائیگا — اس [illegible]

جو جو صلے ہیں دل کے مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہیں کہ زر و ملک و مال دے

ماں باپ سے زیادہ تجھے چاہتا ہے کون — رزاق و بندہ پرور [illegible]
بیکس نواز و حافظ و مشکل کشا ہے کون — فریاد رس غریبوں کا [illegible]

جو جو صلے ہیں دل کے مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہیں کہ زر و ملک و مال دے

کیا منہ ہے میرا جو شکر عنایت ادا کروں — کیا حوصلہ جو میں تری حمد و ثنا کروں
اب عرض حال کس سے میں تیرے سوا کروں — بندوں سے شرم آتی ہے کیا التجا کروں

جو جو صلے ہیں دل کے مرے سب نکال دے

یہ چاہتا نہیں کہ زر و ملک و مال دے

اس عرضداشت پر ہو مری دستخط شتاب
تیرے کرم کے صدقے سے ہو جاؤں کامیاب

مظلوم ہوں بڑھاپے میں مٹی نہ ہو خراب
مجھ روسیاہ کی یہ دعا کیجے مستجاب

جو حوصلے ہیں دل کے مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہیں کہ زر و ملک و مال دے

منقبت جناب امیر المومنین علیہ السلام

ناشاد یا علیؑ ہوں مجھے شاد کیجیے
مسموع اس غلام کی روداد کیجیے

حامی ہے کون آپ ہی ارشاد کیجیے
کس سے سوا حضور کے فریاد کیجیے

حکم خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قید رنج سے مجھے آزاد کیجیے

خورشید آسمان امامت ہو یا علیؑ
نور چراغ راہ ہدایت ہو یا علیؑ

بوئے گل ریاض سعادت ہو یا علیؑ
شاہنشہ دیار ولایت ہو یا علیؑ

حکم خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قید رنج سے مجھے آزاد کیجیے

تم نائب پیمبر عالی وقار ہو
تم گوہر بے بہائے یم افتخار ہو

تم آدمیان دہر میں تم نامدار ہو
مختار کار خانۂ پروردگار ہو

حکم خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قید رنج سے مجھے آزاد کیجیے

تم ہو نہالِ دین کے ثمر یا ابو تراب
تم ہو وصیِ خیر بشر یا ابو تراب
تم ہو نبی کے جان و جگر یا ابو تراب
بر حالِ یا غریب نگر یا ابو تراب

حکم خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قید رنج سے مجھے آزاد کیجیے

اے امتِ نبی کے طرفدار الغیاث
رنج و الم ہین در پے آزار الغیاث
ہم پر بہت ہے نرغۂ افکار الغیاث
مین ہون غریب و بیکس و بے یار الغیاث

حکم خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قید رنج سے مجھے آزاد کیجیے

مشکلکشا دیا ہے خدا نے تمھین خطاب
لازم ہے خاکسارون پہ مہر ای فلک جناب
ہوتے ہو بارگاہِ الٰہی مین باریاب
کیونکہ تمھین پکارین نہ ہنگام اضطراب

حکم خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قید رنج سے مجھے آزاد کیجیے

حق نے کیا ہے آپکو خلق اپنے نور سے
بہتر کیا ملائک و غلمان و حور سے
حاصل کمال قرب ہے رب غفور سے
اب عرض التماس ہے اتنی حضور سے

حکم خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قید رنج سے مجھے آزاد کیجیے

اک دم مین فتح کر دیا خیبر کو آپ نے
کشتہ کیا احد مین ہر افسر کو آپ نے
مارا وہان مرحب و عنتر کو آپ نے
روضے مین دی پناہ کبوتر کو آپ نے

حکم خدا سے جلد تر امداد کیجیے

اب قیدِ رنج سے مجھے آزاد کیجیے

حق کی طرف سے مالکِ کون و مکان ہین آپ
بیشک قسیمِ کوثر و نار و جنان ہین آپ
ہادی و رہبرِ ملک و انس و جان ہین آپ
مشکلکشائے خلقِ خدا بیگمان ہین آپ

حکمِ خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قیدِ رنج سے مجھے آزاد کیجیے

خاطر بہت ہے آپکی ربِ غفور کو
نورِ بصر عطا ہوا بھی چشمِ کور کو
منظور ہو تو دی ہے یہ طاقت حضور کو
تسکین ہو مرے بھی دلِ ناصبور کو

حکمِ خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قیدِ رنج سے مجھے آزاد کیجیے

مرّہ نے چاہا کینے سے کھدوائیے مزار
دو ٹکڑے اوسکو کر گئین مانندِ ذوالفقار
دو اونگلیان لحد سے نکلتے ہی ایکبار
مجھپر بھی مہر ہو ہین اس اعجاز کے نثار

حکمِ خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قیدِ رنج سے مجھے آزاد کیجیے

ہفتاد بار زندہ فصیری کو کر دیا
سائل کو بے شمار شہا مال و زر دیا
راہِ خدا مین آپ نے سجدے ہی مین سر دیا
دامن گلِ مراد سے کسکا نہ بھر دیا

حکمِ خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قیدِ رنج سے مجھے آزاد کیجیے

کشتی مری ہے قلزمِ اندوہ مین تباہ
جلدی لگا دو پار اسے اے کُل کے بادشاہ
تم نا خدائے زورقِ غم ہو خدا گواہ
عرصے سے بندہ دیکھ رہا ہے تمھاری راہ

حکمِ خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قیدِ رنج سے مجھے آزاد کیجیے

کہلائے جو حضور کی سرکار کا غلام
سب جانتے ہین آپکا مشکلکشا ہے نام
ناکام بس وہبی رہے غیرون کی مشکلین کام
حاجت روا ہماری بھی کر دیجیے یا امام

حکمِ خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قیدِ رنج سے مجھے آزاد کیجیے

اب جان پر بنی ہے نہ عرصہ لگائیے
سلمان کیطرح پنجے سے غم کے چھڑائیے
اے وارثِ شکستہ دلان جلد آئیے
اب جلد کوئی معجزہ آقا دکھائیے

حکمِ خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قیدِ رنج سے مجھے آزاد کیجیے

ہر سمت دیکھتا ہون جو مین غمزدہ بغور
کسکو ہے تابِ ضبط کہانتک اُٹھاؤن جور
مامن درِ حضور سوا اب نہین ہے اور
راحت سے مین نہ بیٹھون گا جبتک ہے غم کا دور

حکمِ خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قیدِ رنج سے مجھے آزاد کیجیے

امیدوارِ عفو جرائم ہے روسیاہ
بہرِ جنابِ سیدہ یا شاہِ دین پناہ
دربار مین حضور کے آیا ہے عذرخواہ
وہبی پہ اپنے کیجیے اب مہر کی نگاہ

حکمِ خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قیدِ رنج سے مجھے آزاد کیجیے



۱ جامع اقبال و جاه و حشمت و عالیجناب — ۲ تا ابد نام آوران دهر و گردون انتساب
۳ انداز ل سر دفتر ایجاد در فهرست خلق — ۴ با وقار و با لیاقت سرگروهِ شیخ و شاب
۵ منبع مهر و عنایت مجمع خلق و کرم — ۶ نادر اہلِ جہان و فخرِ دوران انتخاب
۷ شاه دل سلطان منش رستم ہمم ثابت قدم — ۸ یاورِ افتادگان و مردِ میدان لاجواب
۹ نازبردار مساکین و کفیلِ عاجزان — ۱۰ واقفِ دردِ ملالِ صاحبانِ پیچ و تاب
۱۱ لمعۂ لطفت کرامت گشت او را آنچنان — ۱۲ کرد روشن خانۂ دل را مثالِ آفتاب
۱۳ شادمان خاطر ہمہ ادنیٰ و اعلیٰ در جہان — ۱۴ وصفِ خورشیدِ کرم افزون تر از حد و حساب
۱۵ روز روشن میکند شب را ضیائے مہر فیض — ۱۶ صبحِ شامِ تیره را سازد مثالِ آفتاب
۱۷ از کرم گردید ہر کس بہره مند و کامران — ۱۸ حامی و حاجت روائے اہلِ حاجت بیحساب
۱۹ ہر کارِ عاجزانِ عصر در خلق آمده — چون نباشند اہلِ عالم کامران و کامیاب
اسمِ والا ایست چو در بحرِ قصیده نامده — داده‌ام اندر صنعتِ توشیح ہم توضیح و تاب

مطلع ثانی

ای ضیای هر دو چشم ماهتاب و آفتاب	از ظهورت کرد ارض و آسمان نور اکتساب
آسمان از اوج اقبالت سراپا سرنگون	وز ضیای اختر جاه تو ذره آفتاب
کرسی ایوان تو هم پایهٔ چارم فلک +	همسر تو کیست بالای زمین گردون جناب
پایگاهش گشت بالاتر ز گلچینان خلد	هر که شد در محفل چرخ احتشامت باریاب
باریابد گر سها بر آستان باشد قمر	ذره گردد بر زمین طالع مثال آفتاب
آستان درگهت حاجت روای خاص و عام	چون نباشد از درت اعلی و ادنی کامیاب
معدن لطف و عطا و مخزن جود و سخا	صاحب مهر و کرم ذی رتبه و گردون جناب
باهم توصیف تو برتر نارسا فکر رسا	جاه و حشمت بیشمار و شان و شوکت بیحساب
حاتم اندر شک سخایت خاک شد زیر زمین	قلزم از ابر کف فیاض تو هست آب آب
نامی نام آوران و افسر گردان دهر	حامی رستم دلان و مرد میدان لاجواب
رستم و سام و نریمان پیش تو مانند زال	زور بازوی تو بالا ز دست افراسیاب
افگند سرهای اعدا قطرهٔ باران مثال	آب شمشیرت بمقتل میکند کار سحاب
سنگ و آهن را مثال موم میسازد دو نیم	کوه مثل کاه زیر تیغ تو فولاد آب
شیردل آهو روش طاوس وش پیکر پری	رخش خوش اسلوب تو در ربع مسکون انتخاب
اغر اسپان سبکرو بسکه اند باد و نسیم	میرود بر سطح آب روان مثل حباب
فیل بالا قد بسان نردبان آسمان	چشم گردون هم ندیده مثل او رفعت مآب
بر دعا ختم قصیده وهبی اکنون میکند	داستان مدح والای تو بیحد و حساب
تا بعالم هست دور گنبد نه آسمان	تا بود پر نور روز و شب ز ماه و آفتاب

یا الٰہی در جہان تا قائم بماند مثل خضر
با ہزاران جاہ و حشمت نشئی عالیجناب

قصیدۂ دیگر بزبان اردو بتوصیف موصوف الیہ

اے معدنِ سخا و عطا حاتمِ زمان
اے بیکس و غریب کے غمخوار و مہربان

بیشک فلک جناب ملائک مآب ہے
ذی رتبہ کوئی تجھسا زمانے مین ہے کہان

تیرے سوا کسیکو یہ رتبے ہین کب نصیب
جاہ و جلال و دولت و حشمت شکوہ و شان

ہین تجھسے کامیاب وضیع و شریف خلق
مہمان ہے تیرے مائدۂ فیض پر جہان

کرتا ہے تو غریبون کی شام و سحر مدد
ہے تیری ذات خلق مین ملجائے بیکسان

مردم شناس کوئی بجز تیرے اب نہین
اشراف کا جہان مین فقط تو ہے قدردان

مفلس کو دیکے دولت و حشمت کیا غنی
پیر آیا تیرے در پہ تو ہو کر گیا جوان

مخلوق کی ہے مد نظر پرورش تجھے
تجکو عزیز کیون نہ رکھے خالقِ جہان

محتاج آکے پوچھتے ہین تیرے کوچے مین
بتلا دے ہمکو کوئی درِ حاتمِ زمان

مذکور ہو نہ تیرا نہین ایسی کوئی جا
ہر انجمن مین تیرے کرم کی ہے داستان

بیل و بہار اہلِ گلستانِ خلق کا
مانندِ گل صفات مین تیرے ہے وا دہان

سائل سوال جو کرے ارزان یہان ہو وہ
سرکار یہ وہ ہے کہ نہین کوئی شے گران

بھوکھا جو آئے سیر ہو نانِ نعیم سے
ننگا جو آئے پائے حریر و قز و کتان

گھوڑا جو کوئی مانگے تو فیل اوسکو بخشدے
مانگے دوشالہ کوئی تو دے اوسکو بدربان

خالی نجائے در پہ ترے سائل آنکہ
حاصل ہو اوسکو تجھ سے جو مانگے وہ بیگمان

باغی بھی کوئی آکے اگر گل طلب کرے
بے شبہہ پائے گل کے عوض سارا بوستان

یکتا ہے جود و فیض مین روئے زمین پہ تو
تیرا نظیر ایک نہین زیر آسمان

تیرے گل سخا و کرم کی بہار سے
بالفعل باغ فیض امیرون کا ہے خزان

ہردم ہے تیرا ذکر ملک کے زبان پر
ہوتے ہین آسمان پہ ترے فیض کے بیان

حاتم سخا مین تجھ سے مقابل نہو سکا
گنج لحد مین جا کے وہ آخر ہوا نہان

وہبی محال ہے جو صفت تجھ سے ہو رقم
ہے جس جگہ قلم قلم فکر کی زبان

طول کلام کوئی بھی کرتا نہین پسند
دست دعا بلند کر اب سوے آسمان

جبتک فلک پہ صور سرافیل دم کرے
جبتک نشان صبح قیامت کے ہون عیان

جبتک کہ چرخ پر مہ تابان کا دور ہے
جبتک فلک پہ جلوہ کنان ہین ستارگان

جبتک فروغ ذرہ و خورشید کار ہے
جبتک رہے مقیم زمین اور آسمان

جبتک چمن مین مرغ خوش الحان ہین نغمہ سنج
جبتک گل و ثمر سے ہے سرسبز بوستان

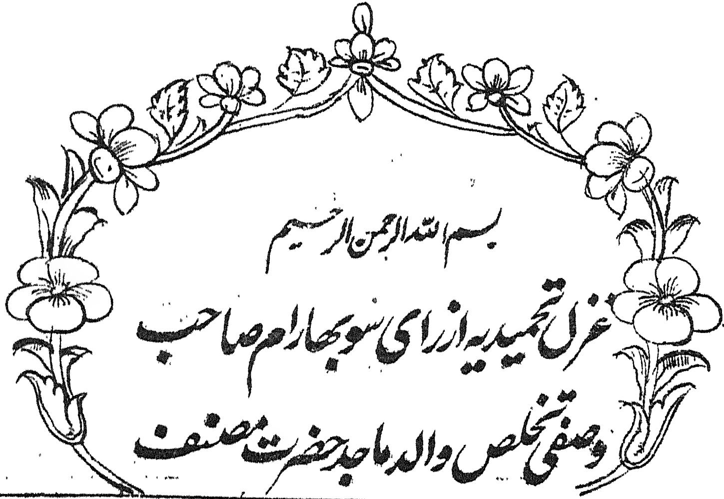
یارب فزون ہو رتبہ منشی نول کشور
قائم رہے یہ حشمت و جاہ و شکوہ و شان

آئے نہ اسکے سامنے رنج و الم کبھی
دائم رہے یہ خرم و آباد و شادمان

یارب بعیش و عیش و طرب باجلال و قدر
اسکی رہے ترقی اقبال جاودان

نخل مراد اسکا سدا بارور رہے
پھولا پھلا مدام رہے اسکا بوستان

تمام شد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل تحمیدیہ از رای سوبھا رام صاحب وصفی تخلص والد ماجد حضرت مصنف

خدا کی حمد کرنے مین رہا قاصر سخن اپنا
محمد کی صفت کچھ کر نہین سکتا دہن اپنا

دکھاتا کیا ہی تو اے باغبان رنگین چمن اپنا
گلستان ہی ہجوم داغ سے سارا بدن اپنا

ہماری آنکھ سی دامن پہ اشک خون نہین گرتے
کہ طفل اشک کو از بس خوش آتا ہے وطن اپنا

امید وصل مین شیرین کی تو نے بیستون کاٹا
مٹا یا کچھ نہ قسمت کا لکھا اے کوہکن اپنا

بھروسا کچھ نہین کیا اس دار فانی مین کسی شے سے
بچشم غور دیکھا تو نہ جی اپنا نہ تن اپنا

دل وابستہ اوس دم کیا ہی کھلتا ہی برنگ گل
جو ہنس کر بات کرتا ہے کبھی غنچہ دہن اپنا

نہین ہوتے ہین منت کش کبھی ہم غیر سی وصفی
سلائین سوزن عیسی سی کب چاک کفن اپنا

نتائج طبع حضرت مصنف

بجنبہ ہو دونون عالم سے سوائے مصطفا
یا الٰہی دل ہوا ایسا مبتلائے مصطفا

دل ہے میرا بستۂ زلفِ دوتائے مصطفا
جان ہے پروانۂ شمعِ لقائے مصطفا

حکم موسیٰ کو ہوا معراج مین فخلع مگر
تاجِ فرقِ عرش ہے نعلین پائے مصطفا

بوریائے فقر تختِ سلطنت سے ہے سوا
بادشاہِ ہفت کشور ہے گدائے مصطفا

ذرے اس در کے ہین کیا سیارے کیا شمس و قمر
جلوہ آرا شش جہت مین ہے ضیائے مصطفا

شافعِ محشر ملا ہے کس پیمبر کو خطاب
کون محبوبِ الٰہی ہے سوائے مصطفا

جو ہوا سائل رہی اوسکو نہ پھر کچھ احتیاج
ایسا کر دیتی ہے مستغنی عطائے مصطفا

آدمی کیا مدح کر سکتے نہین جن و ملک
حقتعالی آپ کرتا ہے ثنائے مصطفا

آسمان پر لوگ کہتے ہین جنھین شمس و قمر
زیب ہے کہیے کہ ہین نقشِ پائے مصطفا

ہوتی ہے حسرت یہی کیون دل نہ یہ میرا ہوا
دیکھتا ہون جب مین وہبی نقشِ پائے مصطفا

ہم سے موزون ہوئی وصفِ رخِ تابان کیا کیا
مطلعِ مہر بنے مطلعِ دیوان کیا کیا

پیچ اوٹھائینگے ابھی گبر و مسلمان کیا کیا
بل کی لیگی نہ تری کاکلِ پیچان کیا کیا

شب گیسو کا تصور جو بندھا رہتا ہے
نظر آتے ہین مجھے خوابِ پریشان کیا کیا

آسمان پر جو نظر پڑتی ہے تارون کی طرف
داغ دیتی ہے ترے ماتھے کی افشان کیا کیا

شوق باتون کا جدا حسرتِ دیدار جدا
قبر مین ساتھ لیے جاتی ہین ارمان کیا کیا

وحشیٔ چشم ترا جان سے شرماتے ہین
مجھ سے رم کرتے ہین آہوے بیابان کیا کیا

سنکے افسانۂ شبِ ہجر کے اے ماہ لقا
یاد آتا ہے وہ کہنا ترا ہان ہان کیا کیا

عشقبازی سے نہ باز آؤنگا جبتک دم ہے
ہوگا ناصح مجھے سمجھا کے پشیمان کیا کیا

دھیان آتا ہے جو صحرا مین تری مژگان کا
کرتے ہین نیش زنی خارِ مغیلان کیا کیا

یہ کواکب نہیں آتے ہیں نظر گردون پر
آنکھیں دکھلاتی ہے مجھکو شبِ ہجران کیا کیا

کبھی پہلو میں خلش ہے کبھی سینے میں کھٹک
کاوشیں کرتا ہے وہ نشترِ مژگان کیا کیا

حسرت و یاس والم نالہ و داغ و غمِ ہجر
میرے سینے میں رہا کرتے ہیں مہمان کیا کیا

بیڑیاں دیکھتے ہی غل یہ مچایا وحید
عشق ہوگا نہ ابھی سلسلہ جنبان کیا کیا

ظلم سے تیرے یہ تنگ اوستم ایجاد آیا
نالہ لب پر مری کرتا ہوا فریاد آیا

یار کا نشترِ مژگان جو مجھے یاد آیا
ہر رگ و پے سے اوٹھا شور کہ فصاد آیا

جو تری بزم میں اے بانیٔ بیداد آیا
مثلِ اسپند وہ کرتا ہوا فریاد آیا

رسمیں تیشے کی خطا کچھ ہے نہ خسرو کا قصور
پھوٹی قسمت ہی لیے دہر میں فرہاد آیا

ہر ادا پر ہوئی جاتی تھی مری جان نثار
قتل کرنے مجھے کس ناز سے جلاد آیا

دشتِ وحشت میں بگولا جو اوٹھا میں سمجھا
قیس آیا مرے ملنے کو کہ فرہاد آیا

جز تقاضائے جفا آپ ہی انصاف کریں
لب پہ کس روز مرے شکوۂ بیداد آیا

ہوش اوڑ ہی بلبلوں کے طائرِ نکہت کیطرح
طرفہ بے پر کی اوڑاتا ہوا صیاد آیا

دیکھتے ہی ترے مجنون کو ہوا یہ سودا
فصد لی اوسکی اطبا نے جو فصاد آیا

انتقام اپنا نہ میں حشر میں بھی چاہونگا
شرم آئیگی اگر سامنے جلاد آیا

طاقت و صبر بیک وقت یہ منھ موڑ گئے
کام تیرے نہ کوئی اے دلِ ناشاد آیا

سر بکف شوقِ شہادت میں چلا جاتا ہون
کوئی جھوٹھون بھی جو کہتا ہے وہ جلاد آیا

کون کہتا ہے کہ ہوجاتی ہیں تسخیر انسان
میرے قابو میں تو کوئی نہ پریزاد آیا

ہون وہ بیکس کہ مری بزمِ عزا میں وحید

اور کوئی نہ بجز نالہ و فریاد آیا

میرے دیکھو اندنون اک بت کا سودا ہوگیا
یہ تماشا دیکھیے کعبہ کلیسا ہوگیا

اونکی آنکھون کے تصور نے رولایا اسقدر
دیکھتے ہی دیکھتے اشکون کا دریا ہوگیا

یاد مین اک بت کے نالے کر رہا ہے رات دن
کیا دل نالان بھی ناقوس کلیسا ہوگیا

قتل ہوکر مین جو تڑپا خوش ہوئے وہ دیکھکر
رقص بسمل میرے قاتل کو تماشا ہوگیا

جان جاتی ہو رہی دیتا نہین گلقند لب
اپنے عاشق کو بلا کو وہ مسیحا ہوگیا

مانی و بہزاد کھینچینگے شبیہ یار کیا
دیکھتے ہی صورت اوسکی اونکو سکتا ہوگیا

ابتو وہبی وہ مسیحا ناز سے کہتا ہے یہ
جان دی جسنے تپ فرقت مین اچھا ہوگیا

تیری الفت مین صنم یہ حال میرا ہوگیا
رنج سہتے سہتے آخر غم کا پتلا ہوگیا

حسن روزافزون کا اونکے شہرہ ایسا ہوگیا
جب نقاب اوٹھا تو فوراً بند رستا ہوگیا

ایکدم جاتا نہین اوس آئنہ رو کا خیال
مین یہ حیران ہون کہ اونکو مرے کیا ہوگیا

خود بخود اغیار غیرت سے فنا ہونے لگے
میری جانب پھر جب اونکا تنیچا ہوگیا

پوچھئے حالت ہو کیا مجھ خانمان برباد کی
پھرتے پھرتے دشت وحشت کا بگولا ہوگیا

پڑتے ہی موباف سر سے اونکا جوبن اوڑ چلا
حسن کے شبدیز کو کیا خوب کوڑا ہوگیا

درہم و داغ جنون کا دل مرا گنجینہ ہے
غم نہین دنیا مین گر توڑون کا توڑا ہوگیا

ترش رو مجھسے ہوا جب ساقی شیرین ادا
جام مے عکس جبین سے صاف سرکا ہوگیا

اونکی آرایش ہوئی وہبی مرے جی کا وبال
وان بنین زلفین یہان سایہ پری کا ہوگیا

وصل اوس ماہ کا اک رات میسر نہوا
غیرت برج قمر اپنا کبھی گھر نہوا

روز دو چار تڑپتے نظر آتے ہمکو
کب ترے کوچے مین ہنگامۂ محشر نہوا

اوس پری نے ہمین کوٹھے پہ بلایا نہ کبھی
اوج پر اپنا کبھی روز مقدر نہوا

سخت دل کب شب فرقت ساقی مین کباب
کب مرا خون جگر بادۂ احمر نہوا

کیون نہ تڑپے قفس تن مین مرا طائر روح
دانۂ خال کسی روز میسر نہوا

اونکو باتون مین لگا لایا نہ گھر اپنے کبھی
راہ پر اپنا کسی روز مقدر نہوا

ایک بوسے کی اجازت بھی نہین ملتی ہے
کچھ وظیفہ مرا اسے جان مقرر نہوا

جان دی جسنے سدا عشق مین سمجھے وہبی
ہاے افسوس کہ اپنا وہ ستمگر نہوا

بیان ہو وصف کس سے اوس پری رو سرو قامت کا
نہین ہے سرو قامت بلکہ فتنہ ہے قیامت کا

مرقع مین زمانے کے رہے تصویر سان حیران
نگہ دیکھا نہ ثانی اے پریرو تیری صورت کا

کہین کیونکر نہ ہم بتخانہ جسین خانۂ دل کو
کہ رہتا ہے تصور اوسمین ہر اک بت کی صورت کا

نہو محتاج درمان عیسیٰ مریم سے کچھ اے دل
جسے تو درد سمجھا ہے وہی موجب ہے راحت کا

اگر ہو آفتاب حشر کا سایہ مرے سر پر
نہ چھوٹے دل سے سایہ اوس پری کے سرو قامت کا

دکھائینگے بھلا کسطرح سے مونھہ روز محشر ہم
فراق یار مین جینا ہوا موجب ندامت کا

ہماری چشم گریان نے ڈبویا کشت عالم کو
اگر ہے کثرت باران تو ہے نقصان زراعت کا

پری ہے حور ہے وہ یا بشر ہے کوئی اے وہبی
کہ آتا ہے نظر ہر جا پہ جلوہ جسکی طلعت کا

جب دم نزع عیادت کو وہ دلبر آیا
ناز کرتا ہوا دم بھی مرے لب پر آیا

کوچۂ یار سے اوٹھکر جو کبھی گھر آیا
یہ بھی معلوم نہین ہے کہ مین کیونکر آیا

چشم و گوش اسکے نہین مجکو تو یہ حیرت ہے
دل مرا اوس ستم ایجاد پہ کیونکر آیا

دل مین ارمان و تمنا کا ہوا شاید خون
میرے آنکھون سے جو آج نکلکر آیا

کوچۂ زلف معنبر سے یہ کیا آئی ہے
جھونکا جو آیا ہوا کا وہ معطر آیا

درد فرقت کے تدارک کیے لاکھون لیکن
دل کو آرام کسیطرح نہ دم بھر آیا

مین نے دعوی جو کیا یار سے جانبازی کا
ہنسکے فرمایا کہ جی ہان مجھے باور آیا

کچھ فساد اوسکو شب وصل بھی ہے مد نظر
عطر فتنے کا وہ عیار جو ملکر آیا

اشک بے یار ٹپکنے لگے آنکھون سے مرے
میرے آگے جو چھلکتا ہوا ساغر آیا

عاشقون سے نہ گلی یار کے خالی پائے
ایک بیتاب گیا دوسرا مضطر آیا

مہربانی بھی نہین اوسکی ستم سے خالی
غیر کو ساتھ وہ لایا جو مرے گھر آیا

دیکھو فطرت کہ دم نزع مری بالین پر
ہاتھ ملتا ہوا وہ شوخ ستمگر آیا

ہر گھڑی ذکر وفا کرتے ہین اور روتے ہین
اونکو بھی چین مرے بعد نہ دم بھر آیا

بارے اتنا تو مری آہ نے دکھلایا اثر
ہاتھ رکھے ہوئے دل پر وہ ستمگر آیا

دشت وحشت مین گذر اپنا ہوا جب وحشی
قیس بولا کہ وہ دیکھو مرا رہبر آیا

بے قدر غیر کی میرا وقار تک نہ رہا
وہ بات بھی نہ رہی اب وہ پیار تک نہ رہا

بدن کو دوپٹے سے وہ رات بھر چھپاتے رہے
یہ قہر ہے کہ مرا اعتبار تک نہ رہا

سیاہ ایسا ہوا میرا نامۂ اعمال
کہ خوف پرسش روز شمار تک نہ رہا

لحد مین سونپ کے احباب ہو گئے راہی
سوائے داغ جگر سوگوار تک نہ رہا

کرم کیا ترے توسن نے شوخیان کر کے
غبار کیا کہ نشانِ غبار تک نہ رہا

خزان نے باغ مین آتے ہی پھیر دی جھاڑو
گلون کا ذکر ہے کیا ایک خار تک نہ رہا

حیات مین تو رہا کرتی تھی تپِ فرقت
لحد مین سوتے ہی مجھکو بخار تک نہ رہا

ملال دور کرو اب تو صاف ہو جاؤ
تمھارے کوچے مین میرا غبار تک نہ رہا

یہ کس حسین نے قابو مین کر لیا اپنے
کہ میرے دل پہ مرا اختیار تک نہ رہا

جواب دیگئے اعضا بھی دردِ فرقت سے
یہ بیکسی ہے کوئی غمگسار تک نہ رہا

جنون کے جوش مین وہبی نہ جیب و دامن کی
اوڑائین دھجیان ایسی کہ تار تک نہ رہا

کس دل مین یار عشق کا تیرے اثر نہ تھا
سودا ے زلف کسکو ترا اے قمر نہ تھا

آئینہ اونکے سامنے آٹھون پہر نہ تھا
خود بینی کا رواج کبھی پیشتر نہ تھا

محوِ جمال اپنا وہ صحبت اسقدر نہ تھا
خود بینی کا رواج کبھی پیشتر نہ تھا

روزِ شمار تھی شبِ فرقت مری حساب
تارے گنا کیے جو وہ رشکِ قمر نہ تھا

جانے سے اونکے پہلے ہی جانِ حزین گئی
کوسِ سفر تھا نالۂ مرغِ سحر نہ تھا

دریا مین وہ رقیب سے چھینٹے لڑا کیے
مین آشنا ے بحرِ محبت مگر نہ تھا

بعدِ فنا مزار پہ سے آئی یار کو
کہتا ہے کون آہ مین میری اثر نہ تھا

دل کا تڑپنا آپ کو کیون آگیا پسند
قابل یہ دیکھنے کے تماشا اگر نہ تھا

ساقی کے ایک جام نے مدہوش کر دیا
رندون مین کون رند تھا جو بیخبر نہ تھا

قاتل حلال کرتا ہے یہ بانکپن ترا
اسطرح نیمچہ کبھی زیبِ کمر نہ تھا

وہبی یہ کسکے زلفِ پریشان کی یاد ہے

مجموعۂ حواس تو یون منتشر نتھا

وصلت کہان کی شوق ہی مین کام ہو گیا / آغازِ عشق ہی مین یہ انجام ہو گیا
لبریز میری عمر کا کیون جام ہو گیا / کیا ختم دورِ بادۂ گلفام ہو گیا
رخسار کی بلائین جو لین وہ خفا ہوئے / مصحف کو چھو کے موردِ الزام ہو گیا
کیا حال ہو گیا ہے پریشان عشق مین / سودائے زلف ہوتے ہی سرسام ہو گیا
خونِ جگر سے ہو گئے لبریز جامِ چشم / خالی شراب سے جو کبھی جام ہو گیا
فرطِ خوشی سے جان سمائی نہ جسم مین / پیغامِ مرگ وصل کا پیغام ہو گیا
مین مر گیا جو زلف مین اوسنے چھپایا رخ / لو گُل چراغِ عمر سرِ شام ہو گیا
کہدیجیو ضرور جب آئین وہ رات کو / سو بار گھر پہ عاشقِ ناکام ہو گیا
کھاتا ہے تازیانے جو یہ میری آہ کے / کیا بدرکاب توسنِ ایام ہو گیا
بولے لحد مین میتِ عاشق اوتار کے / اب تو تپِ فراق سے آرام ہو گیا
زلفون سے اوسکے دیکھین رہائی ہو کب تلک / دل اپنا اب تو مرغِ تہِ دام ہو گیا

وہبی اگرچہ جان گئی عشق مین مگر
سب عاشقون مین خوب ترا نام ہو گیا

اوس سنگدل کے دل مین محبت نے گھر کیا / مدت کے بعد آہ نے اپنی اثر کیا
تیغِ نگہ کے سامنے سینہ سپر کیا / کب ہمنے اپنی جان کا خوف و خطر کیا
ثابت کرو خطا مری پھر اپنا مونھ چھپاؤ / کس رات کو نظارۂ روئے قمر کیا
صیاد کا یہ ظلم نہ بھولونگا عمر بھر / فصلِ بہار آتے ہی بے بال و پر کیا
لو اپنے گھر وہ صبح سے پہلے ہی جاتے ہین / اندھیر کیا ستارۂ مرغِ سحر کیا

چونکے صداے صورِ سرافیل سے نہ ہم
ساقی تری نگاہ نے یہ بیخبر کیا

کاٹوں گا اس ادا پہ گلا اپنے ہاتھ سے
قاتل نے آج غنچہ زیبِ کمر کیا

رخصت کا نام سنتے ہی لب دم نکلگیا
جانے سے اونکے پہلے ہی ہمنے سفر کیا

کیا کیا کیا نہ آپکی الفت نے میرے ساتھ
رسوا کیا خراب کیا در بدر کیا

وہی پھر اونکے وصل کو تو سو گے عمر بھر
نالہ شبِ فراق مین تمنے اگر کیا

کھینچے کسطرح سے نقشہ وہ مری جانی کا
واثر کون رہتا ہے سر خامہ صفت مانی کا

ہان ترے آئینہ رو کو ہے دیکھا اکبار
کچھ نہین اور ہے باعث مری حیرانی کا

بیشتر وصف کیا زلفِ دوتا کا شبِ وصل
حال کچھ کہہ نہ سکے دل کی پریشانی کا

ہے عجب خشک یہ دریاے جہانِ فانی
جاے گوہر کہین قطرہ نہ ملا پانی کا

خوب ہو سارے زمانے کے ہین گردِ کفِ پا
کسکو ثانی کہین ہم دلبرِ لاثانی کا

اوسکے کوچے کی ہوئی جبسے گدائی حاصل
ہمکو دعوی نرہا دہر مین سلطانی کا

ہاتھ آجاے مگر دامنِ دلبر اکبار
شغل رہتا ہے مجھے چاکِ گریبانی کا

کوہکن کسلیے کرتا ہے عبث کاوشِ سنگ
مٹ نہین سکتا ہے لکھا ہوا پیشانی کا

کسی گلرو کی محبت مین ہو سیکھا وہی
بلبلِ زار سے انداز سخندانی کا

ساقیٔ غنچہ دہن جب رونقِ بستان ہوا
غنچے شیشے بنگئے ساغر گلِ خندان ہوا

حیرت افزا ہمکو خالِ عارضِ جانان ہوا
کیا تماشا ہے کہ ہندو حافظِ قرآن ہوا

یاد کاکلِ مین تری دریا مجھے زندان ہوا
پاؤن کو گرداب ہر اک حلقۂ جولان ہوا

لعل لب جب مسی ملکے وہ مہ خندان ہوا | اختر تابندہ ہر اک گوہر دندان ہوا
میرے مرتے ہی گلستان ہو گیا ماتمکدہ | ہاتھ گلچین نے ملے صیاد بھی گریان ہوا
وصف دندان سے سیاہی مین ہوئی موتی کی آب | سلک در ہر سطر نقطہ گوہر غلطان ہوا
ہے عیان چاہ ذقن مین یار کی خال سیاہ | دیکھیے زنگی غریق چشمۂ حیوان ہوا
دل کے ڈسنے کے لیے زنجیر ناگن بنگئی | عاشق زلف سیہ جب قیدی زندان ہوا
زردی غم نے دکھایا لطف کشت زعفران | زخم دل ہر ایک کیا کیا مثل گل خندان ہوا
اپنے نالون مین اثر ہے صور اسرافیل کا | آفتاب حشر اوسکا عارض تابان ہوا
اوٹھ گیا محفل سے جب ساقی ہوئی سب عیش تلخ | جام مے تاک بزم مین اک دیدۂ گریان ہوا
ہو گئی لنگر کی حاجت کشتی افلاک کو | چشم دریا بار سے جب بپا طوفان ہوا
بزم رندان مین جب آیا شیخ بہر میکشی | قہقہہ شیشے نے مارا جام مے خندان ہوا
خون دل صہبا بنا لخت جگر اپنا کباب | سینۂ سوزان مین جب سے غم ترا مہمان ہوا
جبکہ پہلو سے اوٹھا وہ کاروان سالار حسن | یہ دل بیتاب بھی مثل جرس نالان ہوا
جب ہوا غیرون سے ہم آغوش میرا رشک ماہ | عید کا سامان وہان یان موت کا سامان ہوا
آخر آیا یار پڑھنے کو جنازے کی نماز | جب وصال اپنا ہوا تب وصل کا سامان ہوا
جب ہوائے زلف پیچان مین گیا مین سوے باغ | واسطے میرے سلاسل سنبل پیچان ہوا
کوہکن نے سر کو پھوڑا قیس وحشی بنگیا | کوئی بھی ثابت قدم مجھسا نہ سرگردان ہوا
اپنے جلوے سے کیا آباد یہ کس حور نے | خانۂ ویران ہمارا روضۂ رضوان ہوا
سوز دل سے کیا نکلتے ہین شرارے آہ کے | داغون سے گلخن ہمارا سینۂ سوزان ہوا
فصل گل آئی ہوئی تازہ بہار میکشی | بادۂ گلگون سے رنگین دامن مستان ہوا

گو رسے ہمکو ہم آغوشی میسر ہو گئی
کیا ہلال عید وہبی خنجر بُران ہوا

چھو لیا دامن ترے فتراک کا
بڑھ گیا رتبہ ہماری خاک کا

قیس سمجھا محمل لیلی اوسے
جب اوٹھا کوئی بگولا خاک کا

شاخ طوبی سمجھین ارباب بہشت
سے ہے یہ رتبہ آپ کی مسواک کا

گردش چشم اوس قمر کی یاد ہے
خوف کیا ہے گردش افلاک کا

خواہش مے بعد مردن بھی رہی
ہے مری تربت پہ سایہ تاک کا

ابر تر کی کیا رہیگی آبرو
سامنا ہے دیدۂ نمناک کا

آرزو ہے جسم خاکی ہو مرا
خاک تودہ ناوک سفّاک کا

زاہد اوسکو دیکھکر تنکے چنے
ناک مین دم لائے تنکا ناک کا

آیا تربت پر مری وہ سنگدل
ہے اثر وہبی یہ عشق پاک کا

جو وہ خورشید رو در تک کبھی جلوہ نما ہوگا
خرام ناز سے اوسکے وہین محشر بپا ہوگا

اگر تو مائل جور و جفا ہمپر ہوا ہوگا
ہمارا دل نہ تجھسے اے صنم اکدم رکا ہوگا

کسیکا دل جو اوس رشک پری پر مبتلا ہوگا
تو وہ دیوانہ شکل باد صرصر پھر رہا ہوگا

سنا ہمنے نہین غیروں ہی نے اوسکو سنا ہوگا
وہی ہوتا رہیگا جسنے کچھ ہمکو کہا ہوگا

گریبان چاک کر ڈالینگے غنچے دست حسرت سے
چمن مین جسگھڑی اوس گل کا وا بند قبا ہوگا

بھلا جسیجا فرشتے بھی نہین پر مار سکتے ہین
گذر کیونکر ترا اے قاصد باد صبا ہوگا

مدار زندگی حاصل ہوا اکدم پہ آدم کو
بقا حاصل اوسی کو ہے جو جیتے جی فنا ہوگا

نہین درکار اوسکو بادشاہی ہفت کشور کی
تمھارے عشق کے کوچے کا جو کوئی گدا ہوگا

گدا ہونا ہے اپنا ایکدن اوسجا کہ جس جا پہ
نہ بیگانہ کوئی ہوگا نہ کوئی آشنا ہوگا

لگی ہے ہچکی اسدم پہ تڑاہی دم مین بھرتا ہون
اگر آجائیگا دم بھر کو اے دلبر تو کیا ہوگا

تلاش اک شکل لیلی کی ہے ایسی دشت وحشت مین
کہ وان ہر ہر قدم پر قیس پیچھے رہگیا ہوگا

بہت افتادگی حال اپنا مین نے لکھا ہے
کبوتر سے یقین ہے مجکو خط بھی گر گیا ہوگا

کدورت اوسکو ہے ہمسے تو کچھ خطرہ نہین ہمکو
جو آئینہ غبار آلودہ ہوگا باصفا ہوگا

ہمارا دل بھی جنبش کھا گیا ہوویگا صدمے سے
ترا زانو جو پہلو سے مرے دم بھر ہٹا ہوگا

مزہ وحشی ملا ہوگا تجھے قند مکرر کا
جو اکدم وصف لعل یار لب پر آگیا ہوگا

دیکھا ہے جلوہ اسنے رخ بے نقاب کا
منھ حشر تک نہ ہوگا ادھر آفتاب کا

اوس مہروش نے بند جو کھولا نقاب کا
غیرت سے رنگ زرد ہوا آفتاب کا

مجھ رند بادہ کش کی وصیت ہے ساقیا
رکھیو لحد مین قرابہ شراب کا

مستی کی گر ہوس ہے تو جھک جھک کے رکھ قدم
باعث فنا کا ہے یہ اوبھرنا حباب کا

کھلی ہین تا کہ مردم آبی کی چوریان
دوڑا رہا ہے بحر گھوڑا حباب کا

اپنے گناہ بڑھ گئے حد شمار سے
اب خوف دلمین کچھ نہین روز حساب کا

اک پل مین آنسوؤن کا سمندر بہا دیا
دیکھو تو حوصلہ مری چشم پر آب کا

پرتو جو اونکے عارض پرنور کا پڑا
ہر ذرے پہ گمان ہوا آفتاب کا

وہ رند ہون کہ آنکھ سے تھمتے نہین ہین اشک
جبتک کہ سامنے نہو ساغر شراب کا

سیراب اس جہانمین ہوا کونسا غریب
ہر راہرو کو ہوتا ہے دھوکا سراب کا

افلاس گھیرتا ہی تو ہوتی ہی زر کی قدر
پیری مین لوگ کرتے ہین ماتم شباب کا

ہی خوف دلمین سنگِ حوادث کا اسلیے
سینے سی مین لگای ہون شیشہ شراب کا

فصلِ بہار کا ہی عروج ایسا ابکی سال
زُہّاد لیتے پھرتے ہین ٹھیکہ شراب کا

سفّاک میری حلق کو کاٹون سی وقتِ ذبح
دامن اُلجھہ گیا تری تیغِ خوش آب کا

نادان عبث ہین جشن من روزہ یہ اپنے آپ
ہی جلتے پھرتے چھاون یہ عالم شباب کا

کیا بات ہے کہ صورتِ تصویر چھپ ہین آپ
کھیے تو کچھہ خیال کدھر ہے جناب کا

عشقِ بتان سے باز نہ آونگا ناصحا
مجبور ہون کہ ہی ابھی عالم شباب کا

کرتا ہون قصدِ باغ جو اس رخ کی یاد مین
چبھتا ہی میری پاؤن مین کانٹا گلاب کا

صیاد آج جال قفس کچھہ تو کھولدے
گلشن مین بج رہا ہی کٹورا گلاب کا

ورزش جو کرتے ہین کبھی رندان بادہ خوار
بنجاتا ہے زمین پہ پتلا شراب کا

ساقی جو تیری ہاتھ سے ہو دورِ آفتاب
بڑھجاے اور لطف شبِ ماہتاب کا

کیا یہ بھی تمکو ڈھونڈھتا پھرتا ہی دربدر
ہی دستِ چرخ مین جو چراغ آفتاب کا

سوزِ تپِ فراق کہان اور کہان یہ آگ
میری طرح جلا نہ کلیجہ کباب کا

لاؤن جو آپ اپنی لپیٹین گلوریان
تیار ہے فلک پہ ورق آفتاب کا

میکش وہ ہون کہ دیکھہ کی رندانِ بادہ خوار
کہتے ہین میری جسم کو پتلا شراب کا

بیہوش ہون جو چشمِ خمارین کی یاد مین
دینا عوض گلاب کی چھینٹا شراب کا

ساقی جو تیری ہجر مین اک گھونٹ بھی ہو ن
لگجاے ایک آن مین کانٹا شراب کا

وہبی اگر کرینگے نکیرین کچھہ سوال
کہدونگا یہ غلام ہون مین بوتراب کا

خوشنما خال ہین اونکے تہ ابرو پیدا | مین کہیے مین ہوے مردم ہندو پیدا
تو نہان تھا تو ہویدا پیش نظر تھا سب کچھ | سب ہوا آنکھ سے پنہان جو ہوا تو پیدا
جب ہوئی جوشش گریہ تو بہی نہر چمن | آہ نکلی تو ہوا سرو لب جو پیدا
صبر فرمائی فرقت مین ذرا حضرتِ دل | وصل کا کوئی تو ہو جائیگا پہلو پیدا
عیب بینی کی بڑھی مشق یہ اون آنکھون کو | چشم آہو مین بھی وہ کرتے ہین آہو پیدا
چال سے آپکے بھونچال تو ہے عالم مین | اب قیامت نکرے قامتِ دلجو پیدا
حرفِ مطلب کو وہ سُن سُن کے یہ فرماتے ہین | کیجیے پہلے مرے دل پہ تو قابو پیدا
بیگنہ جب مجھے قاتل نے کیا تیغ سے قتل | چشم جوہر سے ہوے خون کے آنسو پیدا
موشگافی پہ کمر شاعرون نے باندھی لاکھ | نہوا وصفِ کمر کا کوئی پہلو پیدا
دستِ نازک سے جو قاتل کے پڑے اوچھے وار | ہو گیا جامۂ تن پر مرے اُتو پیدا
عاشقِ چشم تھا لیلی کا عجب کیا ہے اگر | قیس کی خاک سے ہون دشت مین آہو پیدا
کیا عجب پُر شرر آہین دمِ گریہ نکلین | بیشتر ہوتے ہین برسات مین جگنو پیدا
آتشین رخ کے تصور کی حرارت دیکھو | دل جو اُمڈا نہوے نام کو آنسو پیدا
ہو گیا صاف یقین دیکھ کے دنبالۂ چشم | نیلگون ہے رسنِ گردنِ آہو پیدا
کیون نہو رشکِ چمن اپنی مسہری شبِ وصل | تیری موباف کے پھولون سے ہے خوشبو پیدا

حکم دے رقص کا گر وہ شہِ خوبان وہی
پاے زہرہ مین ثریا کے ہون گھونگھرو پیدا

کرم مجھ پر بھی اے رشکِ قمر ہوتا تو کیا ہوتا | کسی شب مین بھی ہم بستر اگر ہوتا تو کیا ہوتا
مری برگشتہ بختی سے وہین اولٹی ہوا چلتی | اگر پیکِ صبا بھی نامہ بر ہوتا تو کیا ہوتا

سونگھاتا کون ہمکو نکہتِ زلفِ معنبر کا
اگر عشقِ بتان سے دردِ سر ہوتا تو کیا ہوتا

شب سے نہ دیتے زاہد نعرۂ اللہ اکبر سے
کسی شب مہربان گر وہ قمر ہوتا تو کیا ہوتا

رقیبِ روسیہ سب ڈوبتے اشکون کے دریا مین
یہ احسان گر ترا اے چشمِ تر ہوتا تو کیا ہوتا

نشانہ غیر کو تمنے بنایا چھوڑ کر مجھکو
ہدف تیر نظر کا یہ جگر ہوتا تو کیا ہوتا

غم نے کیطرح سے وہ بھی ڈھلتا فتنہ مین وہبی
محسن کا ہمدم زندان مین گذر ہوتا تو کیا ہوتا

کب معرکۂ شعر سے سر کا قدم اپنا
ہے تیغ دو دم سے کہین بڑھکر قلم اپنا

دکھلائین جو ہم آہ کے تیشے کی روانی
فرہاد ابھی دوڑ کے چومے قدم اپنا

کل گور مین مٹی پہ پڑا ہوگا تو منعم
کیون آج دکھاتا ہے یہ جاہ و حشم اپنا

ہون زندۂ جاوید ابھی خضر کی صورت
گر آپکے قدمون پہ نکلجاے دم اپنا

مدت سے ادھر آتی نہین اونکی سواری
کس دن وہ غریبون پہ کرینگے کرم اپنا

رہتے ہین غنی عشق کی دولت سے ہمیشہ
سمجھے ہین ہر اک داغِ جنون کو درم اپنا

بیگانے ہوے عشق مین ہم عقل و خرد سے
اک رات تو خلوت مین وہ ہوتا صنم اپنا

کب ہوگی سر سبز مری کشتِ تمنا
برسائینگے کس روز وہ ابرِ کرم اپنا

افعی سیہ سار ابل اپنا ابھی مجھوے
دکھلاے تری زلف اگر پیچ و خم اپنا

گو جی پہ بنے دم ترا بھرتے ہی رہینگے
دل تجھسے ہٹانے کے نہین کوئی دم اپنا

گر یون ہی رہی زلفِ گرہگیر کی الفت
گھٹ گھٹ کے نکلجائیگا اک روز دم اپنا

تنہائی کی ایذائین کہانتک کوئی جھیلے
جی جائین جو فرقت مین نکلجاے دم اپنا

کب یاد نہین آتی ہے اوس حور کی صورت
کس روز نہین آیا ہے آنکھون مین دم اپنا

رویگی وہبی بیٹھ کے بالین پہ ہمارے
بعد اپنے کریگا کوئی کیا منزلت اسکی
کیون شوق شہادت نہ بڑھے دلکو ہمارے

خبر شمع سحد اور کسے ہوگا غم اپنا
لیجائینگے ہم قبر مین ساتھ اپنے غم اپنا
قاتل ترے خنجر پہ نکلتا ہے دم اپنا

برباد گئی عمر عبث عشق مین وہبی
بیگانہ وہ نکلا جسے سمجھے تھے ہم اپنا

چھد گیا ہے یار کے تیر نظر سے دیکھنا
آنکھ بھر کر بھی نہین وہ دیکھتے میری طرف
لوگ کاٹینگے گلا بانکی ادا پر آپکی
بارش اسکی ہر برس ہے اوسکی ہی برسات مین
قتل کرکے مجکو وہ بھولینگے سب سفاکیان
جب کسی جانباز کی پڑجائیگی تمپر نظر
یاد لب مین لخت دل نکلینگے ہر آنسو کے ساتھ
مین نے حال افتادگی کا اوسمین لکھا تھا تمام
وجد کی حالت ہے اک پازیب کی جھنکار سے
شش نے نالے کرونگا یاد کاکل مین اگر

خون ٹپکتا ہے مرے زخم جگر سے دیکھنا
ہوگئے نالے مرے خالی اثر سے دیکھنا
قتل عالم ہوگا اس ترچھی نظر سے دیکھنا
ابر شرمائیگا میری چشم تر سے دیکھنا
نیمچہ کھینچا بیگا اونکی کمر سے دیکھنا
بھول جاؤگے یہ دزدیدہ نظر سے دیکھنا
لعل پیدا ہونگے اس کان گہر سے دیکھنا
گر گیا ہے خط کہین کیا نامہ بر سے دیکھنا
پیسکے دل کون جاتا ہے ادھر سے دیکھنا
سانپ نکلینگے ہر اک دیوار و در سے دیکھنا

مین کمند آہ سے پہونچا تو وہ کہنے لگا
آگیا گھر مین مرے وہبی کدھر سے دیکھنا

نورافشان کا ترے ایسا سمان ہوگیا
کیا تماشا ہے ابھی آئی نہین فصل بہار

جسکا ہر ذرہ چمک مین مہرتابان ہوگیا
پرزے پرزے دست وحشت سے گریبان ہوگیا

یادِ چشمِ سرمگینِ یار مین رویا جو مین ◆
اسقدر رویا بڑھا اشکون کا طوفان ہوگیا

کر دیا جامے سے باہر مجھکو شوقِ قتل نے
نیمچہ جب ہاتھ مین قاتل کے عُریان ہوگیا

بیگناہی نے اثر دکھلا دیا ہنگامِ ذبح
جوہرِ شمشیرِ قاتل چشمِ گریان ہوگیا

خط ہوا جب یار کے رُوئے کتابی پر عیان
بولے سب لوگ اب یہ بالتفسیر قرآن ہوگیا

قتل کی حسرت مین ایسا محو تھا ہر دم مجھے
خنجرِ قاتل ہلالِ عیدِ قربان ہوگیا

جان آسانی سے نکلی آئے وہ ہنگامِ نزع
وقتِ مشکل کام ہی کیا مجھ پہ آسان ہوگیا

دی انگوٹھی اپنی اوس بلقیس طلعت نے مجھے
اب تو اپنے عہد کا مین بھی سلیمان ہوگیا

اپنے مطلب تک تو وہ کرتا رہا دانائیان
جب مرے مطلب کا وقت آیا تو نادان ہوگیا

کہتے ہین عاشق ہجومِ خالِ ہندو دیکھکر
اب تو سورج کنڈ یہ چاہِ زنخدان ہوگیا

لے لیا بوسہ بھی گر اونکا تصور مین کبھی
غیرتِ نیلم لبِ لعلینِ جانان ہوگیا

کوئی صورت زیست کی وہبی نظر آتی نہین
دوست سمجھے تھے جسے وہ دشمنِ جان ہوگیا

کسی دن دیکھہ تو عالم مری بیتابیٔ دل کا
تماشا دیکھنا منظور ہے گر رقصِ بسمل کا

اگر یاد آگیا اکدم تڑپنا مجھ سے بسمل کا
ہر اک جوہر بنے گا چشمِ گریان تیغِ قاتل کا

گنہگارون پہ اپنے گر چلے گی تشنہ ہو ہو کر
یقین ہوتا ہے دم چڑھ جائیگا شمشیرِ قاتل کا

وہ گریان تھا اثر باقی ہے جسکا بعد مُردن بھی
ٹپکتا ہے بناتے ہین اگر کاسہ مری گِل کا

شہادت تو ملی لیکن بُرا ہو سخت جانی کا
رہیگا درد دل مین صدمہ بازوے قاتل کا

دکھا دو آخری دیدار آسانی سے دم نکلے
نہین مشکل ہے کچھ آسان ہونا میری مشکل کا

نماز اپنی قضا ہو جائیگی کعبہ مین اے واعظ
دمِ تکبیر گر دھیان آگیا ابروے قاتل کا

شہیدِ تیغِ ابرو جانتے تھے دوست گر مجکو
کفن دینا تھا دامانِ نگاہِ نازِ قاتل کا

ہماری سخت جانی سے ہوئی خفت اوسے حاصل
اسی باعث سے منہ اوترا ہوا ہے تیغِ قاتل کا

صفائی اسکو کہتے ہین کہ تسمہ تک نہین باقی
دی گردن پہ یہ احسان ہے شمشیرِ قاتل کا

ترے اے رشکِ لیلی کیون نہون مجنون بشر عشاق
بنا ہے پردہ چشمِ پری سے پردہ محمل کا

تو ہی شوقِ شہادت کچھ ہماری دستگیری کر
قدم اوٹھتے نہین اور ہے ارادہ کوے قاتل کا

ڈرو دلمین خدا کا خوف کرنا تمکو لازم ہے
بتو اچھا نہین مسمار کرنا کعبۂ دل کا

نہ چار آنکھین کسی سے کین جلا وہ شعلہ رو اوٹھکر
بجا رونا ہے یہ آٹھ آٹھ آنسو شمعِ محفل کا

ترے بیمار کو حبِ شفا کی کیا ضرورت ہے
ابھی صحت ہو گر بوسہ ملے رخسار کے تِل کا

گلے سے جسطرح طوقِ گلو کو میری الفت ہے
رہیگا پاؤن سے بھی سلسلہ قائم سلاسل کا

بتانِ سنگدل کے دلمین ہر دم یاد رہتی ہے
تعجب کیا اگر ہو جاے مجکو عارضہ سِل کا

نہ کیونکر نور افزاے نگاہِ عشقبازان ہو
تمھاری زلفِ دودہ سے ہے چراغِ ماہِ کامل کا

تلاش اک رشکِ لیلی کی ہے اپنی دشتِ وحشت مین
کہ مجکو ہر بگولے پر گمان ہوتا ہے محمل کا

ہزار اے جان تم چاہِ ذقن پر زلف لٹکاو
نکلنا سخت مشکل ہے ہماری یوسفِ دل کا

ہماری آہ بجلی کیطرح تڑپے گی اے وہبی
سنے گا آسمان جسوقت دودِ آتشِ دل کا

توسنِ جوشِ جنون خواہان ہے پھر مہمیز کا
سامنا ہونا ہی پھر اک دشتِ وحشت خیز کا

فرقتِ ساقی مین جوشِ چشمِ تر دیتا ہے رنج
یاد آتا ہے چھلکنا ساغرِ لبریز کا

بعد مردن بھی جو تھا سر مین مرے جوشِ جنون
بنگیا آخر بگولا دشتِ وحشت خیز کا

فصلِ گل آئی ہے ہو جائے نہ اپنا ذہن کند
ساقیا بھر بھر کے دے ساغر شرابِ تیز کا

بوسے لیتا ہون اونکی چشم زہرآلود کے
میں وہ ہون بیمار جو خوگر نہیں پرہیز کا

جیسے ہم عاشق ہوے ہین تیرے او شیرین ادا
نام بھی لیتا نہیں ہے کوئی اب پرویز کا

اپنے مقتل کیطرف آئے اگر وہ شہسوار
ہم وہان زخم سے چومین قدم شبدیز کا

منزل ہستی سے تا ملک عدم پہونچین کہین
اب سمند زندگی محتاج ہے مہمیز کا

وصف خط سبز اے وہبی رقم کرتے ہین ہم
بھا گیا ہے لہلہانا سبزۂ نوخیز کا

نام عنقا جہان ہو رہبر کا
کس سے پوچھون پتا ترے گھر کا

اونکے مژگان مری رگ جان پر
کام کرتی ہے نوک نشتر کا

میری آہون کا چھایا ہے یہ دھوان
ہے یقین جسپہ چرخ اخضر کا

ڈوب جائیگی نوح کی کشتی
ہے یہ طوفان دیدۂ تر کا

آئینہ میرے ہاتھ سے دیکھو
دو مجھے مرتبہ سکندر کا

میری بار آتے ہی تھکا قاتل
بوجھ اوترا نہ آج بھی سر کا

دوسرے در پہ ہے سوال حرام
مین گدا ہون فقط ترے در کا

کہین ایفا ہو وعدۂ دیدار
منتظر ہون مین روز محشر کا

ابر تر جسکو لوگ کہتے ہین
ہے وہ رومال دیدۂ تر کا

مے پلائین جو اپنے ہاتھ سے وہ
حور سے جام لون نہ کوثر کا

سخت جانی سے مجکو خوف یہ ہے
منہ نہ پھر جاے اونکے خنجر کا

قسمت اولٹی جو پھر گیا ساقی
مجھ تک آیا نہ دور ساغر کا

اسقدر داغ ہجر جلتے ہین
میرے سینے پہ شک ہے مجمر کا

فصلِ گُل ہی مین جورِ گلچین سے / لُٹ گیا تھا قافلہ گلِ تر کا

کسکو پھر ہو رشکِ بزمِ فلک / کہین چمکے ستارہ اختر کا

قتل پر میرے فرطِ شادی سے / دم پھڑکتا ہے اونکے خنجر کا

کسکو خوش آے ہجر مین برسات / کام کرتی ہے بوند اخگر کا

دل سہے گا بتون کے صدمہ ہجر / کام شیشہ کریگا پتھر کا

کاٹے کھاتا ہے گھر جدائی مین / در پہ دھوکا ہے مجھکو اژدر کا

چودھوین شب کی چاندنی پہ مجھے / ہے گمان اونکی میلی چادر کا

ابر آیا ہے جھوم کر ساقی / آج ہو دَور دَورِ ساغر کا

وہی آسان کریگا سب مشکل / در اوکھاڑا ہے جسنے خیبر کا

دولتِ فقر نے کیا ہے غنی / نہین بندہ مین بندۂ زر کا

اونکے کانون مین دیکھکر موتی / ہے گمان مجکو کانِ گوہر کا

بھیجکر اونکو خطِ شوقیہ / خون گردن پہ لون کبوتر کا

شیخ جی آئیے شراب پیئن / ہو چکا خوف روزِ محشر کا

پھر گئے آکے وہ مرے گھر تک / پھیر ہے یہ مرے مقدر کا

لبِ لعلین کی دیکھکر سرخی / کیون نہ دل خون ہو لعلِ احمر کا

شوق ہے عاشقی کا دل مین اگر / سُنیئے قصہ گُل و صنوبر کا

وہ جو کوٹھے پہ بے نقاب چڑھین / منہ اوتر جاے مہرِ انور کا

مجکو تشنہ گلو کیا جو جلال / دل ہوا آب آب خنجر کا

نیلے پیلے وہ ہم پہ ہوتے ہین / یہ بھی ہے ظلم چرخِ اخضر کا

ملگئی جان خاک مین اپنی گیا گیا اوس بُتِ ستمگر کا
باندھکر خط یہ مانگتا ہوُ دعا پر نہ ٹوٹے کوئی کبوتر کا
سہتے سہتے بتون کے رنجِ فراق اب کلیجا ہوا ہے پتھر کا
اسقدر نامہ بر حلال ہوئے نام باقی نہین کبوتر کا
آئنہ دیکھکر دیا منہ پھیر کر سکے سامنا نہ ہمسر کا
آپ سر کاٹ دونگا قاتل کو مین نہ احسان لونگا خنجر کا
سرد ہو جاے آگ دوزخ کی ڈالون سایہ جو دامنِ تر کا

تیرے دریاے اشک سے وحشی
پاٹ گھٹ جائیگا سمندر کا

آغازِ عشق ہی مین خفا وہ صنم ہوا اپنا نہال عین نمو مین قلم ہوا
فصدون سے اور جوشِ جنون دمبدم ہوا طاقت بڑھی جو خونِ بدن اپنا کم ہوا
گرمِ خرامِ ناز جو وہ دو قدم ہوا ہر ایک پائمال یہ بر پا ستم ہوا
حاصل جو طوفِ کعبۂ کوئے صنم ہوا سمجھا مین آج حاجیِ بیت الحرم ہوا
مضمون نہ مجھ سے موی میان کا رقم ہوا جبتک کہ ہاتھ مین نہ مرے موقلم ہوا
نا آشنا کجی سے ہین جو راست باز ہین دیکھو کمان کی طرح کبھی تیر خم ہوا
کیون ہو فزون نہ حسن تراش و خراش سے پھولا پھلا وہ خوب شجر جو قلم ہوا
وحشت ہوئی جو کعبۂ ابرو کی یاد مین داغِ سیاہ بڑھکے لباسِ حرم ہوا
گرمِ خرامِ راہِ ہدایت ہوئے جو آپ خضرِ رہِ نجات نشانِ قدم ہوا
لکھونگا حال کچھ شبِ معراج کا ضرور جبرئیل کے پرون کا میسر قلم ہوا

پوچھو نہ حالِ دولتِ اخلاق مجھ سے کچھ / یہ مال وہ ہے صرف ہوا اور نہ کم ہوا
مین بھی ہون مالدار جنون کی بدولت آج / جو داغ تھا بدن پہ مرے وہ درم ہوا
پھانسی کسیکو دینگے کوئی قتل ہوگا پھر / پھر لب پہ ہے وہ زلف پھر ابرو وہ خم ہوا
نالہ کیا ہجوم الم مین تو بولا دل / وہ آئی فوجِ غم وہ نمایان علم ہوا
اللہ ری آبِ خنجرِ قاتل کی تشنگی / زخمون کا لب سے لب کسیدن بہم ہوا
نوبت مری بھی ہوتی ان اہلِ دول کیطرح / اچھا ہوا نہ صاحبِ طبل و علم ہوا
اس سے سوا کریگا جنون کیا فضیحت اور / رسوا میانِ کوچہ و بازار کم ہوا
عیسی بھی کرتے کرتے علاج اپنا تھک گئے / دردِ جگر مگر نہ کسیطرح کم ہوا
منزل پہ پہونچا یا کہ نہ پہونچا خبر نہین / جو قافلہ روانہ ملکِ عدم ہوا
وہ بیخبر ہین ہمکو خبر اسکی بھی نہین / کسکو خوشی جہان مین ہوئی کسکو غم ہوا
ہم رند مشربون کو نہین ملک کشتین / دو چار جام پی لیے جسنے وہ جم ہوا
پوچھی کسی نے بات بھی اسکی نہ ایکدن / دنیا مین کیا خراب مرے بعد غم ہوا
ایک ایک کرکے چند دنون مین یہ موت کھا گئی / کیا رفتہ رفتہ مجمعِ احباب کم ہوا
دکھلائی طرفہ شان تلون نے یار کے / برقِ غضب کبھی کبھی ابرِ کرم ہوا
برزخ مین انکی عمر بسر اپنی ہو گئی / راحت ہوئی جہان مین مجکو نہ غم ہوا

وہبی کے بعد سیکڑون سر کاٹے سہل سے
خنجر لہو کو چاٹ کے کیا تیز دم ہوا

خوار و ذلیل بھی سرِ بازار ہو چکا / ہونا تھا جو عشق مین اے یار ہو چکا
مصحف کا بوسہ لے لیا عارض کی یاد مین / دو مجھکو کچھ سزا مین گنہگار ہو چکا

ساقی کی چشمِ مست نے بیہوش کر دیا
اب ہین صدائے صور سے ہشیار ہو چکا

جان بخش بھی جو آپکے لب ہین تو کام کیا
اب تو مین اپنی زیست سے بیزار ہو چکا

اے حضرتِ مسیح کچھ اپنی دوا کرو
اچھا تپِ فراق کا بیمار ہو چکا

باتون مین پھر حجاب سے کیا فائدہ حضور
در پردہ جب کہ وصل کا اقرار ہو چکا

مختار قتل کرنے نہ کرنے کے آپ ہین
مین ایک بوسے کے گنہگار ہو چکا

حافظ خدا ہے ساری خدائی کی جان کا
آمادہ قتل پہ وہ ستمگار ہو چکا

واجب ہے رحم عاشقِ بیدل کے حال پر
اقرارِ وصل کیجیے انکار ہو چکا

ٹھانی ہے اوس پری نے لڑائی وصال مین
ہنگامہ ایک بوسے پہ سو بار ہو چکا

آنکھ اشتیاقِ دید مین در پر لگی رہی
جسوقت بند روزنِ دیوار ہو چکا

بوسے پہ جان لینے کی نیت ہے واہ واہ
بس بس حضور بندہ خریدار ہو چکا

روندین رقیب سبزہ ترے خانہ باغ کا
پامال یان تو وادیٔ پُرخار ہو چکا

تر دامنی کا رندون کو طعنہ نہ دیجیو
زاہد تو دخترِ رز سے گرفتار ہو چکا

وہبی ہے عشق اک بتِ خود سر کی زلف کا
پابندِ شرع اب یہ گنہگار ہو چکا

بیان کس سے کرین اندوہِ فرقت ہم جوانی کا
نہین معشوق کے چھٹنے سے صدمہ کم جوانی کا

ضعیفی مین تصور کرتے ہین جب ہم جوانی کا
تو چھانے ڈالتا ہے دلکو تیرِ غم جوانی کا

زبان سے کیا بیان ہو دل پہ جو اپنے گذرتی ہے
کلیجے سے کوئی پوچھے ہمارے غم جوانی کا

سوائے عیش کوئی فکر دنیا کی نہین ہوتی
عجب کچھ ولولہ انگیز ہے عالم جوانی کا

ضعیفی آتے ہی سامانِ راحت سب ہوئے رخصت
ہزار افسوس کیا دفتر ہوا برہم جوانی کا

نہ پوچھو حال کچھ مے خواری و شاہد پرستی کا
یہ ذکر اون روزون کا ہے جبکہ تھا عالم جوانی کا

بجا کہتے ہین ذکرِ عیش ضعفِ عیش ہوتا ہے
کیا کرتے ہین اس سے تذکرہ ہر دم جوانی کا

گئی ایسی کہ پھر دیکھا نہ ظالم نے ادھر پھر کر
کرین کس سے سوا پیری کے شکوہ ہم جوانی کا

نہ کھانے کا مزہ وہ ہے نہ پانی کی وہ لذت ہے
حلاوت لے گیا سب نسبت کی عالم جوانی کا

بہت اس بیوفا کے عہد مین راحت اوٹھائی ہے
بجا ہے عمر بھر کیجے اگر ماتم جوانی کا

غمِ پیری ہی سے ہوتی نہین فرصت یہان دم بھر
جو دے مہلت فلک تو کیجیے ماتم جوانی کا

بشر کو نیک و بد تک سوجھتا اپنا نہین ہرگز
نہین کچھ نشۂ صہبا سے نشہ کم جوانی کا

کہان جوش و خروش اب وہ کہان وہ ولولے دل کے
ضعیفی کا ہوا اب دور تھم گیا عالم جوانی کا

کرے انسان قدر آج اسکی کل پچھتایا پھر تو کیا
حقیقت مین غنیمت ہے نہایت دم جوانی کا

سفیدی آتی ہی بالون پہ سب رخصت ہوئے عاشق
ہوا ہے سلسلہ کیا درہم و برہم جوانی کا

جوان جتنے ہین دنیا مین وہ اکدن پیر بھی ہونگے
عبث وہبی کیا کرتے ہو اتنا غم جوانی کا

اسقدر مین موردِ لطف و عنایت ہو گیا
جب اوٹھا دستِ دعا وا بابِ رحمت ہو گیا

مانگنے سے بھی نہ پھیرا بے مروت ہو گیا
اسکو مین دل دیکے اپنا اہلِ حاجت ہو گیا

موجزن اونکا اوسی دم بحرِ رحمت ہو گیا
سر سے کچھ اونچا اگر آبِ ندامت ہو گیا

آپکے گھر مین مری کل تک تھی کچھ روک ٹوک
آج وہ دن ہے کہ محتاجِ اجازت ہو گیا

بھولا یکتائی کا دعوی دوسرا آیا نظر
آئنہ دیکھا تو وہ خود محوِ حیرت ہو گیا

اب نہین پہچان سکتے مجکو صورت آشنا
رنج سہتے سہتے آخر غم کی صورت ہو گیا

بعد میرے سوزِ دل سنکر اونہین رحم آگیا
دودِ دل تربت پہ میری ابرِ رحمت ہو گیا

وہ تو اپنے گھر چلے ہم جانب ملک عدم — نالۂ مرغ سحر یان کوس رحلت ہو گیا
جی اوٹھے مردے صدائے خلخال پا کی سنتے ہی — دو قدم چلنا تمھارا اک قیامت ہو گیا
حشر کے دن بھی نہ چونکونگا صدائے صور سے — کیا ہی خواب مرگ مجکو خواب راحت ہو گیا
کب ملا آرام اکدم اسکے ہاتھون سے مجھے — یہ دل نالان تو میرے جی کو آفت ہو گیا
حور بنکر آئے تربت مین مرے منکر نکیر — مجکو تو کنج لحد بھی قصر جنت ہو گیا
بعد مردن بھی ہے اوس روئے منور کا خیال — نالہ جو نکلا دہن سے شمع تربت ہو گیا
نامۂ اعمال بالکل آنسوؤن نے دھو دیا — مجھکو میرا دیدۂ تر ابر رحمت ہو گیا
فقر کی دولت سے اب دنرات رہتے ہین غنی — گنج سے ہمکو زیادہ کنج عزلت ہو گیا
اوس پری کی زلف کی سودے مین جب پایا ضعیف — اور بھی زورون پہ اپنا جوش وحشت ہو گیا

حضرت وہبی سہو گے کسطرح رنج فراق
صبر اک مونس تھا سو وہ بھی رخصت ہو گیا

ہم سخن جس سے وہ یار بے دہان ہو جائیگا — چار باتین سنکے اوسکی عیب دان ہو جائیگا
لیگا جب بوسہ دہن کا نکتہ دان ہو جائیگا — خط عارض دیکھکر تفسیر خوان ہو جائیگا
وہ قمر طلعت جو آنکھون سے نہان ہو جائیگا — تیرہ و تار اپنی نظرون مین جہان ہو جائیگا
جبکہ اونچا میری آہون کا دھوان ہو جائیگا — آسمان اک اور زیر آسمان ہو جائیگا
رنگ پر آنے تو دو اوس شوخ کا حسن شباب — پیر بھی دیکھے گا اوسکو تو جوان ہو جائیگا
اپنی مہتابی پہ ہوگا ماہرو جب بے نقاب — عکس رخ سے چاندنی چوک اک جہان ہو جائیگا
حج اکبر جو کہ سمجھے ہین طواف کوے یار — سنگ اسود انکو سنگ آستان ہو جائیگا
تولتے ہین تیغ ابرو ہمکو ہر دم دیکھکر — دیکھیے کسدن ہمارا امتحان ہو جائیگا

وصل کی امید پر عاشق کی ہو کسطرح زیست
ایک دن اتنا نفرمایا کہ ہان ہو جائیگا

میرے بالاخانے پر آئیگا جب وہ مہروش
چرخ چارم سے بھی بالاتر مکان ہو جائیگا

وصل کی شب ہے سحر کی توپ چھوٹے گی اگر
رنگ رخ میرے بھی چہرے سے دھوان ہو جائیگا

صور پھونکا چاہتا ہے یہ دل نالان مرا
اب تہ و بالا زمین و آسمان ہو جائیگا

گر تلاش اوس یوسف گم گشتہ کی یون ہی رہی
جسم خاکی اپنا گرد کاروان ہو جائیگا

گر یون ہی ایجان جان ہم سے رہو گے دور دور
چار ہی دن مین فراق جسم و جان ہو جائیگا

اونکی ہونٹھون پر ذرا بننے تو دو رنگ مسی
آتش یاقوت سے پیدا دھوان ہو جائیگا

بار خاطر وقت آخر گر مجھے سمجھینگے آپ
دوش پر احباب کے مردہ گران ہو جائیگا

دیکھنا تیر نگہ وہبی نہو گوشہ نشین
گر یون ہی کھینچو گے چلے قد کمان ہو جائیگا

نخل امید مین ثمر آیا
حسن اونکا مراد پر آیا

قصد کعبہ تھا دیر مین پہونچا
کس طرف دھیان تھا کدھر آیا

رویا یاد میان یار مین جب
سیل اشکون کا تا کمر آیا

واسطہ گو دیا پیمبر کا
نہ مرا پھر کے نامہ بر آیا

کر دیا کشتہ چرخ نے لیکن
نہ بغل مین وہ سیمبر آیا

خوب دیکھا مگر سوا تیرے
نہ کوئی دوسرا نظر آیا

جان دی ہمنے درد فرقت سے
نہ خبر کو وہ بے خبر آیا

صبح کی ہمنے تارے گن گن کر
پہ وہ مہر و نہ رات بھر آیا

کٹ گئی باتون ہی مین وصل کی رات
مدعا دل کا کچھ نہ بر آیا

جب دیا اوسنے بھر کے غیر کو جام
خون آنکھون مین میری بھر آیا

ہوگئی شرم مانعِ وصلت
رحم بھی اونکو مجھ پہ گر آیا

نظرِ چرخ سے گرا خورشید
مہوش اپنا جو بام پر آیا

اپنے دل مین یہ سوچ لو وہبی
جان جائیگی دل اگر آیا

جلا تمام بدن پر نہین دھوان پیدا
طلسم آتشِ غم سے ہوا یہان پیدا

ہزارون کھائیگا چکر یہ چرخِ پیر نگم
نہوگا آپ سا دنیا مین نوجوان پیدا

بلند ہونگے اگر میرے نالۂ سوزان
فلک پہ ہوگا ابھی شورِ الامان پیدا

تلاش مین کسی یوسف کی خاک اوڑائی بہت
مگر ہوئی نہ کہین گردِ کاروان پیدا

نہ ساتھہ چھوڑا کبھی گردشِ مقدر نے
جہان گیا مین ہوا ایک آسمان پیدا

پیام جاتے ہین در پردہ روز غیرون کو
ہوے ہین اتنے اونکے قدردان پیدا

تمھاری ابروے پُرخم کو دیکھکر سمجھا
براے ناوکِ مژگان ہوئی کمان پیدا

بھرے ہین مانگ مین اوس ماہ وش کی یون موتی
فلک پہ ہوتی ہے جسطرح کہکشان پیدا

وہ ماہ وش جو یونہی بسرِ غنا در ہا
کرونگا مین بھی کوئی اور مہربان پیدا

شبِ وصال ہم آغوش تک نہین ہوتے
نیا حجاب کیا تمنے مہربان پیدا

شبِ فراق مین مجبور نہین ہون مین آہین
یہ بام وصل کی کرتا ہون نردبان پیدا

وہ سنہ کی کھائیگا وہبی کریگا جو تقلید
نکر سکینگے سخنوری زبان پیدا

آتشِ غم سے اگر ہر عضوِ تن جلجائیگا
دیکھکر مجنون مرادیوانہ ین جلجائیگا

وہ چباتے ہین لب لعلین پہ لا کھا پان کا
آتش حسرت سے اب لعل یمن جلجائیگا

باغ مین وہ رشک گل ہو جائیگا گر بے نقاب
رنگ عارض دیکھکر رنگ چمن جلجائیگا

نالۂ آتش فشان یون ہی رہینگے گر بلند
دیکھ لینا ایک دن چرخ کہن جلجائیگا

کعبہ بہتر ہے نہین جسمین کوئی اغیار رقیب
بتکدے مین جاؤنگا تو برہمن جلجائیگا

یاد رکھنا سوز فرقت سے جلیگی تو سدا
کوئی پروانہ جو اے شمع لگن جلجائیگا

نخشہ کے بدلے کیل پہنو ناک مین اے بحر حسن
آتش رخسار سے دُرِّ عدن جلجائیگا

آتش افروزی پہ باندھینگے اگر عاشق کمر
شعلۂ آواز بلبل سے چمن جلجائیگا

سوز فرقت گر کریگا آتش افروزی یون ہی
شمع سان وہبی ترا سارا بدن جلجائیگا

جھڑکی نہین دیتے ہین کہ غصا نہین ہوتا
عاشق پہ ستم وصل مین کیا کیا نہین ہوتا

بدنام ہوا کرتے ہین گو عشق مین عاشق
پر میری طرح کوئی بھی رسوا نہین ہوتا

جز شربت دیدار کہو لاکھ دوائین
بیمار محبت کبھی اچھا نہین ہوتا

خلخال کی آواز سے چونک اوٹھتے ہین مردے
کب حشر ترے کوچے مین برپا نہین ہوتا

باد سحری سے کوئی غنچہ نہین کھلتا
جب تک کہ ترا بند قبا وا نہین ہوتا

رہتا ہے تصور جو اک آئینہ جبین کا
حیرت نہین ہوتی ہے کہ سکتا نہین ہوتا

کب یار کے مژگان کا تصور نہین وہبی
کب جسم مرا سوکھ کے کانٹا نہین ہوتا

ہر لفظ مین عالم ہے عقیق یمنی کا
مداح ہون مین جب سے رسول مدنی کا

خوشبو نے تری زلف کی دکھلائی یہ تاثیر
خون ناف مین بستہ ہے غزال ختنی کا

آنگہ ترے اس سے نہین موبخہ کھولتے گل　　غنچون مین یہ عیب ہے گندہ دہنی کا
کس طرح سے موکین نہ تری کرتی کی کلیان　　اقرار ہے ہر گل کو تری گلبدنی کا
کھاتے ہین کھلاتے ہین سخی دولت دنیا　　رہتا ہے تہ خاک سدا مال دنی کا
شیرین کے دل سخت مین کچھہ بھی نہ جگہ کی　　فرہاد و اثر دیکھہ لیا کوہ کنی کا
تم سوئے گلے لگ کے وہان غیر کے ہمراہ　　اور ہمکو یہان شغل رہا سینہ زنی کا
دل میرا وہ توڑے تو نہین اسکا گلا کچھہ　　ہے خوف مجھے یار کی خاطر شکنی کا
دعوی کا ہے ترے لب پہ اگر لعل کا اے ماہ　　ہر دانت پہ شک ہے مجھے ہیرے کی کنی کا
کانٹے کی طرح جسم مین چبھتی ہے رگ گل　　یہ رنگ ہے اب یار کی نازک بدنی کا
تم لب پہ چبا یا نکرو پان کا لاکھا　　دل خون ہوا جاتا ہے عقیق یمنی کا
اب گالیان دیتے ہین سر بزم وہ لاکھون　　ملتا ہے صلا مجھکو مری کم سخنی کا

ہندو نے اسلام کیا ترک جو وہبی
کیا عشق ہوا اسکو کسی راجنی کا

جب تلک مجھہ سے مکدر وہ بت پر فن رہا　　دشمنون کا ذکر کیا ہے دوست بھی دشمن رہا
کون ہین یہ حسن کو کہتے ہین جلتی پھرتی چھاؤن　　ایک صورت پر ہمارے یار کا جوبن رہا
جب ہوئی وحشت کسی پردہ نشین کے عشق مین　　پردہ پوش جسم عریان دشت کا دامن رہا
ہو گئی تھین وصل کی شب مجھسے کچھہ گستاخیان　　عمر بھر اتنی خطا پر مجھہ سے وہ بدظن رہا
محو تھا یہ وصف لبہائے مسی آلودہ مین　　پیش چشم اپنے ہمیشہ تختۂ سوسن رہا
زندگی بھر مین اوسے جا بے حرم سمجھا کیا　　موبخہ سوے کوئے صنم اس سے پس مردن رہا
اے جنون قائل ہون کیونکر تری امداد کا　　چین ہاتھون کو نہ آیا جب تلک دامن رہا

ایک دم بھولا نہیں ہمکو خیالِ زلفِ یار / خانۂ دل میں ہمارے مار کا مسکن رہا

ابر آ کر برستا ہے فقط برسات میں / چشمِ گریان سے مری ہر فصل میں ساون رہا

ناف اوس دریاے خوبی کے تصور میں ہی / ہاتھ میں گویا مرے گرداب کا دامن رہا

احتیاجِ روشنی گورِ غریبان پر ہو کیا / راتوں کو داغِ جنون شمعِ سرِ مدفن رہا

اسقدر صدمے دیے وسی بتانِ ہند نے / بارہا عزمِ سفر اپنا سوے لندن رہا

احسان یہ مجھ پہ ہے مرے بختِ سعید کا / دیکھا جو تمکو دیکھ لیا چاند عید کا

سرنامہ پڑھتے ہی کیا قاصد کا سر قلم / انعام یہ عطا ہوا خط کی رسید کا

رونے میں اونکا ابروے پر نور آیا یاد / دیکھا ہے ہمنے چاند محرم میں عید کا

دکھلا خدا کے واسطے دیدارِ آخری / آنکھوں میں دم ہے یار ترے محوِ دید کا

رازِ نہان کھلے گا ہمارے بیان سے / محتاج ہے یہ قفل زبان کی کلید کا

سمجھا ہے مجھکو آنکھ کا تارا وہ ماہرو / یہ اوج دیکھیے مرے بختِ سعید کا

عنقا کا نام سنتے ہیں دیکھا نہیں مگر / کیونکر نشان ملے دہنِ ناپدید کا

وسی رہی تو روزِ جزا ہوگا سرخرو / یہ داغ دل سے ہے حسینِ شہید کا

دلنشین عشقِ بتِ غارتگرِ دین ہو گیا / پہلے جو کعبہ تھا اب بتخانۂ چین ہو گیا

دیکھکر آئینہ جب وہ محوِ تزئین ہو گیا / خال کا دانہ سپندِ چشمِ بد بین ہو گیا

زیبِ صفحہ جب کہ وصفِ زلفِ مشکین ہو گیا / ہمنے جو نقطہ دیا وہ نافۂ چین ہو گیا

عکس اوس چہرہ کی افشان کا پڑا جب باغ میں / تاک کا ہر خوشہ رشکِ عقدِ پروین ہو گیا

سچ ہے میری جان ہی لینے پہ آمادہ رہا
کیا عجب ہے اب وہ کافر دشمن دین ہوگیا

عکس ہاتھون پہ جو اوس رنگ طلائی کا پڑا
طائر رنگ حنا بھی مرغ زرین ہوگیا

آئنہ بنکر مہ و خورشید آئے روبرو
محو زینت جب وہ رشک لعبت چین ہوگیا

دیکھکر خال تہ ابرو یہ ہوتا ہے گمان
خانۂ کعبہ مین داخل آہوے چین ہوگیا

کنج مرقد بنگیا گھر یاد کوئے یار مین
ظلمت تربت خیال زلف مشکین ہوگیا

دور ہمکو پاس پہلو کے بٹھایا غیر کو
کچھ نیا رسم اور نرالا اونکا آئین ہوگیا

کیون نہو سارا جہان تاریک آنکھون مین مرے
آنکھ کی پتلی سواد زلف مشکین ہوگیا

کیون نظر آئے نہ گلزار شہادت کی بہار
دامن قاتل ہمارے خون سے رنگین ہوگیا

خانۂ دل مین نہین کچھ احتیاج روشنی
شمع کافوری خیال ساق سیمین ہوگیا

راست رو سفلہ نہین رہتا پیادے کی طرح
چال ٹیڑھی ہوگئی جسوقت فرزین ہوگیا

دیکھو اوس مہرو کو حاصل کیا کمال حسن ہے
نورتن بازو پہ رشک عقد پروین ہوگیا

پشت توسن پر گیا جسوقت وہ رشک مسیح
طور سے پر نور بڑھکر خانۂ زین ہوگیا

دامن نظارہ ہر ساعت ہے پھولون سے بھرا
گلشن حسن حسینان کا مین گلچین ہوگیا

وحشی اوس معشوق کو عکس گل رخسار سے
لو مبارک دامن نظارہ رنگین ہوگیا

قیدی یہ دل زار ہے زلفونکی رسن کا
بی شبہہ خطا کی جو لیا نام ختن کا

موقوف ہو دم بھر مین مرے دل کا دھڑکنا
بوسہ کوئی ملجاے اگر سیب ذقن کا

ہم ملک عدم مین بھی گئے ڈھونڈھنے لیکن
عقدہ نہ کھلا اونکی کمر کا نہ دہن کا

آتی ہے نہ موت اپنی نہ آتا ہے وہ مہرو
اب مجھہ پہ ہے یہ ظلم نیا چرخ کہن کا

حسب صبح کو وہ مہوش آیا پئے گلگشت
رنگ اوڑ گیا شبنم کی طرح روئے چمن کا

وہ رخ پہ جو وہبی کبھی لٹکاتے ہیں گیسو
آتا ہے نظر لطف سے مجھے چاند گہن کا

پھیرتا حلق پہ خنجر ہے جو ٹھہر اٹھہرا
رقص بسمل مرے قاتل کو تماشا ٹھہرا

نہوا حل کسی شاعر سے یہ عقدہ اب تک
دہن یار بھی اک طرفہ معمّا ٹھہرا

مصر میں اونکی زلیخا نے لگائی قیمت
تیری بازار میں یوسف کا نہ سودا ٹھہرا

مرض ہجر کی اوسنے جو خبر سن پائی
پھر نہ اک دم مری بالین پہ مسیحا ٹھہرا

سختیاں ہجر کی مجھ سے نہ سہی جائینگی
اے تپ ہجر کیا را ہجر کا کلیجا ٹھہرا

جان بیچنے کی بھلا کون ہو صورت وہبی
تمکو دن رات نظر بازی کا لپکا ٹھہرا

میں ملا آپ سے گر وصل کا پیام آتا
بولاتے آپ تو آنکھوں سے یہ غلام آتا

نصیب بیعت پیر مغان اگر ہوتی
شراب پینے کو تو زاہد مدام آتا

وہ ایک بات بھی گر شاعروں سے کر دیتے
کسیطرح کا دہن میں نہ کچھ کلام آتا

نہ پھنستا خال کے دانے پہ اپنا طائر دل
تمہاری کاکل مشکین کا گر نہ دام آتا

کلیجا موںھ کو بھی آتا جو ہجر میں وہبی
مجال تھی کہ شکایت کا لب پہ نام آتا

جانب تربت میں ابھی دل آتے آتے آئیگا
آئینہ اونکے مقابل آتے آتے آئیگا

لے چلا اے شوق شہادت رفتہ رفتہ تو مجھے
قتلگہ آج قاتل آتے آتے آئیگا

میں نکل آیا ہوں آگے قیس پیچھے رہ گیا
عشق کی پہلی ہے منزل آتے آتے آئیگا

قتل ہوکر مین نہ تڑپا اس سے آزردہ ہو کیون
اے صنم اندازِ بسمل آتے آتے آئیگا

بیقرار اتنا نہو کچھ صبر کر قیسِ حزین
نجد مین لیلی کا محمل آتے آتے آئیگا

رفتہ رفتہ کان تک اوس گل کے پہونچیگی صدا
طرزِ افغانِ عنادل آتے آتے آئیگا

ہجر مین وسیمی تری اختر شماری ہے عبث
آتا ہے وہ ماہِ کامل آتے آتے آئیگا

گو سمجھا دانشمند پر موذی کے دم مین آگیا
دل مرا اوس کاکلِ پیچان کے خم مین آگیا

دھیان ہے دلمین مرے اک گیسوئے خمدار کا
بال اب تو اے حکیم اِس جامِ جم مین آگیا

مین ہلالِ عید سمجھا اشتیاقِ قتل سے
خم اگر قاتل تری تیغِ دو دم مین آگیا

لیکے وہ دیتے نہین ہین ہے یہی اسکی سزا
کیون دلِ نادان ہمارا اونکے دم مین آگیا

لطفِ صحبت یاد کرکے روئے وہ سب بے اختیار
تذکرہ جب اپنا یارانِ عدم مین آگیا

ہو چکے شب باش گر وعدہ کیا ہے وصل کا
لطف کیا ہے فرق جب قول و قسم مین آگیا

دلکے بہلانے کو کوئی بت نہ دیکھا جب وہان
چھوڑکر کعبے کو مین بیت الصنم مین آگیا

صحبتِ بنتِ عنب کا پڑگیا ایسا مزا
چھوڑکر سب زہد و تقوی شیخ ہم مین آگیا

زر کے دینے کے عوض دیتے ہین سائل کو جواب
فرق وسیمی نیتِ اہلِ کرم مین آگیا

بیان کیا وصف کیجے ناوکِ اندازیِ جانان کا
اوڑا دیتا ہے سب دیکھے نشانہ تیرِ مژگان کا

وہ ایذا دوست ہین تکلیف مین راحت اوٹھاتے مین
کبھی منہ دردمندون نے ترے دیکھا نہ درمان کا

نہ دے جا کون سے اے دستِ جنون مہلت جو غیرت ہے
مری دامن دری پر بخیہ ہنستا ہے گریبان کا

وہ گریان ہون کہ ابرِ تر سمجھتا ہے ہر اک اوسکو
جنون مین کوئی ٹکڑا اوڑ گیا تھا میرے دامان کا

کروگے گر نہ قتل اسکے کھلینگے کسطرح جو ہر — ہمارا خون تمغا ہے تمھاری تیغِ بُرّان کا
تسلی کچھ تو ہو جاتی ہے میرے دلکو فرقت مین — کہ اوسکے درد سے لیتا ہون اکثر کام درمان کا
ستارا جب کوئی ٹوٹا صدا یہ چرخ سے آئی — قیامت ہے غضب ہے ٹوٹنا ہیری مین دندان کا

گمانِ محملِ لیلی ہوا دیوانون کو وہبی — بگولا دشت مین اوٹھا جو خاکِ قیسِ نالان کا

آنکھون مین مری جان ہے منکا بھی ہے ڈھلکا — جلد آیئے یہ وقت نہین لیت و لعل کا
قاتل کے اس احسان کا رہا بار تو لیکن — سر کاٹ لیا جسم مرا کر دیا ہلکا
عصیان سے گرانبار ہون گو لیکن الٰہی — ہو دوشِ احبا پہ جنازہ مرا ہلکا
ظاہر ہوئی تن پہ جراحت کوئی لی جان — ابرو نے تری کام کیا تیغِ اجل کا
پوشیدہ رہا کرتے ہین اسرارِ محبت — مضمون کوئی سمجھے گا کیا میری زٹل کا
جس روز سے وہ مہر لقا جلوہ فگن ہے — ہوتا ہے یقین گھر یہ مجھے برجِ حمل کا
مسند ہے نہ تکیہ نہ مسہری نہ بچھونا — انجام تہِ خاک ہے یہ اہلِ دول کا
اک آئنہ رخسار کا رہتا ہے تصور — عالم ہے مرے سینے مین اب شیشہ محل کا
مین اوس سے شب و روز رہا کرتا ہون بیحجاب — کیا لیگا کوئی دخترِ قاضی کا مچلکا
رخصت وہ ادھر ہوتی ہین جاتی ہے ادھر جان — عالم سحرِ وصل مین ہے شامِ اجل کا
باور ہو تو کچھ دل کو ہمارے ہو تسلی — جھوٹا ہے ترا وعدۂ وصل آج بھی کل کا
ظاہر مین ملاقات ہے باطن مین عداوت — دل صاف نہین ہوتا ہے احبابِ دغل کا
اے جان ترا دیکھ کے خالِ لبِ شیرین — ہوتا ہے تیقن مجھے زنبورِ عسل کا
ہے دلمین مرے اک رخِ روشن کا تصور — اوجیالا ہے اس خانۂ تیرہ مین کنول کا

آیا نہین اب تک وہ شب ہجر صنم مین — گیا سو گیا ہے پاؤن کوئی پیک اجل کا
دم بھر بھی جو اوس چاند کے ٹکڑے کا گذر ہو — ہو جائے مرے گھر پہ گمان نور محل کا
تارے یہ فلک پر نہین سوراخ ہوئے ہین — دکھلایا ہے نالون نے مرے توڑ زحل کا

وہبی مری آنکھون سے وہین گر پڑے آنسو
ساغر جو کوئی بادۂ گلرنگ کا چھلکا

کیون نہ سمجھون اونکو پتلا نور کا — زلف دو دہ ہے چراغ طور کا
ہے تصور اوس رخ پر نور کا — دل ہے پروانہ چراغ طور کا
وصف لکھون اوس سراپا نور کا — گر قلم ہو شاخ نخل طور کا
رخ دکھاؤ تم تو ہم بھی دیکھ لین — سنتے ہین قصہ کلیم و طور کا
آب تیغ یار کا سنتے ہی ذکر — کھلگیا مونھ زخم کے انگور کا
گور کا بہرام کرتا تھا شکار — ہو گیا لقمہ دہان گور کا
کاوش نیش مژہ سے یار کے — دل مرا چھتا بنا زنبور کا
عکس گر طوبیٰ قد موزون کا ہے — مہر پرتو ہے رخ پر نور کا
آفتاب حشر کہتے ہین جسے + — ہے وہ اک چھالا مرے ناسور کا
جب تصور مین ترے آتی ہے نیند — زیر سر پاتا ہون زانو حور کا
بزم بے ساقی کے محشر ہو گئی — شور قلقل مین ہے عالم صور کا

بادشاہ وقت وہبی رند ہین
جام کاسہ ہے سر فغفور کا

زبان بھی صاف ہوتی کچھ تجھے طرز سخن آتا — اگر اے بلبل نادان وہ گل سوئے چمن آتا

وہ مردودِ خلائق ہین کہ گر غربت مین مرجاتے
اگر وہ ٹوٹتا سو بار انگارون پہ غیرت سے
حلاوت دی ہے خالق نے اوسے قندِ مکرر کی
قیامت تک نہ ہوتا بلبلِ شیراز پھر گویا
مرے گھر بے بلائے آپ ہی وہ نوجوان آتا
اگر دلمین جگہ اوس غیرتِ شیرین کے کی ہوتی
جو تو سوزِ محبت سے نہ عاشق کیطرح جلتی
لحد مین بھی دکھا دیتا مین اوسکو اپنی شہ زوری

ہمارا تذکرہ بھی تجھسے نہ اے اہلِ وطن آتا
نہ ہرگز کبک کو اوس ماہ پیکر کا چلن آتا
مرا سینہ نہ بند ہوجاتا اگر ذکرِ دہن آتا
کبھی باتین بنانے پر اگر وہ کم سخن آتا
اگر مجھ سے کسیدن راہ پر چرخِ کہن آتا
پہاڑون سے ہمارے پاؤن چھونے کوہکن آتا
تو پروانہ نہ تجھ تک کوئی اے شمعِ لگن آتا
پکڑ لیتا وہین ہاتھ اوسکا گر دزدِ کفن آتا

لیے بوسے جو اونکے خیر گذری کچھ نہین کوسے
بگڑتے وہ اگر وہبی تو مجھ سے کچھ نہ بن آتا

دیکھنے والون سے بیکار ہے پردا اونکا
دیکھنا کتنا بلند آج سے ہے رتبا اونکا
آنے جانے سے مرے کسلیے گھبراتے ہین
اونگلیان اوٹھنے لگین مجھ پہ نشانی جو ملی
اور سے بولنے کی ہمسے قسم کھلوائی
دیکھین کس عاشقِ جانباز کے سر جاتی ہے
نقدِ جان مانگتے ہی اونکے مین دونگا اونکھین
ارنے کسطرح اونھین آنکھ کی پتلی سمجھون
تن پہ داغ کو گلزار نہ سمجھون کیونکر

چار سو ہمکو نظر آتا ہے جلوا اونکا
حورین کاندھے پہ اوٹھاتی ہین محافا اونکا
نہین داخل ہے کچہری مین مچلکا اونکا
کیسا انگشت نما کرتا ہے چھلا اونکا
باتون باتون مین نیا چل گیا فقرا اونکا
اب چڑھا رہتا ہے پانی پہ تیغا اونکا
ہر گھڑی کان نہ سنونگا یہ تقاضا اونکا
لکھ لیا ہے ورقِ چشم پہ نقشا اونکا
ہر گھڑی دل مین لگا رہتا ہے کھٹکا اونکا

پاؤن بھی گھر سے نکالا نہین ابتک لیکن
ہر گلی کوچے مین ہونے لگا چرچا اونکا

آنکھ اوٹھا کر نہ کبھی دیکھتا ہین اوسکو مگر
حور جنت پہ مجھے ہوتا ہے دھوکا اونکا

مچھلیان کان کے بالے کی نہ تیرین کیونکر
باڑھ پر آیا ہے اب حسن کا دریا اونکا

کھلگئی آج مہ و مہر کی قلعی ہم پر
ایک دیوانہ ہے اور ایک ہے شیدا اونکا

جو کہ مشتاق تمھارے قد بالا کے ہین
گڑ گیا گلشن فردوس مین جھنڈا اونکا

غیر ممکن ہے کہ ہو جائے یہان تصفیہ
فیصلہ حشر کے دن ہوگا ہمارا اونکا

باڑھ پر رکھواتے ہین وہ اپنی سروہی پہ عبث
قتل کے واسطے کافی ہے اشارا اونکا

چوم لیتا ہین اگر دیکھتا صانع کے ہاتھ
نور کے سانچے مین ڈھالا ہے سراپا اونکا

للہ الحمد برآئینگی مرادین دل کی ✤
آج کی رات ہے کچھ اور ارادا اونکا

حشر تک منھ نہ دکھائین مہ و خورشید اپنا
دیکھ پائین وہ اگر روے دل آرا اونکا

چاک کرتے ہین گریبان جو غم سے حورین
حشر کے روز نہ فدا رکھے گا پردا اونکا

وہ بلاتے ہین اگر غیرون کو ہردم وسیمی
سے لیا جائیگا اک روز مچلکا اونکا

ہر روز ترقی پہ ہے سودا مرے دل کا
مشکل نظر آتا ہے سنبھلنا مرے دل کا

بوسہ نہین دیتے تو نہ دو غصہ نہ فرماؤ
میرا ہے تقاضا کہ تقاضا مرے دل کا

کس رنگ سے آتا ہے تصور ترا اے شوخ
کچھ اور نظر آتا ہے نقشا مرے دل کا

فوراً مرے سینے سے لپٹ جاتے ہین آکر
وہ خوب سمجھتے ہین ارادا مرے دل کا

جز یاد خدا اب نہ رہے یاد بتون کی ✤
کعبہ کہین ہو جائے کلیسا مرے دل کا

جس روز سے دیکھی ہے ترے کان کی مچھلی
ہوتا نہین موقوف تڑپنا مرے دل کا

بازارِ محبت مین نہین اوٹھتی ہے قیمت
تم کھیلو تو حاضر ہے کھلونا مرے دل کا

سینے مین نظر آئینگے وہ جان کی صورت
جس روز کہ اوٹھ جائیگا پردا مرے دل کا

تم ہاتھ پئے فاتحہ رکھو تو ٹھہر جاے
قائم ہے لحد مین بھی تڑپنا مرے دل کا

گو آپکو وہ دلمین سمجھتے ہین بہت دور
لائیگا مگر کھینچ کے جذبا مرے دل کا

ہین لختِ جگر لعل درم داغِ جنون ہین
معمور ہے دولت سے خزانا مرے دل کا

پھر پست نظر آئیگا یہ گنبدِ گردون
دیکھینگے اگر آپ پھپھولا مرے دل کا

آتش نفسی اپنی ہوا باندھ رہی ہے
اک روز بھڑک اوٹھیگا شعلا مرے دل کا

چھوڑی ہے مرا سوزِ جگر سنکے گزک بھی
کھاتے ہین کبابون پہ وہ دھوکا مرے دل کا

اغیار کی چٹکی نہ مرے سامنے لینا
اک ٹھیس کا محتاج ہے شیشا مرے دل کا

بجلی کو جو حیرت ہے تو سیماب کو سکتا
دیکھو تو کسی روز تڑپنا مرے دل کا

مظلوم ہون ہلجائیگا عرش آہ سے میری
اچھا نہین اے جان دکھانا مرے دل کا

پھرتی ہے نگاہون مین بہارِ خطِ عارض
بیوجہ نہین بڑھتا ہے سودا مرے دل کا

دل کھوکے ملجائین اگر آپ گلے سے
کھلجاے ابھی وصل مین عقدا مرے دل کا

ہے نقشِ قدم جنکے حسینون کے گلی مین
کیا پوچھتے ہو مجھ سے ٹھکانا مرے دل کا

کشتی کے عوض لختِ جگر تیرتے ہین وہبی
آتا ہے اگر باڑھ پہ دریا مرے دل کا

ردیف الباء موحدہ

اونکے آگے کیون ہے تنویرِ شعاعِ آفتاب
صاف ثابت ہے یہ تقصیرِ شعاعِ آفتاب

نشۂ مے سے نہین چہرہ ہے اونکا لال لال
ماہ پر کھینچی ہے تصویرِ شعاعِ آفتاب

اندنون اک غیرت عیسی کا مین دیوانہ ہون | چاہیے پاؤن مین زنجیر شعاع آفتاب
چھوڑ دو رخسار روشن پر ذرا زلفون کے بال | کھینچ لون دل پر مین تصویر شعاع آفتاب
اونکے عکس رخ سے آنسو ہوگئی آنکھون مین خشک | دیکھ لی ہمنے یہ تاثیر شعاع آفتاب
بام پر جو بے نقاب آیا وہ رشک ماہتاب | چھپ گئی نظرون سے تنویر شعاع آفتاب

جلوۂ رخ دیکھنے کا جبسے اے وسیمی ہے شوق
رات دن کرتا ہون تقریر شعاع آفتاب

تا زبان آیا بار ہا مطلب + | پر نہ اوس سے کہا گیا مطلب
نہ سنا اوسنے یا سنا مطلب | ہمنے تو اپنا سب کہا مطلب
پاؤن پر سر بتون کے رکھینگے | خط تقدیر کا یہ تھا مطلب
شرم کی اوسکی جب لکھی تعریف | دامن حرف مین چھپا مطلب
کبھی ان مطلب آشناؤن سے | نہ بر آیا مرا ذرا مطلب
شکوۂ غیر سنکے وہ بولے | تمکو صاحب کسی سے کیا مطلب
رعب الفت سے عرض حال کو وقت | نہ زبان سے ادا ہوا مطلب
ایسے بھی لوگ ہین زمانے مین | جنکا بر آتا ہے دلا مطلب
کیون فلک ہم بھی ہونگے شاد کبھی | کبھی اپنا بر آئیگا مطلب
ہمکو اوسنے گلے لگا کے کہا | آپ کا ابتو ہوگیا مطلب
کہے دیتے ہین دیکھ او ہمت | نہ زبان سے ہوا آشنا مطلب
وصف گیسو رقم مین کیا کرتا | واقعی پیچدار تھا مطلب
جب زبان بند ہوگئی تو وہ آئے | دل کا دل ہی مین رہگیا مطلب

کہنے بھی پائے تھے نہ کچھ کہ ہنسا
بے کہے وہ سمجھ گیا مطلب

باتون باتون مین پڑگئی گتھی
لب تک آکر اولجھہ گیا مطلب

جب تلک یار سے رہی رنجش
مجھہ سے روٹھا رہا مرا مطلب

دم تحریر وصف گیسوے یار
لکھتے لکھتے اولجھہ گیا مطلب

دیکھو تاثیر سحر خط جو لکھا
حرفون سے ہوگیا جدا مطلب

خط مین لکھنا تھا ہمکو اے وہبی
دل کا قاصد سے کیون کہا مطلب

جتنا تھا شوق شہادت مین مرا دل بیتاب
اوتنا ہی قتل کو میرے ہوا قاتل بیتاب

چھوٹکر اک یم خوبی سے ہے یون دل بیتاب
مچھلیان ہوتی ہین جیسے لب ساحل بیتاب

عکس رخ سے ہو نکیونکر دل بسمل بیتاب
چاندنی پڑتے ہی ہوجاتا ہے گھائل بیتاب

عشق نے دونون پہ تاثیر برابر کی ہے
مضطرب مین ہون تو وہ حور شمائل بیتاب

جب بگولا کوئی دیکھا تو سمجھکر محمل
قیس پیچھے گیا اوسکے کئی منزل بیتاب

خاک پر چاندنی کیطرح لگا لوٹنے خود
دیکھکر اونکو ہوا ماہ کامل بیتاب

نالۂ قیس نے دکھلائی یہ اپنی تاثیر
ناقہ بیخود ہوا اور صاحب محمل بیتاب

ہلتے دیکھی ہے ترے کان کی مچھلی جب سے
رات دن رہتا ہے سینے مین مرا دل بیتاب

کروٹین وہ بھی بدلتے ہین نہین آتی ہے نیند
بستر غم پہ جو ہے عاشق بیدل بیتاب

کیا صبا آج ہے اوس غیرت گل کی آمد
کیون نظر آتی ہین گلشن مین عنادل بیتاب

دشت سے کوچۂ جانان کی جو لی مین نے راہ
قیس ساتھ آیا مرے سیکڑون منزل بیتاب

شمع رو نے رخ انور سے اوٹھائی جو نقاب
ہوگیا رنگ دگرگون ہوئی محفل بیتاب

یاد قاتل نے کیا مجھکو مقرر وہبی
خود بخود آج ہے سینے مین مرا دل بیتاب

ردیف الباء فارسی

عشق صادق نے دکھایا یہ اثر آپ سے آپ
ہو گئی اونکو مرے دل کی خبر آپ سے آپ

چشم جانان کی اگر یاد نہین آئی ہے
آ گئے جوش پہ کیون دیدۂ تر آپ سے آپ

کچھ مزہ پڑ گیا ہے اونکو کہ بے وجہ و سبب
وصل کی شب وہ کیا کرتے ہین شر آپ سے آپ

خفتہ بختی مری دکھلاتی ہے تاثیر اپنی
بجنے لگتا ہے شب وصل گجر آپ سے آپ

نہ مؤذن نے اذان دی نہ ابھی توپ چلی
دفعتاً بول اوٹھا مرغ سحر آپ سے آپ

بخدا اونکی طرف سے نہین کچھ خواہش تھی
جان کا اپنی کیا ہمنے ضرر آپ سے آپ

غیر کو تمنے بٹھایا تو نہین پہلو مین
آج اوٹھتا ہے یہ کیون درد جگر آپ سے آپ

تن بدن ایسا تپ عشق نے پھونکا ہے مرا
ہر بن مو سے نکلتے ہین شرر آپ سے آپ

جذب الفت تری تاثیر کا تب قائل ہون
دین تو وہ بوسۂ لب مجھکو مگر آپ سے آپ

للہ الحمد کیا آہ نے فی الفور اثر ✤
بے طلب وہ چلے آئے مرے گھر آپ سے آپ

ہو گئی تاثیر جو نالون مین تمہارے وہبی
تو چلا آئیگا وہ رشک قمر آپ سے آپ

سب کی نظرون سے نہان رہتے ہین آپ
میرے دل مین مثل جان رہتے ہین آپ

رحم کیجے خاکساری پہ مری ✤
مجھ سے کیون دامن کشان رہتے ہین آپ

وصل ہو جاتا ہے ہر اک ماہ مین ✤
ابتو ہم پر مہربان رہتے ہین آپ

لیجیے چلکر قسم درگاہ مین ⁂ مجھسے ناحق بدگمان رہتے ہین آپ
دل مین ہردم ہے تصور آپ کا ⁂ اب کہان اے جانِ جان رہتے ہین آپ
روز دروازہ رہا کرتا ہے بند ⁂ کچھ نہین کھلتا کہان رہتے ہین آپ

سرخروئی کی ہے اے **وہبی** یہ وجہ
وصفِ لب مین تر زبان رہتے ہین آپ

ردیف التاء فوقانیہ

غیرتِ برجِ قمر ہو یہ مکان آجکی رات ⁂ آپ رہجائین جو اے جانِ جہان آجکی رات
صبح تک عاشق و معشوق لپٹکر سوئین ⁂ بھولجائے جو مؤذن کو اذان آجکی رات
شام سے آتے ہین پیغام پہ پیغام تمھین ⁂ سچ بتاؤ کہ بسر ہوگی کہان آجکی رات
ہاتھ کو ہاتھ کسیکا نہ نظر آئیگا ⁂ میری آہون کا جو پھیلیگا دھوان آجکی رات
آگ لگجائیگی گردون مین مرے نالون سے ⁂ چھپ نہین سکنے کا یہ سوزِ نہان آجکی رات
تھا سرِ شام کا وعدہ نہین آیا ابتک ⁂ جان لیگا مری وہ آفتِ جان آجکی رات
وصل ہونے سے کمر انکی مرے ہاتھ آئی ⁂ مجھپہ ظاہر ہوا یہ رازِ نہان آجکی رات

دلمین اوس ماہ لقا کا ہے تصور **وہبی**
سامنا ماہ کا کرتا ہے کتان آجکی رات

آہ مین کچھ نظر آئی نہ اثر کی صورت ⁂ یہ وہ ہے نخل کہ دیکھی نہ ثمر کی صورت
اپنی آغوش مین وہ ماہ لقا شام سے ہے ⁂ یاالٰہی نظر آئے نہ سحر کی صورت
جوش آیا نہ مرے دل کی طرح سے اسکو ⁂ ابر برسا نہ کبھی دیدۂ تر کی صورت

کر دیا ہے غمِ فرقت نے مجھے زار ایسا
گم ہوں نظروں سے مگر اونکے کمر کی صورت

سرخرو ہیں جو ہوا آفتِ شہادت پاکر
روسیہ ہو گئے اغیار سپر کی صورت

پھر فرشتے نہ کبھی حور کی صورت دیکھیں
دیکھ پائیں جو ترے رشکِ قمر کی صورت

پھولنے پھلنے کی امید تھی وہبی اکدن
کر دیا عشق نے اب خشک شجر کی صورت

ہے خوفناک منزلِ عشقِ بتاں بہت
اس راستے میں لُوٹے گئے کارواں بہت

ہمسا نہ کوئی طالبِ بیداد پائیگا
پچتائیگا مٹا کے ہمیں آسماں بہت

صدمہ فراقِ یار کا اوٹھنا ہے اب محال
اس غم نے کر دیا ہے مجھے ناتواں بہت

قاصد سے رازِ عشق کروں کسطرح بیاں
مجبور ہوں کہ دل ہے مرا بدگماں بہت

پچتائے توبہ کر کے جوانی میں واعظو
یاد آتی ہے عنایتِ پیرِ مغاں بہت

پایا یہاں نہ ہمنے خدا ترس ایک بھی
اس شہر میں ہے رسمِ جفائے بتاں بہت

ابنائے روزگار کا کیا پوچھتے ہو حال
راحت رساں تو کم ہیں پر ایذا رساں بہت

لائی ہے دیکھنا مری قسمت کہاں مجھے
جنسِ وفا و مہر گراں ہے جہاں بہت

بجلی تمہارے کان کی آتی ہے جب ہے یاد
مانندِ برق سینے میں دل ہے تپاں بہت

کیا پوچھتے ہو طولِ اسیری کی مجھسے وجہ
صیاد میرے حال پہ ہے مہرباں بہت

قاصد یہ کوئے یار کا ادنیٰ سا ہے پتا
ہمسے شکستہ حال پڑے ہیں وہاں بہت

سمجھاتے ہیں ترک ایک نہ اک دن اوٹھائیگے
عشاق کا کیا انکو ہوا امتحاں بہت

کیا لینگے انہیں کرن سے ہے ذی حوصلہ حسیں
جنسِ دلِ حزیں ہے ہماری گراں بہت

قسمت سے ہاتھ آتا ہے معشوق قدرداں
یوں تو برائے نام ہیں یاں دلستاں بہت

اعانت کرے یا کسی ایسے افسر یا سپاہی کو اطاعت نہ کرنے یا فرایض انجام نہ دینے کے اغوا کا قصد کرے اوسکو قید دوام کی یا قید کی سزا دیجاسکیگی جسکی میعاد دس سال تک ہوسکیگی اور اوسپر جرمانہ بھی ہوسکے گا۔

بغاوت کی اعانت جب اوسکے باعث بغاوت کا ارتکاب ہو۔

دفعہ ۸۸۔ کوئی شخص جو بندگان اعلیحضرت کی فوج کے کسی افسر یا سپاہی کی بغاوت کرنے مین اعانت کرے اور اوس کے باعث بغاوت کا ارتکاب ہو اوس کو موت کی یا قید دوام یا قید کی سزا دیجائیگی۔ جس کی میعاد دس سال تک ہوسکے گی اور اوس جرمانہ بھی ہوسکیگا۔

اعانت ایسے حملے میں جو فوج کا افسر یا سپاہی اپنے بالادست پر کرے جب وہ اپنے فرایض مین مصروف ہو

دفعہ ۸۹۔ کوئی شخص جو بندگان اعلیحضرت کی فوج کے کسی افسر یا سپاہی کی اپنے بالادست پر اوسوقت حملہ کرنے مین اعانت کرے جب وہ اپنے فرایض کی انجام دہی مین مصروف ہو اوسکو قید کی سزا دیجائیگی جسکی میعاد دو سال تک ہوسکے گی۔ اور اوس پر جرمانہ بھی ہوسکے گا۔

ایسے حملے کی اعانت جب حملہ کا ارتکاب ہو۔

دفعہ ۹۰۔ کوئی شخص جو بندگان اعلیحضرت کی فوج کے کسی افسر یا سپاہی کی اپنے بالادست پر اوس وقت حملہ کرنے مین اعانت کرے جب وہ اپنے فرایض کی انجام دہی مین مصروف ہو اور اوس اعانت کے باعث حملہ کا ارتکاب ہو اوس کو قید کی سزا دیجائیگی جسکی میعاد سات سال تک ہوسکیگی اور اوس پر جرمانہ بھی ہوسکے گا۔

کسی افسر یا سپاہی کی فرار ہونے مین اعانت کرنا۔

دفعہ ۹۱۔ کوئی شخص جو بندگان اعلیحضرت کی فوج کے کسی افسر یا سپاہی کی اپنی نوکری سے فرار ہونے مین اعانت کرے اوسکو قید کی سزا دیجائیگی جس کی میعاد دو سال تک ہوسکے گی یا جرمانہ کی یا دونون سزائین دیجائینگی

مفرور افسر یا سپاہی کو پناہ دینا

دفعہ ۹۲۔ کوئی شخص جو یہ جانکر یا باور کرنے کی وجہ رکھکر کہ بندگان اعلیحضرت کی فوج کا کوئی افسر یا سپاہی فرار ہوگیا ہے اوس افسر یا سپاہی کو پناہ دے اوس کو قید کی سزا دیجائیگی جس کی میعاد دو سال تک ہوسکے گی یا جرمانہ کی یا دونون سزائین دیجائینگی۔

آنکھ لگتی تو ذرا دیکھتا صورت اوسکی
بخت خفتہ ہین مرے دیدۂ بیدار سے آج

تا قیامت نہین امید رہائی اوس سے
کیون اوبھتی ہے صبا طرۂ طرار سے آج

یاد مین اوس دُرِ دندان کے اگر مین رؤون
ابر نیسان ہو خجل چشم گہر بار سے آج

جستجو لاکھ کی لیکن کوئی یوسف نہ ملا
نقدِ جان لیکے پھری مصر کی بازار سے آج

کل پہ رکھنا نہ کبھی بات کو اپنی وہبی
کر شفاعت کی طلب احمدِ مختار سے آج

ردیف الحاء مہملہ

جو آیا رات کو وہ مہ لقا قمر کیطرح
تو میرے گھر مین ہوئی روشنی سحر کیطرح

یقین ہے ٹھہریگا اس آگ پر نہ وہ اکدم
کباب بھُن نہ سکے گا مرے جگر کیطرح

کرے گا جذبِ محبت اگر اثر اپنا
ہمارے گھر مین رہینگے وہ اپنے گھر کیطرح

سوا عدم کے ملیگا پتا نہ ہستی مین
دہن بھی یار کا معدوم ہے کمر کیطرح

یقین ہے حشر تلک پھر فلک نہ گردش کھائے
جو ایک دَور ہو اوسکو ہمارے سر کیطرح

پھونکا ہے آتشِ فرقت سے اسقدر تنِ زار
نکلتے ہین نفسِ سرد بھی شرر کیطرح

کیا ہے زار یہ اک بیخبر کی اُلفت نے مجھے
مین ڈھونڈتا پھرتا ہون ہر اک طرف خبر کیطرح

خدا کے واسطے اے بُت نہ تو اوٹھا مجھکو
جدا نہونگا ترے در سے سنگِ در کیطرح

ہمارے کلبۂ احزان مین رات کو آؤ
اندھیرے گھر کا تم اوجیالا ہو قمر کیطرح

گرہ جو کھولیگا دل کی وہ غیرتِ شیرین
لبون کو اوسکے مین چوسونگا نیشکر کیطرح

کبھی یہ بابِ اجابت تلک نہین پہونچین
مری دعائین بھی ہین آہِ بے اثر کیطرح

ہزار ابر برستا رہا مگر اک دن
جھڑی لگی نہ کبھی میری چشمِ ترکیطرح
الٰہی خیر سے قاصد وہان سے پھر آئے
کرے نہ ذبح اوسے مرغِ نامہ برکیطرح

نہین ہے خوف خدنگِ نگہ کا کچھ وہبی
دل اپنے سینے مین رکھتے ہین ہم سپر کیطرح

ہو ہنر رسوا سے زمانہ مہ کامل کی طرح
میرے سینے مین رہو آکے مرے دل کی طرح
تیرے دروازے پہ اے غیرتِ لیلی دن رات
سر پٹکتے رہے ہم پردۂ محمل کی طرح
اسقدر شوقِ شہادت نے مجھے دوڑایا
تھک گئے پاؤن مرے بازوے قاتل کی طرح
سیر نیرنگیٔ عالم کی نظر آجائے
میری آنکھون مین اگر آکے رہو تِل کی طرح
اک نظر دیکھ کے موںھ پھیر کے او صید افگن
دل تڑپتا ہے مرا طائرِ بسمل کی طرح
دُرِ ترے اے یم خوبی جو لگے منہ سے شراب
چھالے پڑ جاتے ہین حباب لبِ ساحل کی طرح
بد گمانی کا برا ہو کہ مرا حالِ تباہ
کان رکھکر نہ سنا قصۂ باطل کی طرح
وحشتِ دل سے ہو کیا عاشقِ گیسو کو نجات
جادۂ دشت لپٹتے ہین سلاسل کی طرح
قدر جانو گے محبت کی تب اے جانِ جہان
تم بھی جب رنج اوٹھاؤ گے مرے دل کی طرح
آپ کھل کھیلے اگر مجھ سے شب وصل تو کیا
نہ کھلی دل کی گرہ عقدۂ مشکل کی طرح

رنگ لائے جو مرا خونِ تمنا وہبی
دامنِ حشر بنے دامنِ قاتل کی طرح

ردیف الدال مہملہ

عالم ہی کو نہین ہے کچھ اسے ماہرو پسند
خود صورت آفرینِ جہان کو ہے تو پسند

مجھکو جو ربط غیر ہے اسے ماہرو پسند
کرینگے ہم بھی اور کوئی فتنہ جو پسند

سچ ہے یہ اپنی اپنی ہے اے ماہرو پسند
رغبت تجھے رقیب سے ہمکو ہے تو پسند

جس روز سے ہوا ہے مرے دل کو تو پسند
مجھکو جہان بھر کے نہین خوبرو پسند

تیری پسند کیا کہ تجھے ہے عدو پسند
میری پسند دیکھ کہ مجھکو ہے تو پسند

لاکھون جوان کھا گئی چن چن کے اے زمین
کس کس کو دیکھیے ابھی کرتی ہے تو پسند

وقت اخیر وقت ہے اپنی نماز کا
ہے آب تیغ یار سے ہمکو وضو پسند

حیران ہین پتنگ کہ دین کس پہ اپنی جان
مانند شمع تو بھی ہے اے شعلہ رو پسند

عاشق کا ساتھ گور تلک چھوڑتا نہین
اے داغ دل بہت ہے ہمین اس سے تو پسند

آفت کی شوخیان ہین غضب کی حرارتین
تجھ سے بھی ہے زیادہ ہمین تیری خو پسند

پہنی ہین جب سے یار نے سنت کی ہنسلیان
مجکو بہت جنون مین ہے طوق گلو پسند

آمادہ تیزیون پہ ہے دست جنون ہنوز
کیونکر ہو چاک جیب کو میرے رفو پسند

وہ سرو قد ہو پاس تو ساقی بہار مین
صحبت شراب کی ہے لب آبجو پسند

یان دید کو ترستے ہین وان رات دن ہے عیش
اپنے نصیب سے تو ہے بخت عدو پسند

حاضر ہے جان تک نہین ہمکو عزیز ہے
گر تیغ یار کو ہے ہمارا لہو پسند

تیغ نگاہ کج سے جگر چاک چاک ہے
سوزن ترے مژہ کی ہے بہر رفو پسند

آئی ہے جسکے زمزمہ اپنے بدن مین روح
ہمکو ازل کے روز سے ہین خوش گلو پسند

پتھر جگہ پہ اسکے جو ہوتا تو زیب تھا
ملتا نہ آدمی کو دل آرزو پسند

جنت کہانکی کیسی جنان خلد کیا ہے چیز
اے کوے یار دلکو تو میرے ہے تو پسند

استادہ سر نگون سر مقتل ہین جان نثار
دیکھین برائے قتل کرے کسکو تو پسند

انداکی مین نے پائی ہین کیا کیا حلاوتین
کیونکر نہ مجھکو ہووے اے درد تو پسند

جو ہم سے پوچھتے ہو یہ ہم تم سے پوچھتے
آتا تمھین بھی کوئی اگر خوبرو پسند

یون تو حسین جہان مین بہت ہین مگر ہمین
جو خود لڑائے آنکھ وہ ہے جنگجو پسند

کیون پیار کرکے اسے دلِ مشتاق خوش ہوا
اب تو کریگا تو نہ کوئی خوبرو پسند

کیا قابل اسکے تھا نہ زمانے مین کوئی اور
قسمت مین تمھاری ہی دلِ آرزو پسند

آخر کو رخنہ پردۂ ظاہر مین پڑ گیا
کسطرح کرتا دامنِ یوسف رفو پسند

پوچھون گا روزِ حشر یہ رضوان سے مین ضرور
جنت تجھے پسند ہے یا لکھنؤ پسند

حسنِ قبول شعر کو گر وہ عطا کرے
مذکور دوستون کا تو کیا ہو عدو پسند

کاہے کو مہربان بچے گی تمھاری جان
یون ہی اگر کروگے ہر اک جنگجو پسند

مونھ پھیر کر کیا نکرو ہر گھڑی کلام
مجھکو یہ بیرخی کی نہین گفتگو پسند

یہ وضع یہ لباس یہ حسنِ بیان کہان
کیونکہ ہمارے دل کو نہو لکھنؤ پسند

ہے چھیڑ چھاڑ ہمکو تو وہبی نہین قرار
معشوق اسلیے ہے ہمین تندخو پسند

کیا قہر ہے وہ جائینگے گھر دو گھڑی کے بعد
سہنا پڑیگا دردِ جگر دو گھڑی کے بعد

خارج نہونے پائیگے قتلِ عام سے
ہوتا ہون مین بھی سینہ سپر دو گھڑی کے بعد

دم تک رہے تری قدر انداز یان ہین سب
بیکار ہوگا تیرِ نظر دو گھڑی کے بعد

حالِ شبِ فراق جو پوچھا تو بولے وہ
آئیگی زلف تا بکمر دو گھڑی کے بعد

چار آنکھ کرکے گر وہ چھپا لینگے اپنا مونھ
رونا پڑیگا آٹھ پہر دو گھڑی کے بعد

بوسہ لیا ہے آپکی افعی زلف کا
دکھلائیگا یہ زہر اثر دو گھڑی کے بعد

اے عندلیب سیرِ چمن مغتنم سمجھ
دنیا سے ایک آن مین کر جاؤنگا سفر
یہ چلتے چلتے کہہ گئے تسکین کو مری

صبیا دآکے فوج کا یہ دو گھڑی کے بعد
جائینگے اپنے گھر وہ اگر دو گھڑی کے بعد
آئینگے ہم ضرور مگر دو گھڑی کے بعد

آنے کے وعدے پر اونھین وہبی نجانے دو
قابو مین کب رہیگا مگر دو گھڑی کے بعد

ردیف الراء المہملہ

عزیزو جان دی ہے ہمنے چشم مستِ دلبر پر
ہمارا فاتحہ دنیا نے گلگون کے ساغر پر
مجھے جو لوگ آکر دیکھتے ہین میرے بستر پر
گمان تارِ نگہ کا کرتے ہین اس جسم لاغر پر
ہمارے قتل کی نالش نہو گی اوس ستمگر پر
اوٹھا رکھا ہے ہمنے دعویٰ خون روزِ محشر پر
نہین چلتا کسیکا پیچ اوس زلفِ معنبر پر
اثر کرتے نہ دیکھا سحر کو چشمِ فسونگر پر
اوائے تیز رفتاری بلا ئے جانِ عالم ہے
گلے کٹتے ہین لاکھون کے دری قاتل کی خنجر پر
رعایت کی ہے بیتابی فرقت مین بھی وحشت کی
اوٹھا یا ہے جو سر بالین سے دے ٹپکا ہی تھیر پر
نگاہون سے غضب کی اس دلِ بیتاب کو گھورا
ہوا براو سنے دو شاہین چھوڑے اک کبوتر پر
وہ میکش ہین پکارینگے ملک محشر مین ہٹجاؤ
شرابِ الفتِ حیدر کی مست آتے ہین کوثر پر
خطابِ جانِ عالم تجھہ پہ زیبندہ نہو کیونکر
بہارِ حسن جوگن ہو کے بیٹھی ہی ترے در پر
جو نامہ لا کے دے اوس غیرتِ بلقیس کا مجھکو
بٹھا دون تاج ہدہد کا ابھی فرق کبوتر پر
بہت ملتی ہے راحت یاد مژگان مین پرستارو
نہ دو کو لوٹنے دو مجھکو تم کانٹون کے بستر پر
وفاؤن سے سوا لذت اوٹھاتے ہین جفاؤن مین
ہمارا دم نکلتا ہے حسینانِ ستمگر پر

قدم پڑتے ہیں کس کس ناز سے رفتار تو دیکھو
خدا ہیں لاکھ جانیں میری اوسکی ایک ٹھوکر پر

تمنائے شہادت لکھ کے لا دعوی بھی جب لکھا
ٹھو سے مُہر کی سرنامۂ مکتوب دلبر پر

رہا تدفین سو میں بھی پاس اونکی مژگان کا
نکالا پاؤن سے کانٹا اگر تو رکھ لیا سر پر

چمن میں قمریوں نے جب ترا بوٹا سا قد دیکھا
کہیں ہنس ہنس کے کیا کیا پھبتیاں سرو و صنوبر پر

وہ مجرم ہیں ہماری رو سیہ کاری کا جو وقت آیا
تو زردی چھا گئی ہیبت سے روئے اہل محشر پر

کہا تھا دیکے خط لینا بلا میں بھی یقین یہ ہے
کہ اونکے سر کا چھپکا پڑ گیا کوئی کبوتر پر

دماغ اتنا کہاں جو اوٹھ سکے در پر سر دولت
کیا بالفرض گر سایہ ہما نے بھی مرے سر پر

خدا کے فضل سے محشر میں اس عاصی کو دیکھو گے
کھڑی ہونگی مرے لینے کو حوریں خلد کے در پر

وہ ہیں ذی آبروئے زاہد و ہم میکدے والے
نماز اکثر پڑھیں قدسی ہمارے دامن تر پر

طبیب آگاہ ہوں تا گرمی تپہائے ہجران سے
کوئی اسپند مٹھی بھر چھڑک دے میرے بستر پر

شب مہتاب میں ہو میکشی کی اور کیفیت
اگر مینا گلابی ساقیا ہو ساغر زر پر

یہ خود بھی کودکان سنگ زن سے چھیڑ کرتا ہے
پڑیں پتھر الٰہی اس جنون فتنہ پرور پر

خوشامد کیوں کروں گر جذب میں ہے کچھ اثر وہبی
تو سن لینا کہ وہ خود دوڑتے آئے مرے گھر پر

رخ ترا یاد آ گیا گل دیکھ کر
زلف کا دھیان آ گیا سنبل دیکھکر

چشم میگوں یاد آتی ہے مدام
کیوں نہ روئیں ساغر مُل دیکھکر

گر کبھی اپنے جنون کا جوش ہے
بیڑیاں پہنینگے کاکل دیکھکر

یاد آتا ہے زوال حسن یار
ماہ کامل کا تنزل دیکھکر

جب نہ آئے وصل کی شب صبح تک
جان دی اونکا تغافل دیکھکر

اور بھڑکائی جنون نے دل مین آگ | جوش درد داغ آتش گل دیکھکر
مجھکو تیغ یاس نے کشتہ کیا | قتل مین اونکا تامل دیکھکر
مجھہ پہ ہوتا ہے فرشتون کو بھی رشک | بار الفت کا تحمل دیکھکر
ہم نگہہ کو اونکی سمجھے شاہباز | خونفشان مژگان کا چنگل دیکھکر

ہم ہوئے مایوس **وحشی** قتل سے
جوہر تیغ تغافل دیکھکر

نہین ہوا اے دل ناشاد مستی لعل جانان پر | پڑا ہے بخت اسکندر کا سایہ آب حیوان پر
ہوا جس روز سے در پردہ اونکو شوق نظارہ | لگی رہتی ہین آنکھین رخنۂ دیوار جانان پر
ارادہ قتل کا گر فصل گل مین ہے تو لے قاتل | چمن بندی کے جوہر چاہیے شمشیر بران پر
یہانتک ہے ترا پاس ادب او طفل نصرانی | نہین ہے آجتک ٹوپی سر مہر درخشان پر
سر شام آکے مہتابی پہ وہ جلوہ دکھاتے ہین | چھٹیگی ایکدن مہتاب روئے ماہ تابان پر
مرے نالون پہ گر ہے صور اسرافیل کا دھوکا | گمان صبح محشر ہے مرے چاک گریبان پر
رہا پاس ادب اس درجہ ہنگام شہادت بھی | پڑی اوڑکر نہ خونکی چھینٹ تک قاتل کے دامان پر
اگر گھونگھٹ اٹھائینگے وہ اپنے روے روشن سے | گمان کیا کہ شب تاب ہوگا ماہ تابان پر
چنی افشان جو پیشانی پہ اوسنے ہین یہ حیران ہون | ستارونکی چڑھائی کیون ہوئی مہر درخشان پر
نظر آئے جو خال لب تو مین نے یہ کہی پھبتی | چڑھائی زنگیون کی ہو گئی شہر بدخشان پر
یہ طفل اشک کیا نٹ کا تماشا سیکھہ آیا ہے | کبھی دامن پہ جاتا ہے کبھی ہے نوک مژگان پر
سبق جبسے پڑھا غنچون نے اوراق بہاری کا | یہ لڑکے معترض ہوتے ہین سعدی کی گلستان پر

رسائی ہوگئی اپنی کمند آہ سے **وحشی**

برنگِ درز دہم جا پہونچے قصرِ شاہِ خوبان پر

چشمِ تر کے سامنے گر آئے ابر
سبکی نظرون سے ابھی گر جاے ابر

سامنا برسات مین ہو جاے گر
دیدۂ تر سے مرے شرماے ابر

اوسکی رحمت ہے جو تربت پر مری
شامیانے کیطرح سے چھاے ابر

مردمِ آبی مین ہو ذی آبرو
میرے اشکون مین جو غوطے کھاے ابر

سایۂ تربت پہ ہماری گر نہو
دودِ آہِ آتشین بنجاے ابر

چشمِ گریان سے مری شرما گیا
اب یقین ہے پھر نہ منہ دکھلاے ابر

سینۂ سوزان سے گر اوٹھے بخار
آگ پانی کے عوض برساے ابر

برق چمکے گر نکالون دل سے آہ
مین جو رو دون تو ابھی گھر آے ابر

میری چشمِ تر کا ہے وہبی یہ قول
موںھ چڑھے میرے تو منہ کی کھاے ابر

ردیف الزاء معجمہ

آیا نہ میرے گھر مین وہ رشکِ قمر ہنوز
اے جذبِ دل دکھایا نہ تونے اثر ہنوز

کوچے مین اوسکے کٹتے ہین لاکھون ہی سر ہنوز
آیا نہ رحم پر بتِ بیداد گر ہنوز

اونکو نہین ہے حال پہ میرے نظر ہنوز
میری طرف سے رہتے ہین وہ بیخبر ہنوز

اے بحرِ حسن آپکے دانتون کی یاد مین
موتی لٹا رہی ہے مری چشمِ تر ہنوز

یہ سرِ غیب کچھ نہ کھلا ہم پہ آجتک
وہم وگمان مین بھی نہین اوسکی کمر ہنوز

وصلت مین بختِ خفتہ کی تاثیر ہے وہی
بیوقت بول اوٹھتا ہے مرغِ سحر ہنوز

وہبی نجا گئی لبِ لعلین کی دل سے یاد
بہتے ہین میری آنکھون سے لختِ جگر ہنوز

دکھلائی تھی جب آہ نے تاثیر چند روز
تب مہربان رہا ہے وہ بے پیر چند روز

کیون مبتلاے عشق ہین یہ کچھ نہ پوچھیے
دیکھی ہے ہمنے آپکی تصویر چند روز

پابندِ عشق میری طرح قیس کب رہا
پہنی تھی اوسنے پاؤن مین زنجیر چند روز

تدبیر اونکے وصل کی تو کر چکے بہت
اب آزمائین جی مین ہے تقدیر چند روز

پھر تو وہی ہے پھول وہی چہچہے وہی
گھبرا نہ او بلبلِ دلگیر چند روز

گھٹ گھٹ کے جانِ زار نکل جائیگی مری
برہم رہی جو زلفِ گرہ گیر چند روز

اوس مہ جبین کا عشق رہے کچھ دن اور بھی
چمکا دے یا خدا مری تقدیر چند روز

ابرو کے عاشقون کو وہ دیتے ہین یہ سزا
گردن جھکی رہے تہِ شمشیر چند روز

وحشت پہ اپنے پھر نہ رہے قیس کو گھمنڈ
پہنے جو میرے پاؤن کی زنجیر چند روز

برسون وہ خواب مین بھی نہ آئے کبھی نظر
برگشتہ کیا رہی مری تقدیر چند روز

کس منہ سے حسنِ یار سے کرتا ہے سامنا
ہے ماہِ چاردہ تری تنویر چند روز

رنگین بیان وہ ہو کہ جھڑین اوسکے منہ سے پھول
بلبل سنے جو آپکی تقریر چند روز

یہ کہہ کے وہ فراق کے ہوتے ہین عذر خواہ
وہبی یہی تھی خواہشِ تقدیر چند روز

ردیف السین مہملہ

اونکی فرقت کا جو ہے رنج و محن ابکی برس
کیا عجب گر ہو فراقِ جان و تن ابکی برس

گر نہ آیا بر ہین وہ رشکِ چمن اب کی برس
گُل کھلائیگا نیا داغِ کہن اب کی برس

باؤلی ہے عقل میری اب جو اوسکی چاہ ہین
کیا کنوئین مین مجھکو لائیگا چاہِ ذقن اب کی برس

دیکھیے لاتی ہے اسپیچ ہین کس کس کا دل
بن کی لیتی ہے وہ زلفِ پُر شکن اب کی برس

اک لبِ رنگین کا کشتہ ہون عجب اسکا نہین
سُرخ ہوجائے اگر میرا کفن اب کی برس

پھول سے رخ کا تمھارے اپنہ گر پڑجائے عکس
کیا ہی پھولین میرے داغون کے چمن اب کی برس

عاشقون کو قتل کرتا ہے اشارون سے وہ ترک
یہ سُنے انداز کا ہے بانکپن اب کی برس

کوہ و صحرا سُرخ ہوجائینگے میرے خون سے
رنگ لائیگا مرا دیوانہ پن اب کی برس

فصلِ گُل کا جوش ای وہبی اگر یون ہی رہا
دھجیان ہوگا ہمارا پیرہن اب کی برس

ردیف الطاء مہملہ

پہونچے کسطرح سے ہمارا خط
نہین لیتا وہ ماہ پارا خط

اونکے گھر کا پتا نہین ملتا
میرا پھرتا ہے مارا مارا خط

اپنی تقدیر کا لکھا دیکھا
جب پڑھا ہمنے اونکا سارا خط

دوسرا خون لینگے گردن پر
بھیجتے ہین اونھین دوبارا خط

تھا اشارہ کہ رو و قسمت کو
سر پہ قاصد کے کھینچ مارا خط

دوستی ایک خط بہ القط کی
نہ لکھا پھر مجھے دوبارا خط

آبِ حیوان کی راہ بھولین خضر
دیکھہ پائین اگر تمھارا خط

اپنی آنکھون مین نور آتا ہے
کسقدر آپکا ہے پیارا خط

کہا قاصد سے سر قلم ہوگا
لائیگا تو اگر دوبارا خط
قاصد آیا بدن مین جان آئی
ہوگیا زیست کا سہارا خط

رات بھر کیون تڑپتے ہو وہبی
نہ لکھیگا وہ ماہ پارا خط

ردیف العین مہملہ

روشن کرے جو ہاتھ سے وہ گلعذار شمع
پروانہ سان ہو نجبت پہ اپنے نثار شمع
دیکھا ہے بیحجاب جو اونکو تو شرم سے
گل ہوگئی ہے وصل کی شب بار بار شمع
آیا نہ اونکو رحم کبھی میرے حال پر
پروانے کے تو حال پہ ہے اشکبار شمع
اللہ رے اشتیاق سوِ در نگاہ ہے
محفل مین کر رہی ہے ترا انتظار شمع
آیا نہ فاتحہ کو بھی وہ قبر پر مگر
روتی ہے بیکسی پہ مرے زار زار شمع
ہو دفن عاشقِ رخِ انور جو دشت مین
قندیلین چشمِ غول ہون ہر ایک خار شمع

وہبی بجھائیگی کبھی عصیان کی تیرگی
روشن مزار پر جو ہمارے ہزار شمع

اونکے رخ سے ہوگئی سب بے نور شمع
کیا عجب محفل سے ہو کافور شمع
پڑگیا جو اوس رخِ انور کا عکس
بنگئی شاخِ سنانِ طور شمع
پھک رہا ہون سوزِ غم سے مین تو آپ
پاس سے لیجاؤ میرے دور شمع
گر ہوس جلنے کی اوسکے دل مین ہے
دیکھے میرا تنِ محرور شمع
میرے داغِ دل کی سوزش دیکھکر
اب بنے گی صورت ناسور شمع

ہے یہ پروانون کی باعث سے فروغ — حسن پر اپنے نہو مغرور شمع

ساقی پاکے عشق مین دیتا ہون جان — لائیگی تربت پہ میری حور شمع

اونکے استقبال کو جاتی ضرور — کیا کرے ہے پاؤن سے معذور شمع

مجھ سے سیکھا مدتون جلنے کا طرز — تب ہوئی ہے خلق مین مشہور شمع

مجھکو یہ کہکر رولاتا ہے وہ شوخ — صبح ہوتی ہے ہوئی بے نور شمع

وادی ایمن سینے سارا جہان — گر جلائے وہ سراپا نور شمع

ایکدم وہبی نہین تھمتے ہین اشک
کسکے غم مین ہوگئی رنجور شمع

ردیف الغین معجمہ

گلشن مین جاکے ہمنے جب او سکو دکھائے داغ — لالے نے اپنے دل پہ خجالت سے کھائے داغ

پہلے پہپھولا دل کا تھا ناسور اب ہوا — وہ ابتدا ہے داغ تھی یہ انتہا ہے داغ

چھڑیان بنو ہین پھولون کی اے گل ہمارے ہاتھ — ہمنے تمہارے چھلون کے اسطرح کھائے داغ

دامن نہ میرے خون کا محضر ہو حشر مین — قاتل رہے خیال کہین رہ نجائے داغ

ہو کسطرح نہ زیر نگین وادی جنون — سایہ فگن ہے سر پہ ہمارے ہمائے داغ

کیا پوچھتے ہو عشق مین وہبی جو حال ہے
غم کے لیے جو دل ہے تو سینہ برائے داغ

میرا ہی دل ہے یہ کہ ہین جسپر ہزار داغ — کیا فخر ہے جو لالے کے دل پر ہین چار داغ

ساقی نہین چمن مین اگر اپنا ہمنشین — دیتی ہے میرے دل پہ یہ فصل بہار داغ

گر بادشاہ چتر کے سائے مین ہین تو کیا
رکھتے ہین اپنے سر پہ ترے دلفگار داغ

اس چرخ پیر کو بھی ہے اک نوجوان کا عشق
تارون سے اوسکے دل پہ ہوے بیشمار داغ

محفل کا اپنے سرو چراغان نہ چاہیے
مثل چراغ تن پہ ہین میرے ہزار داغ

اوس شعلہ رو کے ہجر مین وحشی یہ حال ہے
پھکتا ہے غم سے جسم مرا در کنار داغ

ردیف الفاء

دیکھتے ہین جب سے ہم رخسار جانان کی طرف
رخ نہین پھیرے سے کرتے ماہ تابان کی طرف

پہلے تھا اوسکا اشارہ میرے ایمان کی طرف
لیکے ایمان اب توجہ ہوگئی جان کی طرف

کوے جانان سے وحشت مین بھی چھٹنے کی نہین
مثل مجنون ہم نہ جائینگے بیابان کی طرف

دونی وحشت ہو گئی ہے آتے ہی فصل بہار
خود بخود ہاتھ اپنے جاتے ہین گریبان کی طرف

روے آتشناک دکھلائے اگر وہ رشک گل
پاؤن جلجائین جو پھر جاؤن گلستان کی طرف

کہدو مانی سے کہ میری اسطرح کھینچے شبیہ
سر ہو سوئے پائے قاتل ہاتھ دامان کی طرف

جسنے دیکھین میری چشم تر کی گوہرباریان
آنکھ اوٹھاکے پھر نہ دیکھا ابر نیسان کی طرف

حشر برپا ہو گیا پازیب کی جھنکار سے
جب گذر اوسکا ہوا شہر خموشان کی طرف

مثل آئینہ اوسے حیرت سے سکتا ہو گیا
جسنے دیکھا اک نظر بھی جسم جانان کی طرف

بات ہنسکے کیجیے پیجائے سب کا خونبہا
ایکدن تو جائیے گنج شہیدان کی طرف

گر قسم لینا ہے لیجے مصحف رخسار کی
کیون بڑھائین ہاتھ اب ہم اپنا قرآن کی طرف

پشت لب پر اندنون ہے سبزۂ خط کی نمود
ہے گذر اتنا خضر کا آب حیوان کی طرف

غیر ممکن ہے کہ جھپکے آنکھ دم بھر بھی مری
بندھ گئی ہے ٹکٹکی اوس ساکنِ زندان کی طرف

جان لیگی ایکدن وہبی تمھاری چشم یار
نشترِ مژگان کا رخ ہے اب رگِ جان کی طرف

ردیف الکاف

کچھ دور نہین ہے جو وہ آئین مرے گھر تک
جانے لگی پھر آہِ رسا بابِ اثر تک

کیا ذکرِ رسائی نہوئی اوسکو خبر تک
مر رہیگے اگر آئے بھی ہم یار کے در تک

ہین شام ہی سے موت کے آثار ہویدا
بیمارِ محبت نہین بچنے کا سحر تک

محروم رہے وصل سے کھوئے گئے ایسے
کیا ذکر دہن کا نملی اونکی کمر تک

سودائے سرِ زلف سے اے حضرتِ ناصح
مین باز نہ آؤنگا اگر جائیگا سر تک

بالین پہ رہا میرے اِک انبوہِ احبا
اے جان مگر تمنے نلی میری خبر تک

کیا شوقِ اسیری ہے کہ بے بال و پری مین
پاؤن سے چلا جاتا ہون صیاد کے گھر تک

زلف و رخِ جانان کا تصور ہے جو دل مین
اب شام سے ہم صبح کے روتے ہین سحر تک

عضو ایک سزاوارِ ہدف اب نہین باقی
مژگان نے تری چھید دیا لختِ جگر تک

کب یادِ دہن مین نہین روتا ہون مین وہبی
آتا نہین کب سیلِ سرشک اپنی کمر تک

تیرے عاشق کی کبھی کرتی ہے تقدیر اتبک
وصل کی رات نہ آئی کوئی تدبیر اتبک

میرے دل سے نہین معلوم ہوئی کیا الفت
نہین سینے سے نکلتا ہے ترا تیر اتبک

اپنی شہرت کی ہنوز اونکو ہوس باقی ہے
لاش میری وہ کیا کرتے ہین تشہیر اتبک

پر سر رحم نہ وہ قاتلِ خونخوار آیا
نہ گیا حلق مین آب دمِ شمشیر اتبک

چاند کو روز رہا کرتا ہے گھٹ بڑھ لیکن
تو وہ ہے ماہ کہ یکسان رہی تنویر اتبک

چشمِ بد دور تغافل کے وہی ہین انداز
قتل مین میرے کیا کرتے ہین تاخیر اتبک

عمر گذری ہی نہ وا او نکا صحیفہ نازل
میرے پڑھنے مین نہ آیا خطِ تقدیر اتبک

بیگناہی کا مرے ایک یہ ادنی ہے اثر
خون روتے ہین ترے جوہرِ شمشیر اتبک

قیس کے بعد تو کب کا ہوا ہوتا ویران
مجھ سے آباد رہا خانۂ زنجیر اتبک

دام مین لا نگی پھر کیا کسی جانباز کا دل
بل کی لیتی ہے جو وہ زلفِ گرہگیر اتبک

اک زمانے کی تو کین مشکلین آسان مگر
کچھ نہ لی میری خبر حضرتِ شبیر اتبک

ہو گیا دردِ جدائی سے تو وہبی کا وصال
سوچتے ہی رہے وہ وصل کی تدبیر اتبک

ردیف اللام

وہ دل اب ہو کب دل لگانے کے قابل
نہین ہے جو صدمے اوٹھانے کے قابل

اوٹھایا جو آدم نے بارِ امانت
ملک کب تھے وہ بوجھ اوٹھانے کے قابل

مجھے قتل کرکے پشیمان ہے قاتل
رہا کون اب ناز اوٹھانے کے قابل

عجب کیا ہے گر ہجر مین جان دیدون
یہ صدمے نہین ہین اوٹھانے کے قابل

مین تھا طالبِ دید ہو قبر مین بھی
کوئی روزن آنکھین لڑانے کے قابل

اگر او نکی نظرون سے بیزار ہو کر
کہ لاشہ نہین ہے اوٹھانے کے قابل

رہا ہے کیوں او نکی خرقت مین جیتا
نہین اب ہون مین منہ دکھانے کے قابل

بہت شعلہ رو ہین زمانے مین لیکن
وہی شمع ہے لو لگانے کے قابل

چھپایا کیے منہ شب وصل مجھ سے
نہ سمجھے مجھے منہ دکھانے کے قابل

امانت یہ ہے ایک پردہ نشین کی
نہین زخم دل ہے دکھانے کے قابل

اشارہ ہے مجھ سے یہ دست جنون کا
گریبان ہے پرزے اوڑانے کے قابل

یقین ہے کہ اب تو جواب خط آئے
ہوئے وہ کبوتر اوڑانے کے قابل

سہو رنج جو کچھ ہون الفت مین **وحی**
یہ شکوہ نہین منہ پہ لانے کے قابل

رہتی ہے رات دن یہی اب تو دعاے دل
دشمن کا بھی خدا نہ کسی سے لگاے دل

سوچے ہوئے ہین آپ نئی یہ سزاے دل
ہو کر مسیح کچھ نہین کرتے دواے دل

مہمان رہا ہے روز خیال اک حسین کا
خالی نہین رہی کبھی مہمان سراے دل

پہلو سے اونکے اوٹھتے ہی کیا جانے کیا ہوا
اک درد ہو رہا ہے ہمارے بجاے دل

جاتا تو ہون مین آپ سے لیکن یہ خوف ہے
کوچے مین اونکے جاکے کہین رہ نجاے دل

سوئے وہ پیٹھ پھیر کے قسمت کے پھیر سے
حاصل ہوا نہ وصل مین بھی مدعاے دل

اشکون کے ساتھ بہتا ہے خون ہوکے ہجر مین
کیون مبتلا ہوا تھا یہی ہے سزاے دل

نازل بلا ہو سر پہ تو اچھا ہے وہ نگہ
زلفون کے بار پیچ سے خالق بچاے دل

اعضا فراق یار مین سب دے گئے جواب
کوئی نہین ہے پاس ہمارے سواے دل

ہمدرد کے سوا نہین دیتا ہے کوئی ساتھ
جز شمع کون میری لحد پر جلاے دل

وحی نہ باز آتے تھے عشق بتان سے تم
اب جان پر بنی ہے تو کہتے ہو ہاے دل

پیش نظر ہے جلوہ جانانہ آج کل
گھر اپنا بنگیا ہے پریخانہ آج کل

رہتا ہے کس پری کا مجھے دھیان ہر گھڑی
قابو مین کیون نہین دل دیوانہ آج کل

کیونکر نہ کھائے پیچ دل صد چاک پیچ و تاب
ہمدوش اونکی زلف سے ہے شانہ آج کل

شوق شراب رہتا ہے اونکو بھی اب مدام
آنکھین نشیلی چال ہے مستانہ آج کل

وہ رند بادہ خوار ہون پھرتی ہی ہر گھڑی
آنکھون مین اپنے گردش پیمانہ آج کل

غیرت سے جلکے خاک نہ کیونکر رقیب ہو
مین اپنی شمع رو کا ہون پروانہ آج کل

کیونکر نہ میرے عشق کا شہرہ ہو قاف تک
رہتا ہون اک پری کا مین دیوانہ آج کل

اتنا اثر تو اون پر کیا جذب شوق نے
سنتے ہین میرے عشق کا افسانہ آج کل

ہے فصل گل نہ خون ہو کسی بادہ خوار کا
ساقی نہ رکھیو ہاتھ سے پیمانہ آج کل

وسیمی رہین ہجر کو ہو جاتی ہے شفا
دار الشفا ہے یار کا کاشانہ آج کل

ردیف المیم

بیتاب ہو رہے تھے جو درد جگر سے ہم
افسوس کچھ بھی کہہ نہ سکے نامہ بر سے ہم

اوس نو نہال گلشن خوبی کی یاد مین
مل مل کے روتے پھرتے ہین اک اک شجر سے ہم

فرقت مین کی کے پہونچے لب گور تو مگر
پوچھین بتا عدم کا تمہاری کمر سے ہم

اس بوستان عشق مین گر نخل جسم کا
سرکشتا ہے ثمر سے تو گذرے ثمر سے ہم

کس درجہ تھا طویل فسانہ فراق کا
کچھ لکھتے کہتے بھول گئے نامہ بر سے ہم

اے چرخ تو نے کشتہ ہی آخر کو کر دیا
شوق لپٹ کے پائے نہ اوس سیمبر سے ہم

وہبی نہین ہے روزِ جزا خوف کچھ ہمین
رکھتے ہین اعتقاد شہِ بحر و بر سے ہم

ننگ سے رکھتے ہین طلب نہ کچھ اب نام سے ہم
عاشقِ زار ہین ہم رہتے ہین ناکام سے ہم

بسکہ تھی اپنے اسیرون سے محبت اوسکو
غم ہین صیاد و پھنسا چھوٹ گئے جب دام سے ہم

ایک کانٹا سا کھٹکتا ہے دلِ بلبل مین
رکھتے ہین جب سے تعشق کسی گلفام سے ہم

ایکدم بھی نہین ہم یادِ خدا کرتے ہین
کام رکھتے ہین تو کچھ اوس بتِ خودکام سے ہم

ساقیا دَور مین ترے نہین کچھ اور طلب
ہو گئے مستِ مئے عشق بس اک جام سے ہم

شمع کیطرح سے رو رو کے سحر کر دی ہے
جبکہ بیٹھے ہین تصور مین ترے شام سے ہم

کام رکھتے ہین نہ دنیا سے نہ مطلب دین سے
عشق مین ترے صنم اب ہو گئے کام سے ہم

شامِ امید سحر بھی ہوئی پر آیا نہ وہ
کب تلک مین دیکھیے اوس شوخِ دلآرام سے ہم

دَور مین چشمِ سیہ مست کے اوسکی وہبی
خوف رکھتے نہین کچھ گردشِ ایام سے ہم

ردیف النون

جامِ حسرت جو مئے وصل سے بھر لیتے ہین
مے فرقت مین یہ وہ دیدۂ تر لیتے ہین

نامِ قاتل درسے آ گئے جو بشر لیتے ہین
ہاتھ پہلے سے کلیجے پہ وہ دھر لیتے ہین

صبح ہوتے ہی چلا وہ گلِ تر پہلو سے
ٹھنڈی سانسین صفتِ بادِ سحر لیتے ہین

جام خالی نظر آتا ہے ہمین جب ساقی
خونِ دل آنکھون کے پیمانون مین بھر لیتے ہین

نشۂ حسن نے مدہوش کیا ہے اونکو
کب کسی مستِ محبت کی خبر لیتے ہین

ہمسے کیا بعدِ فنا بھی ہے اون آنکھون کو خلش
سبزۂ قبر ہرن آ کے جو چر لیتے ہین

عزم کرتے ہین اگر ملکِ عدم کا جانباز
زادِ رہ تیرے غمِ عشق کو کر لیتے ہین

اے شہِ حسن سواری کو تری دیکھ کے گل
مرکبِ شاخ سے گلشن مین اوتر لیتے ہین

کیا نزاکت ہے کہ آجاتا ہے چہرے پہ عرق
ہاتھ مین اپنے کوئی گل وہ اگر لیتے ہین

کیا تغافل ہے وہ آتے ہین عیادت کے لیے
جبکہ جانباز زمانے سے گذر لیتے ہین

گل یہ گل کھاتے ہین ہر روز نئے داغ یہ داغ
ہم یہ گلزارِ محبت سے ثمر لیتے ہین

نیل پر ہوتا ہے ہمکو کلفِ ماہ کا شک
بوسۂ رخ جو ہم اے رشکِ قمر لیتے ہین

کبھی زلفون کا ہے سودا کبھی عارض کا جنون
اک بلا سر پہ نئی شام و سحر لیتے ہین

نامہ کس طرح سے پہونچائے کبوتر میرا
وہ اوڑانے کو بھی کوئی نہین پر لیتے ہین

جسمِ زار اوسکی گلی تک کہین ہمکو پہونچے
اتنا احسان ترا ہم دیدۂ تر لیتے ہین

شبِ ہجر کٹتی نہین ہے تو لحد مین سو کر
ہم بھی اب صبحِ قیامت کی خبر لیتے ہین

ہچکیان آج چلی آتی ہین وسیم شاید
اپنے بھولے ہوؤن کی پھر وہ خبر لیتے ہین

سمایا جب سے ہے وہ گلعذار آنکھون مین
ہر ایک گل نظر آتا ہے خار آنکھون مین

بتاؤ کسکا ہوا جامِ آرزو لبریز
کہ نشہ کا ہے ابھی تک خمار آنکھون مین

یہ کسکے دید کی مشتاق ہے دمِ آخر
کہ میری روح کو ہے انتظار آنکھون مین

جو چاہتے ہو عصا ٹیک کر اوٹھے بیمار
لگاؤ سرمۂ دنبالہ دار آنکھون مین

وہ رشکِ گل جو نہین ہے ہمارے پہلو مین
برنگِ خار ہے فصلِ بہار آنکھون مین

تمہاری دید کے سودے مین آگیا سو بار
تڑپ تڑپ کے دلِ بیقرار آنکھون مین

اسی سبب سے تو کھلتی نہیں ہے آنکھ مری
پھرا ہی کرتی ہے تصویرِ یار آنکھوں مین

مین دیکھتا نہیں ہو وجہ سبزۂ نو خیز
کبھی ہے سبزۂ خط کی بہار آنکھوں مین

مثالِ مردمکِ چشم ہے یہ مدِ نظر
رہین حضور ہی لیں و نہار آنکھوں مین

دعا یہ رہتی ہے وسیمؔ کو اونکے تلوے کا
لگاؤن سرمے کی صورت غبار آنکھوں مین

اونکو عدون کا اعتبار نہین
ہان کبھی ہے تو بار بار نہین

اسکے بر مین وہ گلعذار نہین
کچھ بھی کیفیتِ بہار نہین

دفن ہونگے تمھارے کوچے مین
کچھ ہمین حاجتِ مزار نہین

نہ چھپو مجھ سے مثلِ نکہتِ گل
مین تمھارے گلے کا ہار نہین

جلد آؤ کہ جان جاتی ہے
دلِ بیتاب کو قرار نہین

چھوڑیے آپ شاہبازِ نظر
مرغِ دل سیر کیا شکار نہین

شبِ وصلت مین کرتی ہے بیچین
آپکی ایک ہان ہزار نہین

دستِ وحشت کی شوخیان دیکھو
کہ گریبان مین ایک تار نہین

میرے پہلو سے اوٹھکے وہ بولے
تمسے صحبت مری برار نہین

وہی ہم تم ہین پھر سبب کیا ہے
اب وہ باتین نہین وہ پیار نہین

وصل ہو یا وصال ہو وسیمؔ
اب مجھے تابِ انتظار نہین

گلِ عارض نہ کبھی سیبِ ذقن دیتے ہین
خارِ دل کو مرے یہ غنچہ دہن دیتے ہین

کشتۂ ناز کو وہ اپنی گلی مین ہرگز
نہ زمین دیتے ہین دوگز نہ کفن دیتے ہین

کس سے موتون نہیں بن سکتا ہے بوسہ لب کا
نقد جان لیتے ہین تب لعل یمن دیتے ہین

کشتۂ چشم ترا جان کے مجھکو احباب
پر وہ چشم غزالان سے کفن دیتے ہین

گلشن حسن لٹاتے ہین وہ اپنا ایسا
پھول مانگے جو کوئی اوسکو چمن دیتے ہین

غیر ممکن ہے کہ نامہون کو ہو قدر سخن
جو سخندان ہین وہی داد سخن دیتے ہین

چشم بد دور یہ شہرہ ہے ترے حسن کا اب
نذر آنکھین تجھے آہوے ختن دیتے ہین

نہین ہوتی ہے اگر حب شفا سے صحت
بوسۂ خال بھی اے مشفق من دیتے ہین

بیڑیان توڑ کے کرتا ہون جو عزم صحرا
باندھنے کے لیے زلفون کی رسن دیتے ہین

خاک مین ملگیا وہی نہ تجھے رحم آیا
سچ اسطرح بھی اے چرخ کہن دیتے ہین

جان جاتی ہے مری اونکو خبر کچھ بھی نہین
تجھ مین او نالۂ جانسوز اثر کچھ بھی نہین

تیغ ابرو وہ دکھا کر یہی فرماتے ہین
اسکے آگے جو نہو سینہ سپر کچھ بھی نہین

حالت نزع مین تم آئے ہو کیونکر دیکھون
نور آنکھون مین اب ہے نور نظر کچھ بھی نہین

گو خطا مین نہین ہین کچھ مری پر سب کچھ ہین
ظلم و جور آپکے سب کچھ ہین مگر کچھ بھی نہین

تپ فرقت نے یہان اپنا کیا کام تمام
بیخبر آج تلک تجھکو خبر کچھ بھی نہین

رات دن اوس رخ و گیسو کا تصور ہے مجھے
مشغلہ اسکے سوا شام و سحر کچھ بھی نہین

عارضی حسن پہ نازان ہین عبث یہ مہوش
رات بھر نور کا عالم ہے سحر کچھ بھی نہین

منزل گور مین کیا دیکھیے ہم پر گذرے
غم عصیان کے سوا زاد سفر کچھ بھی نہین

کیون ہم اشک مین ڈوبے نہ ڈبویا مجھکو
آبرو اب تری اے دیدۂ تر کچھ بھی نہین

ہے بجا ہیچ جو سمجھے ہین اسے سب شاعر
غور سے دیکھتے ہین تو وہ کمر کچھ بھی نہین

عالم ... کس طرح نہ بیان کو سمجھون | کیون نہ سب کچھ نظر آتا ہے اگر کچھ بھی نہین

عاشقی کر کے نہ پھل پاؤگے ہرگز ولی
نخل الفت مین بجز داغ ثمر کچھ بھی نہین

... شمع رخ جانانہ ہون | مین چراغ طور کا پروانہ ہون
کیون نہ اب سمجھون سلیمان آپکو | تو پری ہے مین ترا دیوانہ ہون
جگ ... بیمار کا بیمار ہون | آ مین عیسی بھی تو مین اچھا نہ ہون
جسمین ہے سوز و گداز شمع طور | روشن چراغ حسن کا پروانہ ہون
مدتون دیر و حرم کی سیر کی | کچھ دنون سے وارد میخانہ ہون
کر لیا دور سے مین ساقی نے شریک | مین نثار گردش پیمانہ ہون
شمع و گل ہین عارض و بینی یار | مین کبھی بلبل کبھی پروانہ ہون
چشم تر ہوتے صدف سے ہمسری | اشک کہتا ہے کہ مین دردانہ ہون
آرزو ہے دل صد چاک کی | زلف وہ کہتی ہین تو مین بھی شانہ ہون
مجھکو سب ہین وہ اپنا آشنا | اسلیے مین آپ سے بیگانہ ہون
ہے خبث دہقان کو امید نمو | جسپہ بجلی گرتی ہے وہ دانہ ہون
آسیائے چرخ گردان نے جسے | مدتون پیسا ہے مین وہ دانہ ہون
خاک بھی ہوکر نہ نکلی آرزو | تا نہ لب پہونچا مین وہ پیمانہ ہون

دیکھے دل ولی مصیبت مین پڑون
مین کوئی نادان نہین فرزانہ ہون

ہی تھی عشق کی بدولت مری زیور لڑکپن مین | پڑی ہے پاؤن مین زنجیر اپنے طوق گردن مین

محبت مانوس تو بیٹھا ہے مجنون ایک مدت سے
نظر کر جلوۂ لیلیٰ ہے ہر سو نجد کے بن مین

جو کرنا ہے تو کر لے سیر جیتے ایکدم تو اسے بلبل
خزان آ جائیگی گل باقی رہینگے پھر نہ گلشن مین

مقابل ہو سکین خورشید و مہ کب اوس ماہ پیکر کے
تجلی اسقدر بخشی ہے حق نے روے روشن مین

مری تصویر اور اوسکی بنایا اسطرح مانی
جو سر ہو پاؤن پر اوسکے تو ہو ہاتھ اوسکی گردن مین

صفت کب کر سکے وہبی دہن مینا ہو زبان تمام
ہزارون ناز اور انداز ہین اوس شوخ پرفن مین

نام خدا وہ ناز سے اترائے جاتے ہین
چوٹی کا جو جھٹکنے سے بل کھائے جاتے ہین

دلکو ہم اپنے کھلکے یہ سمجھائے جاتے ہین
کہ صبر تھوڑی دیر کہ وہ آئے جاتے ہین

کیا جانیے کہ وصل مین کیا بات ہو گئی
آنکھین نہین ملاتے ہین شرمائے جاتے ہین

صد شکر آج کرتے ہین ایفاے وعدہ وہ
محشر مین ہم بھی سامنے بلوائے جاتے ہین

کیسا ہے خوف اونکو رقیبون کا دیکھنا
بیٹھے بھی ہین وہ پاس تو گھبرائے جاتے ہین

پابند وضع وہ ہین کہ باوصف ظلم و جور
جی چاہتا نہین ہے مگر آئے جاتے ہین

کاٹے وہ سین جو زلف تمھاری کبھی چھوئین
لو اب تمھارے سر کی قسم کھائے جاتے ہین

زلف سیہ کے پیچ مین کرتے ہین وہ اسیر
ہم کالے جھیلنے کو بھجوائے جاتے ہین

سہمے ہوئے ہین جو وصل کی شب ہے تو دیکھنا
ڈرتے ہین مارے خوف کے تھرائے جاتے ہین

دل میرا لیکے کیا کہین بھول آئے ہین حضور
کھوئے ہوئے سے آپ تو کچھ پائے جاتے ہین

وہ عاشقون کو سمجھے ہین مزدور سے سوا
صدمے غم فراق کے اوٹھوائے جاتے ہین

کوئی قبا اونکے وصل سے ہوگا شگفتہ دل
پھولون کے ہار چوک سے منگوائے جاتے ہین

بستر گلی سے اونکے اوٹھانے کو حکم ہے
ہم گلشن جنان سے نکلوائے جاتے ہین

وہبی کلیجا آتا ہے منہ کو فراق مین
اپنے کیے کی روز سزا پائے جاتے ہین

مصروف رہا کرتے ہین وہ جور و جفا مین
رکھتے نہین چھوڑے سے قدم راہِ وفا مین

عاجز کوئی ہو نہین سکتا خلقِ خدا مین
انداز نکالے ہین سنئے ناز و ادا مین

کٹی عشقِ بتان مین نہ کٹی یادِ خدا مین
برباد ہوئی عمر عبث حرص و ہوا مین

کسطرح کہ ان مین یہ صفا سے مقابل
ہے نور کی تنویر تمھاری کفِ پا مین

کھل جاتے ہین اون لوگون کے سب عقدۂ مشکل
دیتے ہین گرہ جو کہ ترے بندِ قبا مین

بجلی نہ گری اپنے رقیبون پہ کسیدن
دیکھی نہ یہ تاثیر کبھی آہِ رسا مین

نازک ہو تم ایسے جو چلو فرش پہ گل کے
چبھ جاے رگِ گل بھی تمھاری کفِ پا مین

وہبی عبث اغماض ہو مفلس سے غنی کو
کچھ فرق نہین زیرِ زمین شاہ و گدا مین

بیخود وہ یون ہین نشۂ حسن و شباب مین
جسطرح مست ہوتے ہین کیفِ شراب مین

نورِ قدم سے بن گئی فوراً ہلالِ عید
اوس ماہوش نے پاؤن جو رکھا رکاب مین

برسون خیال مین نہین آتے نہین سہی
صورت کبھی کبھی تو دکھا جاؤ خواب مین

تشنہ آبِ تیغ سے سیراب کیجیے
داخل جناب کیون نہین ہوتے ثواب مین

پیری مین مثلِ شیخ نہین ہم سیاہ کار
کرتے بھی ہین گناہ تو عہدِ شباب مین

زیبندہ ہے یہ اے فلکِ حسن آپ کو
ہون مہر و مہ کے عاشق و معشوق داب مین

یہ جان سے کہ پھر مجھے جیتا نہ پائیگا
قاصد جو تو نے دیر لگائی جواب مین

غل پڑ گیا زمین پہ اوتر آیا آفتاب
چہرہ جو لال ہو گیا اونکا عتاب مین

ثابت ہوا کہ قطع محبت اب اوسنے کی
قاصد کا سر جو بھیجدیا ہے جواب میں

بعد فنا بھی دل سے نہ یاد بتان ہو دور
یہ الفت بادیہ سے جست کی شتاب میں

میکش یہ کون اوترا ہے دریا مین بہر غسل
ہے ساغر شراب کا عالم حباب میں

وحشت ہو اپنی وحشت مجنون سے ہے سوا
دو چار فقرے پڑھ کے گئے اسکے خواب میں

گر شیخ جی نجات کے ہین آپ خواستگار
آکر شریک ہوجئے بزم شراب میں

تشبیہ کسطرح گل عارض سے دے کوئی
یہ رنگ اور یہ بو نہیں پاتے گلاب میں

کیون لن ترانی اوسکا نہ تکیہ کلام ہو
سجے ہوگی سے لطف سوا ہے حجاب میں

آتا نہین ہے یار نہ آتی ہے مجھکو موت
یارب یہ دل پڑا ہے مرا کس عذاب میں

اب زیست سے ہین تنگ رئیسان لکھنؤ
یہ حال کب ہوا تھا کسی انقلاب میں

آئینگے میری قبر مین جب منکر و نکیر
ہونگا کبھی نہ بند سوال و جواب میں

وہبی اگر ہے گلشن جنت کی آرزو
ہو فرش خاک جاکے رہ بوتراب مین

رہی اک غیرت لیلی کی دل مین جستجو برسون
برنگ قیس ہمنے خاک چھانی کوبکو برسون

نہ لائے کچھ زبان پر ہم خموشی نام ہے اسکا
کیا سینے مین ہمنے اپنے خون آرزو برسون

تساہل اسکو کہتے ہین تغافل نام ہے اسکا
گئی اکدم مین میری جان اور آیا نہ تو برسون

کمین اکدن جو مین نے ہاتھ دوڑایا سوئے دامن
نہ آیا اوس پریرو کا تصور روبرو برسون

جو گھر یون دانت پیسے ہین تو برسون ہونٹھ چابے ہین
لب رنگین کے غم مین ہمنے تھوکا ہے لہو برسون

پریشانی پہ میری کچھ نہ رحم آیا اوسے ہرگز
کہا زلف دوتا سے حال اپنا موبمو برسون

ہمیشہ داستان میری سنی ہے عندلیبون نے
اوڑایا ہے گل تر نے تمہارا رنگ و بو برسون

کیا اگر شغل میخواری کا تمنے غیر سے دم بھر
بھرا خون جگر سے ہمنے جام آرزو برسون

گرہ کا حل ہوا ہرگز نہ عقدہ موشگافون سے
رہی ہے مجھ سے اثبات دہن مین گفتگو برسون

در میخانہ محراب عبادت سمجھے ہم میکش
شراب برتگالی سے کیا ہمنے وضو برسون

کہین ماہ دو ہفتہ کی نظر مجھکو نہ لگ جائے
نہ آیا بام پر اس خوف سے وہ ماہرو برسون

ادا ہو سجدہ محراب خم شمشیر قاتل مین
کیا اپنے لہو سے اسلیے ہمنے وضو برسون

تصور مین جو بوسہ لیا تھا ہمنے ہونٹھون کا
رہا آزردہ اتنی بات پر وہ تندخو برسون

نہین کچھ ایک دن کا ہون مین شاگرد داغ وہبی
تعلق سے شاعری مین ذکی کی ہے گفتگو برسون

تیرون سے قدر گھٹنے مین کب ہم بڑھے نہین
کس روز مجھ پہ آپکے تیور چڑھے نہین

اپنی زبان ہی مین اثر کچھ نہین رہا
وہ کون اسم ہین کہ جو ہمنے پڑھے نہین

لگتی ضرور آگ مگر خیمہ ہو گئی
نالے ہمارے بام فلک پر چڑھے نہین

ہے شکر کا مقام کہ اس زندگی مین ہم
مردون کیطرح چار کے کاندھے چڑھے نہین

خالق ہمارا بیڑا لگاتا ہے یون ہی پار
کشتی پہ نوح کے بھی ہم اکدم چڑھے نہین

گنج لحد مین داغ جنون کی رہی بہار
گل دو پھول بھی تو قبر پہ اپنی چڑھے نہین

جھنڈے پہ ہم چڑھینگے بھی اونکو خوف ہے
قد سے تمھارے سرو چمن مین بڑھے نہین

دو گام اوسنے وادی وحشت نہ طے ہوا
فرہاد و قیس ہمسے کسیدن بڑھے نہین

صحرائے ہولناک محبت مین سرفروش
پیچھے ہٹے جو پاون تو آگے بڑھے نہین

آمد پسند اپنی طبیعت سدا رہی
مضمون شعر ہمنے کسیدن گڑھے نہین

ان نوخطون سے رکھتے ہو وہبی عبث امید

دوست سے جو حرفِ وفا کا [illegible] رکھتے نہیں

غیر تا زود اثر ہی جو صنم رکھتے نہیں
کیسے ہی خوش ہوں [illegible] ہم رکھتے نہیں

اے پری پیکر جو [illegible] ہیں وہ پابند وضع
خانۂ زنجیر سے باہر قدم رکھتے نہیں

شیشۂ دل کی طرح ہم بھی ہیں نازک مزاج
[illegible] بزم ساقی ہیں تو دم رکھتے نہیں

[illegible] شوقِ خونریزی او
سمجھ اپنا [illegible] ظلم رکھتے نہیں

اک نگاہ [illegible] ہے تیری [illegible]
کون ہیں وہ تجھ سے جو چشمِ کرم رکھتے نہیں

نفع ہو الفت [illegible] میں کہ نقصان [illegible]
ایسے موقع پہ خیالِ بیش و کم رکھتے نہیں

بات کرتے غیر سے دیکھیں تمہیں اور دیں جواب
خوش ہو یا ناراض اتنا ضبط ہم رکھتے نہیں

ساقیا ایسے ہیں مستغنی گدائے میکدہ
خواہش جام جم و پروائے جم رکھتے نہیں

بل بے غرورِ حسن کا [illegible] ہے دماغ
مہربان [illegible] زمیں پہ تم قدم رکھتے نہیں

اور کے کاٹے کا تو منتر بھی ہے [illegible] بلا
گیسوے پیچان سے بڑھکر سانپ ہم رکھتے نہیں

پوچھتا [illegible] وعدہ یاد ہوں
ایسے [illegible] دنیا میں جو غم رکھتے نہیں

[illegible] جانان کی ہے
دل میں اس ارمان کوئی اور ہم رکھتے نہیں

[illegible] کیوں کوئی دل توڑیے
قید مذہب اس لیے ہم اے صنم رکھتے نہیں

[illegible] جانان ہیں آج وہ بے مثل ہیں
کوئی عیب حسن از سر تا قدم رکھتے نہیں

[illegible] میں رہ جاتے ہیں
تجھ سے [illegible] امید او تیغ ستم رکھتے نہیں

وصل کی شب بھی [illegible] لگ جائے نہ آنکھ
[illegible] کوئی دم رکھتے نہیں

وا دریغا نازک مزاجی خوب دی سب سے [illegible]
[illegible] شوق اور ہم رکھتے نہیں

[illegible] عشق میں
شادمان سب طرح سے ہیں کوئی غم رکھتے نہیں

منفی کو دیکھتے ہیں ہم وہ مالامال سے ہے
مقدرت لیکن کچھ ارباب کرم رکھتے نہیں

سرفرازی پائی ہے کیا کہیے کس بات پر
پائمال ناز دلبر سر جو خم رکھتے نہیں

وہ نگاہ لطف ہی تھی اور اب تیور ہیں اور
اتنی بھی کیا آنکھ ادب دید ہم رکھتے نہیں

قتل کرکے مجھکو وہ مشتاق عالم ہو گئے
ہاتھ سے دم بھر بھی اب تیغ دو دم رکھتے نہیں

وقت وہ ہے کہ دشمن کا تو کیا مذکور ہے
دوستوں سے بھی توقع کوئی ہم رکھتے نہیں

جس جگہ شہر خوبان ہو یا کوئے یار ہو
بھولکر بھی ایسے کوچے میں قدم رکھتے نہیں

کوچۂ قاتل تو چلتے سر کے بل پر کیا کریں
ضعف سے چلنے کی طاقت دو قدم رکھتے نہیں

حوصلہ ہمکو خریداری یوسف کا ہے آج
گو گرہ میں اپنی کچھ دام و درم رکھتے نہیں

ایک خوش چشمی پہ نازاں ہیں اگر آہو تو کیا
وہ کمر وہ لوح وہ ناف و شکم رکھتے نہیں

قرض سے ہوتی ہے کسدن سفر وحشو کی نجات
پھر رہے کب ہیں رخت جسم ہم رکھتے نہیں

یا شفیع المذنبین کوئی نہیں تیرے سوا
دوسرا کوئی وسیلہ اور ہم رکھتے نہیں

لکھتے ہیں جب خط شوق انکو نہیں ہوتا تمام
ہاتھ سے اپنے کبھی دم بھر قلم رکھتے نہیں

ہمتو دیوانے ہیں اسکے جو ہمارے دل میں ہے
شوق دیر و میل محراب حرم رکھتے نہیں

کرتے ہیں دعوی خدائی کا یہ پھر کس بات پر
خصلت بندہ نوازی تو صنم رکھتے نہیں

مجھکو کہیں کھانا جو ہے تقدیر میں لکھا ہوا
سرکشان دہر سر کو اس سے خم رکھتے نہیں

دولت ایمان سے وہبی وہ رہینگے بے نصیب
دل سے جو لوگ الفت شاہ امم رکھتے نہیں

مونھ سے جو منھ یار ہیں اگر جو بلا دیتے ہیں
کشتۂ حسرت بجہلت کو جلا دیتے ہیں

دو قدم چلکے وہ اک حشر مچا دیتے ہیں
فتنۂ خفتہ کو محشر کو جگا دیتے ہیں

راست بازان وفا صادق الاقرار ہین سب
منہ سے جو کہتے ہین وہ کرکے دکھا دیتے ہین

ہمتو چیونٹی کو بھی تکلیف نہ دین تا مقدور
کون وہ لوگ ہین جو دل کو دُکھا دیتے ہین

جو ہنر مند ہین وہ قدرِ ہنر کرتے ہین
بے ہنر عیب زمانے کو لگا دیتے ہین

دیکھ رکھو یہ پریزاد ہین وہ شعبدہ باز
جو کہ انسان کو دیوانہ بنا دیتے ہین

حالِ عاشق ابھی کیا جانین نئے بگڑے ہین یہ
چاہنے والے تو معشوق بنا دیتے ہین

کیا کہون لذتِ سیبِ ذقن و پستۂ لب
یہ نئے پھل ہین کہ بے کھائے مزا دیتے ہین

اضطرابِ شبِ غم دیکھ کے میرا احباب
نوبتِ صبح سرِ شام بجا دیتے ہین

دودِ آہِ دلِ سوزان ہے زبس زینت بخش
کاجل آنکھون مین شبِ غم کی لگا دیتے ہین

ایسی ایذائے شبِ غم ہے کہ ہو کر ممنون
جو ہمین کوستے ہین اونکو دعا دیتے ہین

گر میان کرتے ہین غیرون سے جو دکھلا کے مجھے
تن بدن مین مرے اک آگ لگا دیتے ہین

روشنی دل کی بری عیب سے کر دیتی ہے
شمع کے چور کو کب لوگ سزا دیتے ہین

غلبۂ شوق سے گستاخ جو ہو جاتا ہون
تو جھٹک کر وہ مرا ہاتھ ہٹا دیتے ہین

خالق ان قاتلون کو اجر دے اسکا کہ یہ لوگ
آبِ خنجر سے لگی دل کی بجھا دیتے ہین

نسیمۂ جت رسیدہ کی طرح عاشق کو
سرد مہری سے وہ بے آگ جلا دیتے ہین

دیکھ کے کہتے ہین معشوق ہمین ہین یہ وہ لوگ
آدمی کو جو پریزاد بنا دیتے ہین

موسمِ گل بھی عجب طرح کا ہے دلولہ خیز
بادہ کش بھٹیون پہ دھوم مچا دیتے ہین

آزماتے ہو محبت مین ہمین کیا صاحب
جان نثارانِ وفا جان لڑا دیتے ہین

سبزہ رنگانِ جہان چاہیے ہین آفت سکے
حضرتِ خضر کو بھی راہ بتا دیتے ہین

نازنین جسن پہ کرتے ہین وہ ہنگامِ زوال
ہم اوٹھا کر اونھین آئینہ دکھا دیتے ہین

کیسے ہیں بیخبر خرابات سے فصلِ گل میں
خم کے خم بادۂ گلگون کے لنڈھا دیتے ہین

خود فروشی سرِ بازار جو لاتی ہے اونھین
روز اک حشر خریدار لگا دیتے ہین

مائلِ قتل جو پاتے ہین کبھی ہم وہبی
پیشِ قاتل سرِ تسلیم جھکا دیتے ہین

واہ واہ کا شور آج اس انجمن مین کیون نہین
جو کہ آگے تھی وہ لذت اب سخن مین کیون نہین

پھر گلگشتِ چمن آیا ہے کیا وہ رشکِ باغ
وہ گلون کا رنگ وہ رونق چمن مین کیون نہین

ایک ہی جلوہ میانِ دیر و کعبہ سب ہے اگر
اتفاقِ رائے شیخ و برہمن مین کیون نہین

خضرِ خط تو اودھر لبِ جان بخش پر موجود ہے
آبِ حیوان یار کے چاہِ ذقن مین کیون نہین

وہ ہی اعضا سب ہین پر پیری مین بھی بیجان ہون
جو جوانی مین تھی قوت وہ بدن مین کیون نہین

ہمنشینون پر تو ہے غمخوارون کا مجمع رات دن
شورِ بلبل جوشِ گل صحنِ چمن مین کیون نہین

چاک کر نہ سکا ابھی ہے شوق اے دستِ جنون
جیب و دامن رخصتِ عریانیِ تن مین کیون نہین

نالہ اپنا نالۂ بلبل سے پرتاثیر ہے
گل مین خوشبو ہے وفا اس گلبدن مین کیون نہین

جس سے وہبی رہتا تھا دامانِ صحرا چاک چاک
ابکی وہ شورش مرے دیوانہ پن مین کیون نہین

دیدۂ نمناک جس شب خونفشان ہوتا نہین
موج انگیز آب جو سے کہکشان ہوتا نہین

ذکر تیری بیوفائی کا کہان ہوتا نہین
اشکِ خون چشمِ وفا سے کب روان ہوتا نہین

پھیر کر آنکھ اپنی غیرون سے بھی وہ میری طرح
اس طرح کا انقلابِ آسمان ہوتا نہین

حاجتِ امدادِ غیر اصلا نہین خونریز کو
تیغِ ابرو کا محتاجِ فسان ہوتا نہین

یادِ چشمِ سرمگین مین رات دن نالان ہون مین
مجھکو حیرت ہے کہ کیون ضبطِ فغان ہوتا نہین

تیرہ بختی پردہ روئے ہنر کیونکر نہو
زنگ سے تلوار کا جوہر عیان ہوتا نہین

فتنہ زا ایسا وہ قامت ہے کہ ہنگام خرام
سایۂ تک ہمراہ اوسکے مہربان ہوتا نہین

گھر کے ہون پابند کیونکر عاشق رنگین مزاج
طایر رنگ حنا کا آشیان ہوتا نہین

اونکے جانے سے پھری ایسی گلستان کی ہوا
خندہ لب غنچۂ شگفتہ ارغوان ہوتا نہین

کون ہے آفاق مین ایسا وہ اے رزاق خلق
جو ترے خوان کرم پر میہمان ہوتا نہین

جتنے روشن دل ہین وہ سب رہتے ہین محو سکوت
کچھ زبان شعلہ سے کار بیان ہوتا نہین

غیر ممکن ہے کہ رونے سے گل مقصد ملے
اشک خون صحن چمن مین ارغوان ہوتا نہین

تو بڑھا کر ہاتھ اگر دے تو تو یہ مجھ تک بھی آئے
جام اپنے پاؤن سے ساقی روان ہوتا نہین

ساحل مقصد تلک ہم پہنچینگے کیونکر بادہ کش
کشتی مے کا تو ساقی بادبان ہوتا نہین

دلمین وہ گو ہین مگر جلوہ سے ہے اونکا حجاب
پردۂ فانوس مین شعلہ نہان ہوتا نہین

ذکر اورون کا تو کیا مجھ ناتوان کے بعد مرگ
شمع تربت کا بھی اک افسردہ جان ہوتا نہین

جو زمین پر چلتے ہین تن تن کے از راہ غرور
اونسے برگشتہ کبھی آسمان ہوتا نہین

دہر مین پاتا نہین کوئی کمال اصلا فروغ
جبتک اے وہبی ہنر قدردان ہوتا نہین

ردیف الواو

دلمین اوس بانیٔ بیداد کے گھر ہونے دو
رفتہ رفتہ مری آہون کا اثر ہونے دو

اٹھو وہ فرط محبت سے یہ فرماتے ہین
گھر نجائینگے جو ہوتی ہے سحر ہونے دو

شوق سے ہاتھون مین مہندی ملو تم تو اپنے
خون ہوتا ہے اگر میرا جگر ہونے دو

زلف سرکاؤ ذرا عارضِ تابان سے کبھی
چاندنی رات کو اے رشکِ قمر ہونے دو

سردمہری سے نہ اک آن بھی باز آؤ تم
روح میری ہے اگر گرمِ سفر ہونے دو

مہروالفت ہی مین اسطرح کی ہوتے ہین کلام
روز ہوتا ہے اگر وصل مین شر ہونے دو

تیغِ ابرو کے اگر بھی وار عبث کرتے ہو
تم مجھے بھی تو ذرا سینہ سپر ہونے دو

مدتون سے وہ یون ہی ٹالتے ہین وعدۂ وصل
شام ہوتی ہے تو کہتے ہین سحر ہونے دو

نہ کوئی فکر کسیطرح کرو تم **وہبی**
عمر جسطرح سے ہوتی ہے بسر ہونے دو

اگر دیکھا نہین اوسنے کبھی رخسارِ دلبر کو
تو کیون ہے داغ دل پر رشک سے ماہِ منور کو

خدا کے واسطے یارو ملا دو میرے دلبر کو
نہین اکدم قرار اپنے دلِ بیتاب و مضطر کو

تپش ہے اوس رخِ پرنور سے خورشیدِ انور کو
خجالت ہے بناگوشِ صنم سے صبحِ محشر کو

حباب آسا نظر آنے لگے یہ گنبدِ گردون
اگر آ جائے رونے کا خیال اس دیدۂ تر کو

زبس مخمورِ دورِ چشمِ مستِ یار رہتا ہون
عوض مے کی جو دے ساقی نہ لون مین جامِ کوثر کو

گذر اپنا اک دن گر ہوا بزمِ حسینان مین
کوئی بولا وہان بیٹھو کوئی بولا اودھر سرکو

سدا آمادۂ قتلِ جہان ہے تیغِ ابرو سے
نہین مطلق نگاہِ رحم اوس شوخِ ستمگر کو

خیال آیا اگر اونکے مسی مالیدہ دندان کا
تو مین گنتا رہا ہون رات بھر اک ایک اختر کو

کشاکش ہے جنون و صبر کے ہاتھون سے ہم ابھی
وہ صحرا کو لیے جاتا ہے وہ کہتا ہے چل گھر کو

محبت ہے کمالِ حسن و سوزِ عشق مین باہم
جلے ہے ہائے پروانہ کٹایا شمع نے سر کو

دلِ سنگین کو اوسکے ہی نہین یہ موم کر سکتی
اثر ہے آہ مین اپنی کہ توڑے سخت پتھر کو

نہ تیرے دل مین رحم آیا کبھی رندون پہ اے ساقی
جلے ہم دور مین تیرے ترستے ایک ساغر کو

تجھے وصفِ لبِ شیرین ہوا پھر دہن وہبی
خدا نے یہ حلاوت دی ہے اس قندِ مکرر کو

یارب مری تقدیر مین وہ دن بھی لکھا ہو
ساقی ہو مے ناب ہو بدلی ہو ہوا ہو

جو کچھ کہ ہونا تھا وہ سب ہو چکا ہے پر
کیا جانیے اس عشق کے اب ہاتھون سے کیا ہو

یہ ظاہری الفت نہ نبھے گی نہ نبھے گی
ہم صاف کہے دیتے ہین خوش ہو کہ خفا ہو

اغیار رہا کرتے ہین اب آپ کے ہمراہ
ہو مجھ سے جو مٹ بھیڑ تو فرمایئے کیا ہو

جو زلف کے قیدی ہین اونھین اونکا یہ ہے حکم
زنجیر کا غل ہو نہ تو رونے کی صدا ہو

یہ قہر ہے عاشق کی نہ ٹھوکر کے اسے چل
اس چال سے ظالم نہ کہین حشر بپا ہو

کچھ اپنی طبیعت سے بھی انصاف ہے لازم
اچھا نہین ہم جان دین تم اور کو چاہو

ہم داغ محبت کا عبث رکھتے ہین دل پر
ممکن نہین ان ماہ جبینون سے وفا ہو

سفاک تری برقِ تبسم کی قسم ہے
چھوٹے سے بھی گر اک دہنِ زخم ہنسا ہو

آجائے اگر یار کی ابرو کا تصور ٭
محراب حرم مین بھی نماز اپنی قضا ہو

وہ دل نہین جس دلمین نہو دردِ محبت
آنکھین وہ نہین تو نہ جن آنکھون مین رہا ہو

کیا دل پہ گذرتی ہے کوئی اوس سے تو پوچھے
جو میری طرح کشتۂ شمشیر ادا ہو

بدلا نظر آتا ہے زمانے کا تجھے رنگ
وہ خون بہائین کہ بدنام حنا ہو

تم وضع کے پابند بہت رہتے ہو وہبی
گو جان بھی جائے مگر الفت کو نباہو

تو قبر پہ میرے سجدۂ شکرانہ ادا ہو
سر میرا اگر آپکے قدمون پہ فدا ہو

چپ چاپ اسی سے ہے روان قافلۂ عمر
ہشیار مسافر ہو اگر بانگ درا ہو

حیران ہون کہ کس چیز سے تشبیہ اوسے دون
زلفون کو کہون مشک ختن تو بھی خطا ہو

دن رات یہی رہتی ہے اب دل مین تمنا
رسّی ہو ترے زلف کی اور میرا گلا ہو

کر مجھسے دمِ قتل بھی اک بات وہ کرین
آب دمِ شمشیر مجھے آبِ بقا ہو

تکرار جو ہو وصل مین ای غیرتِ شیرین
باتون مین تری قند مکرر کا مزا ہو

خود پوچھ لین آپ اوس سے جو کچھ گذری ہی مجھپر
گر دشتِ محبت مین کوئی آبلہ پا ہو

عزت سے شہنشاہ بٹھائین اوسے سرپر
چھوٹا ہوا جو آپکے صدقے مین ہما ہو

ہو ایسی خوشی جان نہ پیکر مین سمائے
پیغام تمھارا مجھے پیغامِ قضا ہو

محشر مین بلایا نہ مجھے سامنے اوسنے
اب دیکھیے کب وعدۂ دیدار وفا ہو

کچھ دیر و حرم پر نہین موقوف ہے وہبی
ہم ڈھونڈھ نکالین جو کہین اونکا پتا ہو

حسرت ہے کہ اس طرح سے جان اپنی فدا ہو
آنکھین سوی قاتل ہون تہِ تیغ گلا ہو

ممکن نہین جو داغ مرے دل سے جدا ہو
پاس اتنا ندامت کا ہو اتنی تو وفا ہو

سینے سے اب آواز نہین آتی ہے دلکی
آنکھون سے لہو ہو کے کہین بہہ نگیا ہو

اوس شوخ پہ جان اپنی نکلتی ہی کہ جسکا
انداز نوکیلا ہو ذرا بانکی ادا ہو

کیا جانے وہ جو ہو نہ سیرِ زلف سی وقف
اوس سے کوئی پوچھے جو گرفتارِ بلا ہو

جاتے ہین ذرا دیکھتا وہ حضرتِ واعظ
بوتل تو بغل مین نہ کوئی زیرِ عبا ہو

اور اتنا نہین کوئی جو لے نقدِ دل اپنا
یہ ہو نہو اے شوخ ترا دزدِ حنا ہو

تجھسے ہی بڑی دل لگی اے دردِ محبت
پہلو سے مرے تو تو نہ فرقت مین جدا ہو

دیوانہ رخ و زلف کی الفت مین ہی وہبی

تبخانے سے ہو کر کہین کعبے نہ گیا ہو

اک طرح کا غم ہو تو کہون پوچھتے کیا ہو
اوس دل پہ فدا جان ہے جس دل مین وفا ہو
خم یان سر تسلیم ہے تم تیغ بکف ہو
جسطرح رقیبون سے بدل تمکو ہے الفت
پچتایا دکھا کر تمھین تصویر تمھاری
کچھ خیر ہے باز آیا ملاقات سے ایسی
دامن سے غبار اپنے نہ جھاڑو مرا ای جان
آزاد اسیران ستم ہونگے سُنا ہے
یون تو ہین سب انسان پہ انسان ہو وہ جسکی
آرائشین اوس شوخ کی سب ہین مری قاتل

شکوہ ہو حیا کا کہ تغافل کا گلا ہو
اون آنکھون کے قربان جن آنکھون مین حیا ہو
مختار ہو جو چاہو کرو پوچھتے کیا ہو
مین بھی جو کسی اور کو یون چاہون تو کیا ہو
مین جانتا ہون تم مری صورت سے خفا ہو
کیا خوب مین چاہون تمھین تم اور کو چاہو
پاس اوسکا کرو کچھ تو جو دامن سے لگا ہو
معلوم نہین کون رہے کون رہا ہو
ہر بات مین لذت ہو طبیعت مین مزا ہو
کاجل ہو کہ لاکھا ہو مسی ہو کہ حنا ہو

تم صحبت زہاد مین وہبی کو نہ ڈھونڈھو
خاک در میخانہ پہ دیکھو نہ پڑا ہو

گویا لب ناز کبد سے جو وہ غنچہ دہن ہو
گر یاد قدِ یار درمِ فکرِ سخن ہو
کیونکر یہ ترے دَور مین ای چرخ کہن ہو
دیوانہ ترا بیڑیان کسواسطے پہنے
جھانکے جو کسی روز مرا غیرت خورشید
گو پاؤن زمین پہ نہین رکھتے ہین چکارے

پھول ایسے جھڑین مُنہ سے کہ گھر رشک چمن ہو
ہر مصرعہ تر رشک شمشاد چمن ہو
ساقی ہو مئے ناب ہو مطرب ہو چمن ہو
جب زلف گرہگیر کی گردن مین رسن ہو
جو تیلی ہے چلمن کی وہ سورج کی کرن ہو
دیکھین جو تری آنکھ ابھی نشہ ہرن ہو

گر آج بھی ہو گل کی طرح وعدہ فردا	تسکین دل بیتاب کو اے عہد شکن ہو
دانتون مین ہی وہ تاب کہ بے آب ہو گوہر	زلفون مین وہ خوشبو کہ خجل مشک ختن ہو
جب دوست ہون دشمن کیطرح درپئے ایذا	کیون شام غریبی نہ مجھے صبح وطن ہو
گھر گور سے بدتر ہو نہو پاس جو وہ ماہ	فرقت مین مجھے چادر مہتاب کفن ہو
سینی کی ہے داغ دل سوزان سی نمایش	گر شمع نہ روشن ہو تو کیا حسن لگن ہو

بے عیب جو ہو فیض سے اوستاد کے وہبی
تو نقد سخن کا مرے عالم مین چلن ہو

دم اعجاز کب تم ناز سی تیوری چڑھاتے ہو	نئی صورت سے تیغ ابروئے پرخم کساتے ہو
یقین ہوتا ہی جب آنکھون مین تم سرمہ لگاتے ہو	کہ شمشیر نگاہ ناز کو پتھر چٹاتے ہو
کہین تم روز راتونکو نہین چھپ چھپ کے جاتے ہو	چلو بس چپ رہو کیون جھوٹی جھوٹی قسمین کھاتے ہو
کیا گر قتل عاشق کو تو پھر اسکی ندامت کیا	اوٹھاؤ سر کو زانو سی عبث شرمائے جاتے ہو
ہماری خاک کی اوسوقت تو ہے دیدنی حسرت	دم رفتار جب تم ناز سے دامن اوٹھاتے ہو
تمہاری بھی سمجھ کچھ ناصحو سب سی نرالی ہے	سمجھتا مین نہین پر تم مجھی سمجھائے جاتے ہو
غضب کو وقت روئے آتشین پر جب عرق آیا	مین سمجھا زہر مین تم خنجر ابرو بجھاتے ہو
ہمارے سامنے چشمک نہین کی تمنے غیرون سی	ادھر دیکھو ادھر منہ پھیر کر کیا مسکراتے ہو
ارادہ آج ہے کس بیگنہ کے ذبح کرنے کا	جو دامن باندھتے ہو آستینونکو چڑھاتے ہو
صریحاً بزم مین غیرونکو تمنے چشم پوشی کی	پھر آنکھون مین تم آنکھین ڈالکر ٹکرائے جاتے ہو
شکر رنجی نہین کیا عاشق و معشوق مین ہوتی	لیے آتے ہین اونکو دم تو کیون گھبرائے جاتے ہو

ہنسی سی ذکر فرقت کا کیا تھا چھیڑ تھی وہ

عبث رو رو کے وحشی اپنی تم آنکھیں سُجاتی ہو

گو اونکے دلمین وصل سی انکار کیون نہو ۔ جا بیٹھنگے ہم ضرور شبِ تار کیون نہو
کافر ہوا ہون اک بتِ ترسا کی عشق مین ۔ مجھکو عزیز رشتۂ زنار کیون نہو
چلمن سے وہ دکھلنے لگے روی آتشین ۔ اب گرم اونکے حسن کا بازار کیون نہو
پیشِ نظر ہے اپنے بہارِ جمالِ یار ۔ ہر گل ہماری نظرون مین اب خار کیون نہو
ہر سالِ فصلِ گل مین پہنتا ہون پیرہان ۔ منت کا رسم ہے یہ سزاوار کیون نہو
ہر دل عزیز آپ کو اللہ نے کیا ۔ یوسف ہزار جان سے خریدار کیون نہو
آتی ہی سانس لینے مین بھی اتتو لب پہ جان ۔ جینا فراقِ یار مین دشوار کیون نہو
اے بت خدا کی شان یہ حسن و جمال ہے ۔ عاشق ہر ایک کافر و دیندار کیون نہو
نظرون سے اپنی تمنے گرا کر سبک کیا ۔ کاندھون پہ میری لاش گرانبار کیون نہو
عنابِ لب کی یاد مین بیمار ہو گیا ۔ مجھکو مفید شربتِ دیدار کیون نہو
کم سن ہین بد مزاج ہین کچھ جانتے نہین ۔ سو بار ایک بوسے پہ تکرار کیون نہو
مجھکو سسکتا چھوڑ کے قاتل چلا گیا ۔ شاباش آفرین ہے ستمگار کیون نہو
بجلی مین جو چمک ہی وہی درد دلمین ہے ۔ آہون کی یہ گھٹا ہے دھوان دھار کیون نہو

وحشی ہوا ہے میرا خمیر آبِ تیغ سے
مجھکو خیالِ ابروے خمدار کیون نہو

آئے جب روے کتابی کے برابر گیسو ۔ لوگ سمجھے کہ ہوے آج پیمبر گیسو
اونکے گیسو سی بھلا کسکے ہون ہمسر گیسو ۔ سنبلِ باغِ جنان سی بھی ہین بہتر گیسو
اتتو دونونکی محبت مین ہی یکسان حالت ۔ مین پریشان ہون تو ہین اونکے بھی ابتر گیسو

اونکے موںھ کو جو چھپایا ہیں ہوا پاس سے قتل
وصل ہیں میرے لیے بنگئے خنجر گیسو

صاف آتا ہے نظر سانپ کا جوڑا مجھکو
کبھی آتے ہیں جو گیسو کے برابر گیسو

کوئی حلقہ نہیں خالی جو گرفتاروں سے
پھیر دیں ہمکو ہمارا دل مضطر گیسو

دیکھیں کتنوں کے ہوں مجموعۂ خاطر ابتر
بکھرے جاتے ہیں سر بزم معنبر گیسو

زلف کا وصف ہے خط میں نہیں کچھ اسکا عجب
بدرے چوٹی کے بنائے جو کبوتر گیسو

قصد صحرا کا جو ہوتا ہے کبھی وحشت میں
ڈال دیتے ہیں مرے پاؤں میں لنگر گیسو

ایک دن چشمۂ حیوان بھی نظر آئیگا
ہیں اگر کوچۂ ظلمات کے رہبر گیسو

غل یہ ہوتا ہے سر شام ہوا چاند گہن
جب کہ ہوتے ہیں نقاب رخ انور گیسو

سچ یہ ہے سانپ خزانہ سے نہیں ہٹتا ہے
گنج اونکا رخ سیمیں ہے تو اژدر گیسو

کبھی بالوں پہ چھڑکتا ہے جو افشاں وہ ماہ
آسمان بنکے دکھا دیتے ہیں اختر گیسو

ڈر یہ ہے کاتب اعمال نہ پھنسجائیں کہیں
اونکے شانوں تلک آئے ہیں لٹک کر گیسو

وعدۂ وصل ہے للّٰلہ نہ ترسائیں مجھے
کیوں نہیں آکے بتاتے ہیں مرے گھر گیسو

جان دی زلف کے سودے میں وصیت ہو مری
اژدھا بنکے ڈسیں قبر کے اندر گیسو

مختلط مار سیہ سے نہیں ہوتے ذی فہم
خوف ڈسنے کا ہے لوں ہاتھ میں کیونکر گیسو

موجزن ہوتا ہے جب حسن کا اونکے دریا
سانپ کیطرح سے رہتے ہیں شناور گیسو

مردے چونکا دیتے ہیں جب ہوتی ہے جنبش انکو
کیوں بپا کرتے ہیں ہنگامۂ محشر گیسو

اندنوں اونکی نئے طور کی صیادی ہے
دام میں لاتے ہیں عاشق کو دکھا کر گیسو

قہر کے مارے ہلے سانپ کی باتیں مجھکو
تا کہ چھو لیں نہ تہ خاک بھی دم بھر گیسو

بوجھ پڑنے سے کمر دوہری ہوئی جاتی ہے
خود پریشان ہیں وہ اپنے بڑھا کر گیسو

اوڑ کے ڈسنے کا مجھے خوف ہے ہر دم وہبی
سانپ کیطرح نکالین نہ کہین پر گیسو

ردیف الہاء ہوز

سنگ در یار کا ہو گا مرے سر کا تکیہ | ناز نینون کے لیے چاہیے پر کا تکیہ
چاندنی مین جو پلنگ آپ نے بھجوایا ہے | چاند سے گالون کو لازم ہے قمر کا تکیہ
مسکرا کر وہ شب وصل یہ فرماتے ہین | کیون ہٹا دیتے ہو ہر وقت ادھر کا تکیہ
ہو نہ کسطرح ترے خال کی قاتل مجھے یاد | جو سپاہی ہین وہ رکھتے ہین سپر کا تکیہ
اسی حسرت مین شب و روز مین سر دھنتا ہون | میرا زانو ہو کہین آپکے سر کا تکیہ
آہی جاتا ہے خیال ایک نہ اک دلبر کا | کیا مرا دل ہے کسی راہ گذر کا تکیہ

شعر گوئی مین ترا نام ہو کیونکہ وہبی
علم کا پاس ہے بستر نہ ہنر کا تکیہ

ردیف الیاء تحتانیہ

زخمی نگہ یار کا یہ دل تو نہین ہے | کیون لوٹ رہا ہے کہین بسمل تو نہین ہے
جب دیکھیے اشکون کا چڑھا رہتا ہے دریا | آنکھ اپنی حباب لب ساحل تو نہین ہے
سچ سمجھون نہ کسطرح ترے وصل کا وعدہ | تقدیر کا لکھا خط باطل تو نہین ہے
جاتا ہے یہ دل کیون طرف کوچۂ گیسو | پوچھو تو کہ مشتاق سلاسل تو نہین ہے
مے پینے مین کیون رند کرین شیخ کی حرمت | میخانہ ہے کچھ واعظ کی محفل تو نہین ہے

بیمار مجھے دیکھ کے کہتے ہین اطبا
ہے عشق بتون کا مرض سل تو نہین ہے

حیران ہون کیون آج ہے یکتائی کا دعوی
آئینہ کہین اونکے مقابل تو نہین ہے

چھٹکی ہے اگر چاندنی کوٹھے پہ بلا سے
پہلو مین مرے وہ مہ کامل تو نہین ہے

کیون کان لگا کر نہین سنتا وہ گل اندام
عاشق کی فغان شور عنادل تو نہین ہے

کیون خون ٹپکتا ہے مری آنکھون سے ہر دم
سینے مین مرا دل کہین بسمل تو نہین ہے

کسطرح سے وہ آئین کہ نالون مین ہمارے
تاثیر ہے لیکن کشش دل تو نہین ہے

بالین پہ وہ آئین تو دم آسانی سے نکلے
جو حل نہوا ایسی مری مشکل تو نہین ہے

کیون غم سے نہ سر اپنا دھنون شمع کی صورت
محفل ہے مگر رونق محفل تو نہین ہے

کسطرح سے ہو بوسۂ رخ ہمکو عنایت
دولت اونھین اللہ نے دی دل تو نہین ہے

رکھا تو قدم تمنے رہ عشق مین وہبی
منزل یہ کہین گور کی منزل تو نہین ہے

ہمتو حلال ہو گئے تیغ نگاہ سے
ملتے ہوئے جب آتے تھے وہ عیدگاہ سے

کسطرح منفعل نہون ایسے گناہ سے
دی ہمنے روئے یار کو تشبیہ ماہ سے

ٹھکرا رہے ہو کاسۂ سر گام گام پر
اٹھکھیلیون کی چال چلو راہ راہ سے

برگشتگی بخت نے چھوڑا نہ وان بھی ساتھ
قاتل نے مجھکو پھیر دیا قتلگاہ سے

رکھ لی پس فنا تری رحمت نے آبرو
روشن ہوئی لحد مری روئے سیاہ سے

خم آگیا جو قد مین اسکا عجب نہین
قاتل نے مجھکو مارا ہے ترچھی نگاہ سے

آمادہ سزا دہ ہوئے تھے بہت مگر
مجبور ہو گئے مرے عذر گناہ سے

روز جزا رہے یہ خیال آپکو ضرور
ہو جائے سامنا نہ کسی دادخواہ سے

ہم خاک چھانین گلیونکی پہلو مین تیرے سبب
ظالم آپکے سہینگے مگر راہ راہ سے

قیصر جنان مین ہو جب آئی مجھے نظر
رویا لپٹ لپٹ کے ترے اشتباہ سے

ہنگام قتل حسرت دیدار رہ نہ جائے
قاتل حلال کر مجھے نیچی نگاہ سے

نالے سے میرے پیر فلک کانپ اٹھا
ہل ہل گئی زمین مرے شور آہ سے

بجلی گرے بشر پہ تو اچھا ہے وہ مگر
خالق بچائے گردش تیغ نگاہ سے

افسوس اک نظر بھی نکی میرے حال پہ
چشم امید تھی مجھے جنکی نگاہ سے

بربادیان سب آپ پہ ہو جائینگی آئینہ
تو پوچھو ہمارا حال اگر گرد راہ سے

ہر اک کے پاس توشۂ اعمال نیک ہے
محروم ایک ہم ہین مگر زاد راہ سے

تخت شہی سمجھتا ہے وہ بوریائے فقر
تیرے گدا نے آنکھ ملائی نہ شاہ سے

ہوتی ہے میرے آگے رقیبون سے چھیڑ چھاڑ
باز آیا اے حضور مین اس رسم و راہ سے

چاہی جہان مدد شہ مردان سے دشت مین
پیدا ہوا سوار وہین گرد راہ سے

سوتے نہین ہو رات کو وہبی تم ایک پل
کیا آنکھ لگ گئی ہے کسی رشک ماہ سے

بچ جائیگی اک آن مین مجھ بیگناہ سے
یہ چشم دشت تھی نہ تمھاری نگاہ سے

دلکی شکست تو لاہی چکی تھی اونھین نگہ
قسمت کیطرح پھر گئے وہ آکے راہ سے

دامن تلک ترے جو نہ پہونچا مرا غبار
رویا لپٹ لپٹ کے تری گرد راہ سے

اتنا تو دیکھیے ہوا پامال کون کون
رفتار ناز چلیے مگر راہ راہ سے

اوسکی گلی مین کہتے ہین افتادگان خاک
یارب کوئی گرے نہ کسی کی نگاہ سے

ای جان ہم پہ اب وہ تمھاری نظر نہین
تم آگے دیکھتے تھے مجھے جس نگاہ سے

اسطرح دل ستانے کیا نہ وہ کبھی
واقف جو ہوتے درد رسیدہ کی آہ سے

اونکو چمک دمک کا جو منظور ہے نکھار
کنگھی تو لین ہلال سے آئینہ ماہ سے

حسرت سے دیکھ تو پھر اوسیطرح اک نظر
کشتہ کیا تھا پہلے مجھے جس نگاہ سے

عالم کیطرح زیر زمین بھی ہے عزم قتل
ثابت ہوا یہ آپکی نیچی نگاہ سے

وہ بدگمان ہون لکھ کر تو دیتا ہون خط مگر
قاصد کو پھیر لاتا ہون ہر بار راہ سے

ہرگز کبھی مزاج سے اونکے نہین گئی
اب بھی وہ دیکھتے ہین تو ترچھی نگاہ سے

جو جو کروگے ہم پہ ستم سب اوٹھائینگے
مطلب ہے مہربان ہمین تو نباہ سے

ٹوٹی ہے صورت دل بیکس جو بار بار
توبہ شکستہ دل ہے مرے ہر گناہ سے

سفاکیان ذرا مرے قاتل کی دیکھنا
آتی ہے الامان کی صدا قتلگاہ سے

ذہبی نوخطون سے خط کی سبب چھٹ گیا ہے دل
یوسف کو کاروان نے نکالا ہے چاہ سے

ایک کے دو دو کے ہونگے چار اوٹھتے بیٹھتے
تیغ ابرو کے جو ہونگے وار اوٹھتے بیٹھتے

اسطرح سے گر نہ اوٹھتا پردۂ شرم و حیا
ہم تمھارے پاس یون کب یار اوٹھتے بیٹھتے

عشق مژگان مین اگر جوش جنون انی ضعف ہے
طے کرینگے وادئی پُر خار اوٹھتے بیٹھتے

حاجت طاعت ہمین محراب کعبہ مین نہین
دیکھتے ہین ابروے خمدار اوٹھتے بیٹھتے

قتل عاشق ہونگے ان بانکی اداؤن پر تری
چلتے پھرتے ایک دو دو چار اوٹھتے بیٹھتے

بدمزاج آگے تھے اتنے بدزبان بھی ہوگئے
گالیان دیتے ہین وہ ہر بار اوٹھتے بیٹھتے

کر لیا وعدہ عبث تیغ نگاہ ناز سے ٭
کب چھپے گا زخم دامندار اوٹھتے بیٹھتے

ضعف سے گو حال اب اپنا ہے مانند غبار
دیکھ ہی لینگے در دلدار اوٹھتے بیٹھتے

خفتگانِ خاک چونک اوٹھتے ہین اے جوشِ جنون
ہوتی ہے زنجیر کی جھنکار اوٹھتے بیٹھتے

یارِ کامل اوس سے کیا سنبھلےگا مین حیران ہون
جب بجکتی ہے کمر ہر بار اوٹھتے بیٹھتے

قتل کرنا ہے تو ابرو کا اشارا کیجیے
کھینچتے ہین آپ کیون تلوار اوٹھتے بیٹھتے

گر نہ آتا دلمین اوس محرابِ ابرو کا خیال
بھولتے وحیؔ نہ یون ہر بار اوٹھتے بیٹھتے

قید اسکی کچھ نہین کعبہ ہے یا بتخانہ ہے
ہر جگہ ہمکو خیالِ جلوۂ جانانہ ہے

لختِ دل ہے لعل آنسو گوہرِ یکدانہ ہے
چشمِ تر اپنی بھی گویا اک جواہر خانہ ہے

مدتون کے بعد ہم پر آج یہ ثابت ہوا
جسکو ہم اپنا سمجھتے تھے وہی بیگانہ ہے

صاف ظاہر ہے نہین رونق مکان کی بے مکین
تو نہو جس دلمین وہ دل بدتر از ویرانہ ہے

ہجرِ ساقی مین نہین بھاتا مجھے دَورِ شراب
گردشِ ایام مجھکو گردشِ پیمانہ ہے

دشمنی بھی دوستی سے یار کی خالی نہین
ظلم وہ کہتا نہین یہ نازِ معشوقانہ ہے

اونکی گردن کا کبھی ہے دھیان آنکھون کا کبھی
پیشِ چشم اپنے کبھی شیشہ کبھی پیمانہ ہے

قاف سے تا قاف ہو کیونکر نہ شہرہ حسن کا
شمعِ عارض پہ تمھارے ہر پری پروانہ ہے

دلمین یادِ حق کے بدلے اِن بتون کی یاد ہے
آگے جو مشہور کعبہ تھا وہ اب بتخانہ ہے

عین وحشت مین ہے اوس روئے منور کا خیال
داغِ سودا اندنون اپنا چراغِ خانہ ہے

چشمِ میگون جبسے دیکھی ہے تری او مستِ ناز
زاہدِ گوشہ نشین بھی ساکنِ میخانہ ہے

عاشقون کا طائرِ دل کیون نہو وحیؔ اسیر
دام ہے وہ زلفِ مشکین خالِ عارض دانہ ہے

جب سے وہ خورشید طلعت رونقِ کاشانہ ہے
چرخِ چارم سے بھی بالا اپنا بالاخانہ ہے

قیس و وامق عاشقی کی رسم سے واقف نہین
آجتک اونکو مری تعلیم اوستادانہ ہے

بے سبب ہرگز نہین ہے یہ مرا سوز و گداز
اندنون اک شمع رو پر دل مرا پروانہ ہے

کیون نہ نکلین شعلہ ہائے آتشین جائے نفس
سوز غم سے سینۂ پر داغ آتشخانہ ہے

میکشی مین وہ تو ہین مشغول وان غیرون کے ساتھ
اور یہان لبریز اپنی عمر کا پیمانہ ہے

ہمصفیرو میری فرقت کا نہ اتنا غم کرو
بس مین ہون صیاد کی جبتک کہ آب و دانہ ہے

حال کی میری کہانی سنکے بولے ناز سے
ہے تو جھوٹا پر بہت دلچسپ یہ افسانہ ہے

زاہد الازم ہے یہ دل مین رہے اوس بت کی یاد
فائدہ کیا ہاتھ مین گر سبحہ صد دانہ ہے

ایک آتا ہے تو فوراً دوسرا لیتا ہے راہ
کیا سرائے دار فانی بھی مسافر خانہ ہے

ہمتو کوئے یار سے باہر نہین رکھتے قدم
قیس جو صحرا مین رہتا ہی عجب دیوانہ ہے

وصف لکھتا ہون جو مین اونکی نشیلی آنکھ کے
آج رفتار قلم مین لغزش مستانہ ہے

اسمین ہو جاتا ہی وہبی جان کا پہلے ضرر
عشقبازی مہربان کیا بازئی طفلانہ ہے

عشق ابرو کا ہوا زلف رسا سے پہلے
کیا تماشا ہے کہ مرتے ہین قضا سے پہلے

دست رنگین کا لیا بوسہ اگر چوری سے
ہاتھ بندھوائے مرے دزد حنا سے پہلے

اوسنے پوشاک پنہانے کا یہ انعام دیا
ڈال لی دل مین گرہ بند قبا سے پہلے

یون نہ ہاتھ آئیگا ہرگز کسی جانباز کا دل
کیجیے کچھ تو وفا مشق جفا سے پہلے

کر دیا درد جدائی نے یہان کام تمام
ہم بلاتے ہی رہے اونکو قضا سے پہلے

سنگ جانان کا یہ احسان نہ بھولون کا کبھی
ہڈیان کھائین مری آکے ہما سے پہلے

مشکلین نزع کی ہو جائین سب آسان ابھی
لطف فرمائین اگر آپ قضا سے پہلے

جذبِ الفت کی ہے تاثیر کہ ہاتھون مین ترے
بچ گیا خون مرا رنگِ حنا سے پہلے

کھینچے رخسارِ منور سے اولٹے گا نقاب
پوچھ تو لیجیے آپ اپنی حیا سے پہلے

غیر کوئی نہین تکلیف نہ دو حیلے کو
ہاتھ کاندھے پہ رکھو نغزشِ پا سے پہلے

جب چلا قافلہ یارون کا سوے ملکِ عدم
ہمین تیار ہوئے بانگِ درا سے پہلے

عمر تو اوسکی بہت طول ہے مجھ سے لیکن
جھک گئی میری کمر زلفِ دوتا سے پہلے

خضر کو وادئ وحشت مین رکھنا تھا قدم
پوچھ لینا تھا کسی آبلہ پا سے پہلے

اس بحر وسے یہ گنہ کرتے ہین وہبی ہم رند
رحم کرتی ہے عطا اوسکی خطا سے پہلے

نہ بھولا یاد کبھی دل سے باغبان میری
تلاش مین رہا ظالم کہان کہان میری

جو اپنے پھول سے رخ کا سمجھتے ہین بلبل
ہزار کانون سے سنتے ہین داستان میری

وہی طرح سے نہو جاے تو بھی دیوانہ
نہ کھائیو سگِ دلدار ہڈیان میری

نکالے موںھ سے نہ اک بات بھی کوئی عاشق
سوالِ وصل پہ کھینچی گئی زبان میری

وفاے وعدۂ وصلت پہ وہ یہ کہتے ہین
چہ خوش پکڑنے لگے آپ بھی زبان میری

کٹے ہی جاتے ہین سن سن کے شعر سب حاسد
زبان تیغِ نگہ ہو گئی زبان میری

حجاب آئیگا گر موںھ سے میرے کچھ نکلا
بس اب زیادہ نہ کھلوائی زبان میری

خیالِ موے کمر مین ہوا ہون زار ایسا
کہ موے سر مرے بنتے ہین ہڈیان میری

تمیز کچھ بھی نہ آیا اگرچہ بلبل کو
ہزار بار سکھائی گئی زبان میری

گناہ کیا جو شبِ وصل کا سوال کیا
مثالِ شمع نہ کٹوائیے زبان میری

بتون کا عشق نہ یادِ خدا ہوئی دم بھر
تمام عمر ہوئی مفت رائگان میری

لکھا ہی کرتا ہون تعریف اونکے جوبن کی
مین ہون ضعیف طبیعت تو ہے جوان میری

قدِ خمیدہ و نشانہ بناؤ مژگان کا
تمھارے تیر کے لائق ہے یہ کمان میری

قلق کے فیض کی تاثیر ہے یہ اے وہبی
پسند کرتے ہین اہلِ سخن زبان میری

کہتے ہین وہ قد اپنا دکھایا نکرینگے
ہم سروکو جھنڈے پہ چڑھایا نکرینگے

جاتا ہون جو دم بھر کہین فرماتے ہین مجھسے
اوٹھوگے جو تم یون ہی تو آیا نکرینگے

فرماتے ہین تنگ آکے نزاکت سے وہ ہربار
اب ہم تری آغوش مین آیا نکرینگے

لاتے ہین مجھے دام محبت مین یہ کہکر
لو آج سے ہم اپنا پرایا نکرینگے

عاشق ہوے وہ بھی تو ہوئی ہمکو یہ امید
اب دل کسی عاشق کا دکھایا نکرینگے

مستی کا تو کیا ذکر ترے سوگ مین وہبی
بھولے سے کبھی پان وہ کھایا نکرینگے

وہ خلوت ترک کر کے بزمِ عالم مین اگر آئے
تو ہم بھی شمع کی صورت سراپا بنکے سر آئے

معطر ہوکے زلفِ عنبرآگین سے اگر آئے
تو متوالے کی صورت جھومتی بادِ سحر آئے

وہ ان روزون بہت قطعِ محبت پر ہین آمادہ
عجب کیا گر جواب نامہ مین قاصد کا سر آئے

بتون کے عشق سے حاصل ہوا عشقِ خدا ہمکو
تماشا دیکھو ہم گمراہ ہو کر راہ پر آئے

وہ ہون بیتاب گر دکھلاؤن اپنے دل کی بیتابی
فلک تو زیر پا ہو اور زمین بالائے سر آئے

گئے ہین شام سے تا صبح مین زاری فرقت مین
مرے گھر ایک شب بھی تم نہ اے رشکِ قمر آئے

مین یہ سمجھون کہ میرے دام مین عنقا پھنسا اگر
دمِ فکرِ سخن گر ہاتھ مضمون کمر آئے

گنہگارونکو جب مقتل مین اوس قاتل نے بلوایا
وہ مجرم ہین کہ ہم پہلے جھکائے اپنا سر آئے

ارادہ تھا صنم خانے کا ہم کعبے میں آ نکلے
کہاں جانا تھا ہمکو تجھو کر رستا کدھر آئے

گلو نے خشک ہمنے رکھدیا شمشیر قاتل پر
لگی دل کی بجھائی جو کہ کرنا تھا وہ کر آئے

کسی صورت دل بیتاب کی تسکین نہین ہوتی
وہ گر آتے نہین تو پھر کے یارب نامہ بر آئے

ابھی تو پانی پانی ہو کے بہجائے ندامت سے
ہماری چشم تر کے گر مقابل ابر تر آئے

کھلے گر چشم وحدت بین دوئی کا دور ہو پردہ
نہ کوئی دوسرا ہمکو سوا تیرے نظر آئے

بتوان انکو تجھو آدمی تعجب نہین ہوتا
کہان سے ہجر کے صدمے اوٹھائے کو جگر آئے

ترے زخمی کو آخر جانفزی نے مار ہی رکھا
ہماری موت آئی تم نہ لے رشک قمر آئے

بجز راحت گور ہین ہروہ کہان تھی دہر فانی مین
بڑی وہبی مسافت کر کے ہم اپنے گھر آئے

پھانسی کے لگے گلے ہے مرے حسن و آواز کی
کیا شان سے بعید ہے اس بے نیاز کی

ہم رند بھی ہے کرتے ہین میخانے کی طرف
حاجت وضو کی ہے نہ ضرورت نماز کی

پاس اپنے اس غریب سے اونکو بٹھا لیا
کچھ کان مین کہونگا یہ ہے بات راز کی

جب عشق مین کسیکے تھا رابھی دل جلے
تب قدر ہو تمھین مرے سوز و گداز کی

عشق صنم سے عشق خدا ہو گیا مجھے
ہوتی ہے زاہد و یہ حقیقت مجاز کی

جنکے سبب سے آپ ہوئے مجھ سے بدگمان
باتین گڑھی ہوئی ہین کسی فتنہ ساز کی

للہ رحم کیجیے وہبی کے حال پر
ہمکو قسم ہے غمزے کی عشوے کی ناز کی

جل بجھتی ہے کیون شمع کیا دل سے لگی ہے
بیشک اسے تو یار کی محفل سے لگی ہے

کیون سست تقبضہ نہین پھر ہوتا ہے قاتل
ہیہات ابھی گردن تن بسمل سے لگی ہے

کیا شوقِ شہادت ہے کہ ہر لحظہ مری آنکھ
مچھلی کی طرح بازوے قاتل سے لگی ہے

نازاں نہو مجنوں بہت آتشِ قدمی پر
تلووں سے وہاں اور یہاں دل سے لگی ہے

بوسہ حجرِ کعبہ کا منظور ہو کسکو
نیت تو مری یار ترے تِل سے لگی ہے

بگڑا ہے مزاج اونکا بلاتا ہوں قضا کو
بنجائے کہیں جان پہ یہ دل سے لگی ہے

اک بوسے کے دینے پہ وہ لیتے ہیں مرادل
اس جنس کی قیمت بڑی مشکل سے لگی ہے

ہے عشقِ حقیقی کی بنا عشقِ مجازی
سیدھی ہے یہی راہ کہ منزل سے لگی ہے

کیوں حُب کی تمنا میں کروں منتِ عامل
وہ آپ چلے آئینگے گر دل سے لگی ہے

ہر پردۂ چشم اتنو سراپردہ ہے اونکا
آنکھ اپنی سدا پردۂ محمل سے لگی ہے

اک وہ ہیں کہ لیتے نہیں بھولے سے مرا نام
اک میں ہوں کہ یاد اونکی مرے دل سے لگی ہے

وہبی جو گنا کرتے ہو تم رات کو تارے
کیا آنکھ کسی ماہ شمائل سے لگی ہے

تمھاری بزم میں دیکھیں کب اپنی بار آئے
جو اوٹھ کے دو گئے پہلو سے اور چار آئے

جو فصلِ گل کی دعا مانگیوں ہوں وہ سبز قدم
تو لیکے تازہ شگوفہ کوئی بہار آئے

نمود سینے پہ پستاں ہوئے تو ہم سمجھے
نہال قامتِ دلکش ہیں اونکے بار آئے

کوئی شریک برے وقت کا نہیں سچ ہے
عدو تو کیا نہ مرے کام دوستدار آئے

کوئی تو ایسی بھی چال ابلقِ سپہر چلے
فقیر خانہ میں جو خود وہ شہسوار آئے

کیا نہ وعدہ وفا بھول کر بھی کوئی کبھی
تمھارے قول کا پھر کیونکر اعتبار آئے

بنادے ایک فلک اور ابھی تہِ افلاک
تعلیوں پہ ہمارا اگر غبار آئے

وہ ہم اسیرِ قفس ہیں کہ مرکے چھوٹیں گے
ہمیں ہے ایک خزاں آئے یا بہار آئے

میں نقدِ جان ابھی انعام مین دون قاصد کو
جو لیکے خوشخبری وصالِ یار آئے

وہ آئنہ جو لگے دیکھنے تو مین نے کہا
تمھین بتاؤ نہ کسطرح تم پہ پیار آئے

چڑھایا کرتے تھے تم جسپہ تیوریان کل تک
لحد مین آج اوسے لوگ سب اوتار آئے

ہمارے دلمین کسی سے نہین کدورت ہے
یہ آئنہ وہ نہین جسمین کچھ غبار آئے

نہ دی کسی نے ترے گل سے گالون کی بوباس
چمن مین پھول بھی ہر رنگ کے ہزار آئے

کوئی تو ایسا بتائے علاجِ دردِ فراق
کہ جس سے اس دلِ بیتاب کو قرار آئے

رہے نہ ہوش مین لڑتے ہی آنکھ ہم ایسے
ترے قریب مین اے چشمِ مستِ یار آئے

دھرا نہین جگرِ دردمندِ عشق پہ ہاتھ
حضور گور پہ حاتم کی لات مار آئے

عدم سے آنے کا مطلب نہ تھا کچھ اور مگر
برائے سیرِ تماشائے روزگار آئے

مرے بتانے کو کہتا ہے بار بار وہ شوخ
کہ کوئی جاکے ذرا دیکھنا کہار آئے

غرور جیسن کہان تک چھپاتے پھرئیے گا منہ
بہت قریب ہین وہ دن بھی اے نگار آئے

کرینگا عرض یہ محشر مین جب طلب ہونگا
کہ تیرے آگے ترا ایک گناہگار آئے

جناب پیرِ مغان کا کرینگے دھوم سے عرس
ہم اپنے آپ مین اے دل جو ابکی بار آئے

سنا ہے نقدِ دل اپنا بھی حضرتِ **وہبی**
قمارخانۂ الفت مین جاکے ہار آئے

ظلم کا غم نہ شکایت مجھے بیداد کی ہے
کچھ اگر ہے بھی تو بیرحمی جلاد کی ہے

داغِ الفت کا لیے جاتے ہین ہم سوے عدم
ساتھ سوغات یہ اس گلشن ایجاد کی ہے

حکم چپ رہنے کا صیاد عبث دیتا ہے
مجھ مین طاقت ہی نہین نالہ و فریاد کی ہے

حوصلے دل کے نکالین ابھی ہم تو لیکن
دیر اے جانِ جہان آپکے ارشاد کی ہے

جب اوٹھا کوئی بگولا تو یہ مجنون نے کہا
خاک برباد کسی عاشقِ ناشاد کی ہے

سخت جانی نے مجھے قتل سے رکھا محروم
کچھ نہ خنجر کی خطا اسمین نہ جلّاد کی ہے

شعر بھی اپنے اوسیطرح سے رکھتا ہون عزیز
جسطرح دل سے محبت مجھے اولاد کی ہے

کوہِ غم سینے پہ جسطرح اوٹھایا ہمنے
ایسی ہمت نہ تو وامق کی نہ فرہاد کی ہے

موم دل ہوگئے پتھر کے کلیجے والے
دھوم عالم مین مرے نالہ و فریاد کی ہے

منہ سے بولون تو گلے پر ابھی پھر جائے چھری
اُف نکرنا یہ اجازت مرے صیّاد کی ہے

قید سے چھوٹے تو مدت ہوئی ہوتی مجھکو
پر ہون مجبور کہ الفت مجھے صیّاد کی ہے

آج رک رک کے مری حلق پہ کیون چلتا ہے
آب کیا اور تری ہوئی خنجرِ فولاد کی ہے

اونکی مژگان کا تصور جو رہا کرتا ہے
ہر رگ و پے مین خلش نشترِ فصّاد کی ہے

نہ کبھی شوخیون کی وجہ سے تیری تصویر
کچھ خطا اسمین نہ مانی کی نہ بہزاد کی ہے

ہوش اوڑتے ہین اگر نام کبھی لیتا ہون
دلمین خواہش جو مرے ایک پریزاد کی ہے

گرز کا حلق پہ مجھ تشنہ گلو کے تو پھیر
آبرو کچھ بھی نہین خنجرِ فولاد کی ہے

شادئ وصل کا سامان بھی نظر آئے کبھی
مدتون سے یہ تمنا دلِ ناشاد کی ہے

بے سبب عشقِ حسینان سے نہین باز آیا
ظلم کی تاب نہ طاقت مجھے فریاد کی ہے

کیون سخندانون مین وہبی نہون مین نام آور
حال پر میرے عنایت مرے اوستاد کی ہے

شام کو گر وہ نقابِ رخِ انور اولٹ لے
جاتے جاتے سوی مشرق شہِ خاور اولٹ لے

اونکی دیوار کا سایہ ہے ہمین تختِ شہی +
بیٹھے ہین مسندِ کمخواب و مشجر اولٹ لے

دشتِ وحشت مین جو اک روز ہوا میرا ساتھ
دو قدم جاکے پھرے خضر بھی پیر اولٹ لے

طفلِ نوخط کی یہی شوخیاں کرتی ہیں حلال
خط میں بھیجے ہیں کبوتر کے مجھے پر اولٹے

تو اگر آئے تو ہو جامِ تمنا لبریز
محفلِ عیش میں ہیں شیشہ و ساغر اولٹے

کب تلک ہوتا ہے خورشیدِ قیامت طالع
دیکھیں کس روز نقاب اپنی وہ دلبر اولٹے

سخت جانی کا برا ہو کہ شہادت نہ ملی
بل پڑے سیکڑوں ہر دم دمِ خنجر اولٹے

تم پھرے کیا کہ پھری ساری خدائی مجھ سے
اے ہتو مجھسا کسیکا نہ مقدر اولٹے

کششِ دل نے اب اتنی تو دکھائی تاثیر
جاتے جاتے وہ پھر آتے ہیں مرے گھر اولٹے

سخت جانی سے یہی سوچ ہے مجھکو دمِ قتل
چھلکے گردن پہ نہ قاتل دمِ خنجر اولٹے

روؤں تقدیر کے لکھے کو نہ کیونکہ وسیؔ
یار لکھتا ہے مجھے شکوے کے دفتر اولٹے

نہ کٹوں گا میں کبھی یاروں کی تدبیروں سے
عاشقِ زلف ہوں جکڑو مجھے زنجیروں سے

میں نہ چھوڑوں گا طوافِ درِ مینا نہ کبھی
باز آؤں گا نہ ناصح تری تقریروں سے

طائرِ جان کے لیے شہپرِ پرواز نہیں
ہاتھ لگجائیں جو پر مجکو ترے تیروں سے

لعل کا دل لبِ لعلیں سے نہ خون ہو کیونکہ
چھین لیتے ہیں ترے دانت چمک ہیروں سے

آجتک دامنِ فتراک سے کھولا نہ اونھیں
کیا عداوت ہے مرے ترک کو نخچیروں سے

آ خدا کے لیے جاتی ہے مری جانِ حزیں
اب تو تسکین نہیں ہوتی تری تحریروں سے

محو رہتا ہوں تصور میں رخ و ابرو کے
کام کعبے سے نہ کچھ دیر کی تصویروں سے

چھید ڈالے دلِ عشاق دکھا کر ابرو
کام تیروں کا لیا ترک نے شمشیروں سے

آپ کیوں چار نہیں کرتے ہیں آنکھیں مجھ سے
خود میں نادم ہوں شبِ وصل کی تقصیروں سے

آنے دو زوروں پہ تم فصلِ بہار آتی ہے
صاف دیوانے نکل جائینگے زنجیروں سے

دھجیان کر کرکے تری زلف کا مجھ وحشی نے
اک نیا سلسلہ پیدا کیا زنجیرون سے

دن جوانی کے ہین ڈرتا ہون نہ سو جائے کہین
وصل کی رات ملی ہے بڑی تدبیرون سے

تیرے اک جلوے نے بیہوش کیا ہے ورنہ
آنکھ جھپکی نہ کبھی طور کی تنویرون سے

سونے پایا نہ شب وصل لپٹ کر اوسنے
چلگئی مجھ پہ چھری شیخ کی تکبیرون سے

حکم ہے بزم مین اوس گل کا عنادل کو ہی
کترین گل شمع کے منقار کی گلگیرون سے

جنکے جورون سے جہان ہو تہ و بالا وہبی
سابقہ مجکو پڑا ہے اونھین بے پیرون سے

تابکے وعدۂ فردا کی ہے اے یار مجھے
آج ہی اپنا دکھا دیجیے دیدار مجھے

اے جنون ہوگی نہ صحت کبھی زنہار مجھے
جو مرض قیس کو تھا ہے وہی آزار مجھے

مین وہ گریان ہون کہ دنیا سے جو اوٹھ جاؤنگا
روئیگی بیٹھ کے اوس شوخ کی دیوار مجھے

بندۂ بے درم اوسکا ہون مجھے عذر ہے کیا
بیچ دے گر مرا یوسف سر بازار مجھے

پاؤن چھوتا ہون تو کس ناز سے کہتا ہے وہ بت
کیون خدا کے لیے کرتے ہو گنہگار مجھے

ہون وہ مشتاق لگالون مین گلے سے اوسکو
نظر آئے جو برہنہ تری تلوار مجھے

ناز کرتا ہون محبت پہ تو فرماتے ہین
اک زمانے مین تمھین کرتے ہو کیا پیار مجھے

کیا قیامت ہے کہ وہ چلتے ہین تلوار کی چال
قتل کر ڈالیگی یہ تیزی رفتار مجھے

اپنی آنکھون پہ بٹھاتے ہین وہ مجکو وہبی
چشم بیمار کا جو سمجھے ہین بیمار مجھے

تیر نگہ کسیکا مقر نظر مین ہے
کچھ رات سے کھٹک سی مرے زخم جگر مین ہے

گم صورت نظر ہے وہ کسکی نظر مین ہے
معدوم ہے وہ خود جو خیال کمر مین ہے

صبحِ شبِ وصال قیامت سے کم نہین
اندازِ صورِ نالہ مرغِ سحر مین ہے

چھوٹی نہ اوس سے میری جبین کاہ کی طرح
تاثیر کہربا کی ترے سنگِ در مین ہے

وہ اپنے گھر چلے تو اک اندھیر ہو گیا
مانندِ شامِ ہجر سیاہی سحر مین ہے

دل مین جو ہے تصورِ حسنِ رُخِ ملیح
لذت کباب کی مرے لختِ جگر مین ہے

مستون سے بچ کے جائیگی بنت العنب کہان
سب تاک مین ہین اوسکی وہ سبکی نظر مین ہے

بادام کو سمجھتا ہون مین چشمِ مستِ یار
کچھ فرق اندازون مرے نورِ نظر مین ہے

پیری مین بیچ ہی کچھ بھی نہین لطفِ زندگی
کافور حسن نور چراغِ سحر مین ہے

وہبی خزانِ ہجر مین بھاتی نہین بہار
خوشبو نہ پھول مین ہے نہ لذت ثمر مین ہے

چشم جلوے سے ترے پُر نور ہے
آنکھ کا ڈھیلا بھی سنگِ طور ہے

ان بتون کا جب سے رہتا ہے خیال
سنگِ غم سے شیشۂ دل چور ہے

مجھ سے کچھ نسبت نہین فرہاد کو
مین ہون عاشق اور وہ مزدور ہے

چار آنکھین بھی نہ کین ای شاہِ حسن
دل کے لینے کا یہی دستور ہے

روز و شب روشن نہین شمس و قمر
جلوۂ رخسارۂ پُر نور ہے

عزم کیا شبخون کا ہے عشاق پر
مانگ مین قاتل کے کیون سیندور ہے

آنکھ کی پتلی بنایا یار کو
سات پردون مین وہ اب مستور ہے

یاد مین ساقی کے روتے مین مدام
اشک کا ہر دانہ اک انگور ہے

عاشقِ رخ کو ترے جنت مین بھی
کب تمنائے جمالِ حور ہے

جان بلب ہون وہ صنم آتا نہین
ہے اجل نزدیک عیسی دور ہے

آفتابِ حشر کہتے ہین جسے
نورِ شمعِ حسنِ روئے یار ہے

وہ مرا داغِ تنِ محرور ہے
داغِ دل رشکِ چراغِ طور ہے

اوسکی زلفون پہ گرہ وہبی نظر
کسقدر طولِ شبِ دیجور ہے

ہون دفن مرکے کوچۂ جانان کے سامنے
بلبل کا آشیان ہو گلستان کے سامنے

شرمائے اشکِ خون سے گلِ تر بہار مین
رنگِ چمن اوڑا مرے دامان کے سامنے

قمری کھڑیا بگل نظر آتا ہے شرم سے
شمشاد میرے سروِ خرامان کے سامنے

گر خطِ سبز لب پہ ترے خضر دیکھ پائے
پھر منہ کرے نہ چشمۂ حیوان کے سامنے

نظرون مین جوہری کے خذف ریزے بن گئے
لعلِ جگر ترے لبِ دندان کے سامنے

دیکھے جو اوس پری سے تجھے گرم اختلاط
بلقیس منہ کرے نہ سلیمان کے سامنے

موسی نہین جو آنکھ جھپک جائیگی مری
آئین حضور دیدۂ حیران کے سامنے

روتے ہین ہم ادھر وہ ادھر ہنستے ہین کھڑے
بجلی چمک رہی ہے یہ باران کے سامنے

صدقے وہ سر کے ہوگا ابھی کیسی ہمسری
کھولو تو بال سنبلِ پیچان کے سامنے

گھنڈی پہ ہو قبا کے نثار اخترِ فلک
سجدے کرے ہلال گریبان کے سامنے

آگے مرے رقیب کو دیتے ہو گالیان
فقرے یہ کیجیے کسی نادان کے سامنے

اے گل چمن مین بات کی بلبل کو کیا مجال
غنچے نہ کھولین منہ لبِ خندان کے سامنے

موسی کیطرح تمکو بھی آئے نہ غش کہین
وہبی نجاؤ عارضِ تابان کے سامنے

تو نہ لپٹے جو مرے سینے سے
موت بہتر ہے ایسے جینے سے

کاہش غم سے بنگیا ہون ہلال
تم نہ آئے کبھی مہینے سے

دو نہ تکلیف اسکو سینچنے کی
چاک دل بڑھ گیا ہے سینے سے

دل سے کسطرح جاے یاد اوسکی
کب جُدا نام ہو نگینے سے

تیرہ بختی کا آسمان سے گلا
کیا مخاطب ہون مین کمینے سے

مجھ سے لپٹا وہ رشک گل شب وصل
عطر کی آئی بو پسینے سے

نہین پہلو مین گر وہ جان جہان
باز آیا مین ایسے جینے سے

ابھی موقوف ہو تڑپ دل کی
تم جو لپٹو ہمارے سینے سے

دوست دشمن نظر مین یکسان
دل جو ہو جاے صاف کینے سے

کسطرح سر کے روے یار سے زلف
سانپ اوٹھتا نہین خزینے سے

دور بٹھلایا ہمکو غیرون کو پاس
گر بلایا تو اس قرینے سے

عشق مین سیر ہو گئے وہبی
غم کے کھانے لہو کے پینے سے

جو مر کے مٹے ترے کوچے سے فرد ہوکے اوٹھے
غبار دل نہ بنے گرچہ گرد ہوکے اوٹھے

رہا نہ عشق مین راحت طلب مزاج اپنا
جو ہم جہان سے اوٹھے اہل درد ہوکے اوٹھے

تمھاری تیغ شرر ابھی لوہا مان گئی
ہم ایسے تڑپے کہ مقتل سے سرد ہوکے اوٹھے

جو بیٹھے کوچۂ جانان مین ہم تو مثل غبار
اوٹھے تو سینۂ بیکس کا درد ہوکے اوٹھے

جو آپ حسن مین یکتاے روزگار ہوئے
تو ہم بھی عشق مین دنیا سے فرد ہوکے اوٹھے

حضور مجھ سے جو کچھ گرم اختلاط ہوئے
رقیب محفل عالی سے سرد ہوکے اوٹھے

بنے وہ ناقۂ لیلی کا پردۂ محمل
غبار سینۂ مجنون جو گرد ہوکے اوٹھے

تری گلی میں ہوا اپنا خاتمہ بالخیر
مثال قیس نہ صحرا نورد ہو کے اوٹھے

بنایا ضعف نے وہبی وہیں پہ بستر خاک
جو ہم کبھی قدِ آدم بھی گرد ہو کے اوٹھے

جو یادِ زلف و رخِ گلعذار آتی ہے
نظر دو رنگی لیل و نہار آتی ہے

برنگِ گل نہوں جامے سے کس روش باہر
چمن میں وہ موسم ہے فصلِ بہار آتی ہے

مزا فراق میں دیتا ہے وصل یار کا ذکر
کہ یادِ لذتِ بوس و کنار آتی ہے

یہ کس کی زلفِ معنبر کھلی دمِ گلگشت
چمن سے آج صبا مشکبار آتی ہے

تڑپ تڑپ کے جو کاٹا بھی ہمنے روزِ فراق
تو پھر بلائے شبِ انتظار آتی ہے

نہ وصل ہوگا تو ہوگا وصال ہی اپنا
کہ ڈھونڈھنے کو قضا بار بار آتی ہے

امیدِ قتل میں کہتے ہیں دیکھیے اے دل
ہمارے کام پہ کب تیغِ یار آتی ہے

نہیں ہم اونہیں جو ہاتھوں سے زاہدوں کے منڈیں
ہمیں بھی شیخ کی پگڑی اوتار آتی ہے

غمِ فراق کبھی لذتِ وصال کبھی
کبھی خزان کبھی فصلِ بہار آتی ہے

اونھیں تو وصل کی شب بھی حیا ہے دامنگیر
نہیں نہیں کی صدا بار بار آتی ہے

جنون بڑھ گیا دل کا شگفتگی کیسی
کہ جان لینے کو میری بہار آتی ہے

کھلا ہی زلف کی تاروں سے زخمِ دل شاید
کہ بوئے نافۂ مشکِ تتار آتی ہے

تمھارے آنے سے بالیں پہ اے مسیحا دم
تنِ شہید میں پھر جانِ زار آتی ہے

اسے بھی شوقِ قدمبوس کیا ہے میری طرح
جو بڑھ کے پاؤں تلک زلفِ یار آتی ہے

لحد میں سوئیے کسطرح چین سے وہبی
کہ یادِ پرسشِ روزِ شمار آتی ہے

تلاش آپکی مجھکو کہان نہین باقی
زمین کا ذکر تو کیا آسمان نہین باقی

مدروغگوئی کے انداز ہین وہی ابتک
ہنوز ہے وہی اوّل کی ہان نہین باقی

کدھر کو جاے یہ دیوانہ خاک اوڑاتا ہوا
نشان گرد سپہ کا روان نہین باقی

مدار ہیچ کیا مطمئین آنے سے میری میت پہ
کہ ابتو سانس بھی او رید گمان نہین باقی

روان ہم ہے صحرا سے مرغ شبخوان تک
سر مزار کوئی نوحہ خوان نہین باقی

ہماری آنکھون مین آ بیٹھو گھر تمھارا ہے
اگر حجاب حیا درمیان نہین باقی

ذلیل کر چکے رسوا کیا ہلاک کیا
ہمارا ابتو کوئی امتحان نہین باقی

حسین کوئی نہین لیتا کوڑیون کے مول
متاع دل کا رہے قدردان نہین باقی

ہماری عمر کا پیمانہ بھر ہو بے صہبا
جو تول او ٹھے کہین پیر مغان نہین باقی

چھپاؤن راز محبت کہانتک اے وہی
جگر مین طاقت ضبط فغان نہین باقی

لگادی آگ او سوز نہانی
دکھادی گرمی عشق جوانی

ترے دیدار پر بخشش ہین جانی
سمجھتے ہین وہ رد لن ترانی

خضر نے کی جو تنہا زندگانی
بلا کیا لطف عمر جاودانی

سنا کچھ ایسا کانٹون کی زبانی
بھر آیا آبلون کے منہ مین پانی

کروگے ذبح گر تم بے رخی سے
گلے مین اٹکے گا خنجر کا پانی

عجب کیا ہے جو دنیا ترک کرکے
لحد پر میرے آ بیٹھے جوانی

اسیر زلف ہین سب دائم الحبس
انھین جانا پڑیگا کالے پانی

بہت مشکل ہے دل لینا کسیکا
ابھی سیکھو طرز دلستانی

بجیے بے یار ہم دنیا مین تو کیا — نہین درکار ایسی زندگانی
یقین ہے بعد میرے اے ضعیفی — مرا ماتم کرے میری جوانی
جو اونکے حسن کی کرتا ہون تعریف — تو کہتے ہین تمھاری قدردانی
رہے سرسبز باغ دہر مین تو — پھلے پھولے ترا نخل جوانی
اوٹھا کر آنکھ کیا دیکھین کسیکو — کہ ساتھ اپنے ہے اونکی بدگمانی
ادب دان محبت جانتے ہین — سگ جانان کا طرز میہمانی
بنے کانٹون سے سارے تلوے غربال — یہ صحرائے جنون کی خاک چھانی
رنگو گر رنگ زرد عاشقان مین — تو زیبا ہو لباس زعفرانی
رہے شو لی ہی پر ہم عشق قد مین — اوٹھایا تجھپہ نہ خط دار فانی
لحد پر میری لا آنا کون دو پھول — چراغ قبر نے کی گلفشانی
کرینگی بعد میرے عندلیبین — بجائے نغمہ سنجی نوحہ خوانی
نہ مجنون ہے نہ وامق ہے نہ فرہاد — سنائین کسکو ہم اپنی کہانی
ہوئی اپنی خزان تب ہم یہ سمجھے — بہار زندگانی تھی جوانی
کیا تا دیر قاتل کا نظارہ — ترا ممنون ہون اے سخت جانی
جو مجھ غمکیش کی صحبت مین آئے — بہت رنجیدہ ہو گی شادمانی
مین اک رنگ طلائی کا ہون کشتہ — کفن بھی مجھکو دینا زعفرانی
غنیمت سمجھو اسکو اے حسینو — بڑی دولت ہے حسن نوجوانی
نہ اوٹھے مرکے بھی کوئے صنم سے — بڑے کام آئی اپنی ناتوانی
تجھے دیکھا جو گلگشت چمن مین — تو با چھین کھل گئین غنچون کی جانی

نرکھہ امید راحت اوس سے وہبی
جسے منظور ہو ایذا رسانی ⁂

بعد مردن رحم اے گلچین مقرر چاہیے
برگ گل کی قبر پر بلبل کے چادر چاہیے

شوق کہتا ہے کہ جاکر کوچۂ سفاک مین
آزمانا اِندلون اپنا مقدر چاہیے

بہر قتل عاشقان مضطرب او کینہ جو
نوک مژگان کی سنان ابرو کا خنجر چاہیے

باغ جنت کی ہوا مجکو خوش آتی کچھ نہین
گلشن کوئے صنم مین اپنا بستر چاہیے

شانۂ زلف یار مین ہو اس دل صد چاک کا
گوش دلبر کو مرے اشکون کے گوہر چاہیے

شیشۂ دل چور ہو لیکن نہ نکلے منہ سے آہ
عشق بت مین صبر کا چھاتی پہ پتھر چاہیے

حال بیتابی دل لکھا ہے طفل شوخ کو
قاصدی کے واسطے لوٹن کبوتر چاہیے

ہجر مین مجکو نہین درکار فرش مخملی
استراحت کو مرے کانٹون کا بستر چاہیے

دیدۂ تر سے ہمارے ہے بپا طوفان اشک
کشتئ افلاک کو ان روزون لنگر چاہیے

بادہ نوشی کے لیے آیا ہے وہ گل باغ مین
غنچے مینا کی جگہ پھولون کے ساغر چاہیے

یاد مژگان مین رواں آنکھون سے ہے خون جگر
فصد کو میرے کب اے فصاد نشتر چاہیے

لے چکا ایمان و دل عقل و خرد تاب و توان
اور کیا اب تجکو اے شوخ ستمگر چاہیے

پھوٹنے دو ابھی تم کلیان جو آئی ہے بہار
اضطراب اتنا نہ اے مرغان بے پر چاہیے

دل مین رکھتا ہون تصور چشم میگون کا مدام
شیشۂ مے کی نہ حاجت ہے نہ ساغر چاہیے

جسم لاغر بہہ کے اپنا پہونچے کوئے یار مین
رحم اتنا اے سرشک دیدۂ تر چاہیے

مجکو ملجائے ابھی سر رشتۂ عمر ابد
ہاتھ مین میرے تری زلف معنبر چاہیے

اے قمر طلعت تمہارے عارض پر نور کو
بدلے آئینے کے خورشید منور چاہیے

ایک خط سے نامہ تسکین مری ہوتی نہین
پاس اونکے بھیجنا شکوون کا دفتر چاہیے

ہو شبِ مہتاب مین کچھ دیر دُور آفتاب
مہربانی اسقدر ساقی کی مجھپر چاہیے

عزم ہے تیرا اگر سوئے بیابانِ جنون
پا برہنہ چاہیے **وسی** کھلا سر چاہیے

شبِ وصل اونھین ضد اگر ہوگئی
نقاب اوٹھتے اوٹھتے سحر ہوگئی

شبِ وصل کیا مختصر ہوگئی
پلک مارتے ہی سحر ہوگئی

اگر اونکی ترچھی نظر ہوگئی
مری جان سینہ سپر ہوگئی

نہ کچھ موشگافون سے عقدہ کھلا
معمّا تمھاری کمر ہوگئی

لگی ہے جو اشکون کی ہردم جھڑی
گھٹا کیا مری چشمِ تر ہوگئی

حرم چھوڑکر مین گیا سوئے دیر
طبیعت کدھر سے کدھر ہوگئی

نہین رحم اوس سنگدل کو ذرا
مری آہ کیا بے اثر ہوگئی

چھپایا بہت عشق ہمنے مگر
اونھین سب سے پہلے خبر ہوگئی

خبر لی نہ اوس غیرتِ ماہ نے
تڑپتے رہے رات بھر ہوگئی

نہین کاٹے کٹتی ہے فرقت کی شب
گھڑی مجھکو اک اک پہر ہوگئی

چھوے پاؤن مین نے جو اوس شوخ کے
حنا باعثِ دردِ سر ہوگئی

تبھی تمکو سجدے کیے اسقدر
ہماری جبین سنگِ در ہوگئی

کیا اوس شکرلب نے اعجاز یہ
بجائی جو نے نیشکر ہوگئی

جمایا جو **وسی** نے اپنا قدم
لڑائی محبت کی سر ہوگئی

تمنے گیسوے پرافشان جو سنوارے ہوتے
رات کو یون نہ درخشندہ ستارے ہوتے

میری جانب بھی تمھین ایسا نہین لازم ہی خیال
اور کو پیار کر دنگا مین تمھارے ہوتے

چاندنی رات کا کیا لطف اوٹھاتے تا صبح
ہم تم اے ماہ جو دریا کے کنارے ہوتے

مجھ سے کی ہوتی کسیدن تو کوئی فرمایش
توڑ لاتا مین اگر عرش کے تارے ہوتے

کوچہ گردی جو تم اے ماہ نکرتے دن رات
کفش زرین کے نہ گردش مین ستارے ہوتے

جان دینگے یہ گوارا نکرینگے یہ کبھی
آپکے گھر مین رقیب آئین ہمارے ہوتے

میرے قابو مین جو اے جان مراد ل ہوتا
یون مرے سامنے غیرون سے اشارے ہوتے

دیکھ لیتے جو کسیدن تمھین سوداگر مصر
نقد جان دے کے خریدار تمھارے ہوتے

کچھ بھی ہوتی اگر احوال پہ وہبی کے نظر
غیر اس طرح سے کب آپکو پیارے ہوتے

دل دکھاے وہین تھون کے آہ کی تاثیر نے
بے کمان اکثر کیا ہے توڑ اپنے تیر نے

میان سے باہر جو اے قاتل کبھی ہوتی نہین
کیا یہ ہمسے منہ چھپایا ہے تری شمشیر نے

کھینچنے بیٹھا جو نقشہ اوسکا سکتا ہو گیا
رنگ مانی کا اوڑایا یار کی تصویر نے

حسن یوسف پر زلیخا کو فقط عاشق سنا
تو وہ ہے کلمہ پڑھا تیرا جوان و پیر نے

تیری پیدایش وجود خلق کا باعث ہوئی
ڈالدی جان اس مرقع مین تری تصویر نے

بیگناہون کے سوا کرتی نہین قتل اور کو
یہ ستم جوہر دکھاے ہین تری شمشیر نے

رنج دنیا سے ہون کیا واقف تری حسرت زدے
منہ نہین دیکھا خزان کا گلشن تصویر نے

سینے مین رہتی ہے یاد نوک مژگان کی کھٹک
دل لگی اچھی نکالی ہے تمھارے تیر نے

روح مجنون دشت کو بھاگی ہے وہبی خوف سے

کھٹکھٹایا ہے جو ہم دیوانون کی زنجیر نے

نہ کیا آہ نے اثر کچھ بھی
نہین اونکو مری خبر کچھ بھی

غیر کا پوچھتے ہو کیا احوال
مجھکو اپنی نہین خبر کچھ بھی

دھیان ہے کسکی زلفِ شبگون کا
نہین آتا مجھے نظر کچھ بھی

بے بلائے وہ آپ آئینگے
ہے محبت رہی اگر کچھ بھی

تو نے اپنے مریضِ فرقت کی
اے مسیحا نہ لی خبر کچھ بھی

وصل کی ہمکو ہے عبث امید
نہوا اون سے رفعِ شر کچھ بھی

جب برے دن بشر کے ہوتے ہین
کام آتا نہین ہنر کچھ بھی

آنکھین غیرون سے وہ لڑاتے ہین
میری جانب نہین نظر کچھ بھی

کون جیتا ہے کون مرتا ہے
بیخبر تجھکو ہے خبر کچھ بھی

مجھ سے صیاد بدگمان ہے عبث
نہین نکلے ہین بال و پر کچھ بھی

کب بجھی تجھسے لگی مرے دل کی
کام آئی نہ چشمِ تر کچھ بھی

وصل اوس سیمتن کا ہو کیونکر
پاس اپنے نہین ہے زر کچھ بھی

جان و دل سے نثار ہین تو رہا
قدر تمنے نہ کی مگر کچھ بھی

کیسے عاشق بنے تھے تم وہبی
نہوا جان کا ضرر کچھ بھی

نہین معلوم کہان جاتے ہین مرنے والے
کس سرا کے یہ مسافر ہین اوترنے والے

دیکھ لینا کہ بجز سر دیے مرنے والے
قدم اوس کوچے کے باہر نہین دھرنے والے

کبھی دل لینے کا اقرار ہے انکار کبھی
ایسے دیکھے ہین مقر ہو کے مکرنے والے

آب حیوان ہے تری تیغ کا پانی واللہ
زندگانی کے مزے لوٹینگے مرنے والے

تم ہے خم میکدے مین تا نکر سینگے خالی
ساقیا دل نہین ہم رندون کے بھرنے والے

نقد دل لیتے ہین یہ مفت بہر اتنا تو سمجھ کر
باندھے جاتے نہین کیا جیب کترنے والے

رکھدیا سر ترے خنجر کے تلے خود آکر
دیکھا یون جان فدا کرتے ہین مرنے والے

ہمتو تیوری بھی چڑھی دیکھین تو پھر رُخ نکرین
لوگ وہ اَور ہین نظرون سے اوترنے والے

جان دینے کو جو کہتا ہون تو فرماتے ہین
مُنہ سے کہتے نہین جو لوگ ہین مرنے والے

جوہر او قاتل خلق اسکے ہمین بھی دکھلا
تیری تلوار کا دم ہم بھی ہین بھرنے والے

اونکی آنکھون کی نظر کیون رُخِ انور پہ نہو
یہ ہرن چاندنی کا کھیت ہین چرنے والے

غیر ہنستے ہین مرے دعوئی جانبازی پر
ابھی دیکھے نہین اِن لوگون نے مرنے والے

دلِ صد چاک کو عشاق ہی کے ہے یہ کمال
کہین شانے سے وہ گیسو ہین سنورنے والے

گھاٹ پر تیغ کے ہے کشتی عمر اپنی لگی
ہم بھی دم بھر مین ہین اب پار اوترنے والے

کوئی جلاد طرحدار نظر آئے تو
آج بھی سیکڑون موجود ہین مرنے والے

اونکی آنکھین نہ دمِ غیظ خدا دکھلائے
شیر کیطرح یہ آہو ہین بپھرنے والے

شور ہے عالمِ بالا پہ زمین ہلتی ہے
آج کوٹھے سے وہ نیچے ہین اوترنے والے

تیرگی دیکھ چکے ہین جو شبِ فرقت کی
وہ اندھیرے سے لحد کے نہین ڈرنے والے

تیری اس بگڑی ادا کو بھی نہ پہونچیگا کوئی
لاکھ نکھرا کرین ہر وقت نکھرنے والے

جان دیدینگے رقیبون سے کروگے جو کلام
جانتے ہو کہ ہین ہم بات پہ مرنے والے

لبِ جان بخش کے وصف اونکی زبان سے سُننا
بام گردون سے مسیحا ہین اوترنے والے

طفلِ اشک اپنا جو ابتر ہے تو ہو کیا غم ہے
خود سنور جاتے ہین وہ جو ہین سنورنے والے

اپنے سائے سے بھی ہر دم وہ جھجک جاتے ہین	یہ پری رو نہین شیشے مین اوترنے والے
جوشِ گریہ سے دمِ قتل گلے مین ہے گرہ	آب خنجر کے نہین گھونٹ اوترنے والے

کیا عجب آئے اگر تازہ بلا اے وحشی
سُنتے ہین بال ہین پھر اونکے سنورنے والے

داد کو پہونچین کرے ہمپہ جو بیداد کوئی	کہان پائین جو کرے قتل بھی جلاد کوئی
دیکھکر چشم کی گردش قدِ موزون کی روش	کوئی دیوانہ ہوا آپ کا آزاد کوئی
ہم ترے قد کے تصور مین لپٹ کر روئے	نظر آیا جو کسی باغ مین شمشاد کوئی
دشتِ وحشت مین بگولے کیطرح پھرتا ہون	مجھسا ہوگا نہ ہوا خواہون مین برباد کوئی
اسطرح رد نہین کرتے ہین سوالِ سائل	نہین بوسہ تو ہو دشنام ہی ارشاد کوئی
وصل کی شب ہے حیا کیجیے موقوف اے جان	پاس لیٹے ہو تو بوسہ بھی ہو امداد کوئی
ایک صورت پہ نہین سارا زمانہ رہتا	شاد رہتا ہے اگر کوئی تو ناشاد کوئی
ایک مدت سے تمنائے گرفتاری ہے	طائرِ دلکو نہین ملتا ہے صیاد کوئی
سنکے آوازِ عنادل بھی کہتا ہے وہ گل	نالے کرتا نہو یہ عاشقِ ناشاد کوئی
عاشقون کا نہ رہا نام و نشان اے قاتل	اور ایجاد کر اب عالمِ ایجاد کوئی

مدتون سے نہین ہچکی تلک آتی وحشی
ہمکو بھولے سے بھی کرتا نہین اب یاد کوئی

شراب سے ہے اگر زاہدو وضو باقی	رہیگی حشر تلک بیعتِ سبو باقی
بجھاؤن خنجرِ قاتل کی پیاس مین کیونکر	نہین ہے جسم مین ایک بوند بھی لہو باقی
مقابلہ جو ہوا میرے دیدۂ تر سے	رہیگی تیری نہ اے ابرِ آبرو باقی

پھر اگر روئیگا دم اوس جنگجو کے غنچہ کا ۔۔۔ رہیگی جب تلک اے دل رگِ گلو باقی
کھلی رہین مری آنکھین نہ بسبب ہی مرگ ۔۔۔ تمھارے دید کی تھی دل مین آرزو باقی
کریگا مشقِ کمان ٹکڑے ٹکڑے دل اب کون ۔۔۔ جہان مین نرہا کوئی ماہرو باقی +
خیالِ زلف مین وذرات ہون مین سرگردان ۔۔۔ یہ حال کہنا ہے اب اونسے مو بمو باقی
بگولا بنکے مری خاک اوڑتی پھرتی ہے ۔۔۔ کہ بعدِ مرگ بھی ہے اونکی جستجو باقی
مین مثلِ بلبلِ شیدا نثار تم پہ رہون ۔۔۔ رہے سدا گلِ عارض کا رنگ و بو باقی
حجاب جتنے تھے وہ تو سب اوٹھ گئے لیکن ۔۔۔ کلام کرنا ہے اب اونکے روبرو باقی
لباسِ تن تو کیا پاک واعظو لیکن + ۔۔۔ ابھی ہے جامۂ ہستی کی شستشو باقی
زوالِ حسن نے اونکو تو کردیا سیدھا ۔۔۔ ترا ہے بل ابھی او زلفِ مشکبو باقی
حلال کرکے مری لاش بھی کرو تشہیر ۔۔۔ تمھاری کوئی نرہجاے آرزو باقی
کھلونا جان کے عاشق کا دل مچلتے ہین + ۔۔۔ ابھی تلک ہے لڑکپن کی اون مین خو باقی
پڑا رہون ترے کوچے مین مثلِ نقشِ قدم ۔۔۔ ہے بعدِ مرگ بھی دل مین آرزو باقی

غمِ حسین مین روتے ہین جو کہ اے وہبی
رہیگی حشر کے دن اونکی آبرو باقی

رسمِ الفت کی مگر دنیا سے عنقا ہوگئی ۔۔۔ وہ بھی دن ہین اب وہ چاہت آپکی کیا ہوگئی
اک نظر دیکھا جسے کھوئے گئے ہوش و حواس ۔۔۔ آنکھ کی پتلی تری جادو کا پتلا ہوگئی
وہم مین آتی نہین گو کررہا ہون مین تلاش ۔۔۔ آپکو تشبیہِ دہن بھی مجھکو عنقا ہوگئی
دو قدم چلنے ہی غل شہرِ خموشان مین ہوا ۔۔۔ اک قیامت آپکے قامت سے برپا ہوگئی
جان پائی درد و فرقت سے ملی مجھکو نجات ۔۔۔ موت کیا آئی مرے حق مین مسیحا ہوگئی

شوقِ وصلت نے خنجر بھی یہان تک تھا مجھے
تیغ قاتل مرے کے آغوش مین تمنا ہو گئی

وصفِ دندان سے پڑھی میرے سخن کی آبرو
جب لکھا وصفِ دہن اک بات پیدا ہو گئی

اونکی مژگان کا تصور ایک دم جاتا نہین
جان میری تیرِ آفت کا نشانا ہو گئی

ہے بجا گر باجِ اوجِ دلبری تمکو کہون
چاند سے رخ پر تمھاری زلف ہالا ہو گئی

جب چھپا تھا در تو ہوتا تھا نظارہ دور سے
مین گلا کاٹون گا گر کھڑکی بھی تیغا ہو گئی

دل مرا بیچین ہے اوسکا تڑپنا دیکھکر
کانکی مچھلی تو بجلی سے بھی بالا ہو گئی

سات پردون مین چھپایا ہے تجھین ایجانِ جان
آنکھ میری آپکی خاطر مصفا ہو گئی

ہجر مین مرتا ہون اور وہ مجھ تلک آتی نہین
کیا قضا بھی میرے قاتل کا ارادا ہو گئی

زر بر افشان کو شبِ گیسو مین چمکے اسقدر
جعدِ مشکین غیرتِ عقدِ ثریا ہو گئی

شورِ قلقل ہو گیا بندوق کی مجھکو صدا
فرقتِ ساقی مین قوتق بھی تپنچا ہو گئی

جان جانا گو لکھا تھا عشق مین ولی مگر
اونکی فرقت موت کا میری بہانا ہو گئی

ہرن ہین نشے اپنی جامِ تری انکھون مین پُر خون ہے
کہ بزمِ ساقی کے سب کیفیتِ محفل دگرگون ہے

میانِ دشتِ اخضر سبزہ پیدا مہرِ گردون ہے
تو وہ لیلی شمائل ہے کہ ہر اک تیرا مجنون ہے

دلِ پر داغ کو ہر دم خیالِ روے گلگون ہے
کہون کیا لالہ رو اسوجہ سے اپنا جگر خون ہے

ہر اک آنسو کا دانہ بنگیا ہے دانۂ مرجان
لب لعلین کے غم مین چشم اپنی چشمۂ خون ہے

نہ کیونکر زاہدانِ کعبہ آ آکر کرین سجدے
ترا حسن اے بتِ مسجودِ عالم شانِ بیچون ہے

نہین دیتا ہمین مین جام سے گر ساقیِ مہوش
گلِ خورشید بھی اپنی نظر مین جامِ واژون ہے

کسی ہی کین جو دو باتین مسخر کر لیا اوسکو
تری تقریر او جادو کے تئین طرفہ افسون ہے

نہین وہ زہرہ وش تو بزم ہے اک وادی محشر
دم تصویر قیامت ہے ہمکو صوت چنگ و قانون ہے

مجھے سیر چمن بے وصل ہے اوسکو فا تیرہ سائی
جگہ میری ہے کوئے یار صحرا جائے مجنون ہے

شنا ور نسر طائر ہے وہان موج سراب کی صورت
ترقی پر ہے شدت سیلاب اشک چشم پرخون ہے

اندھیرا چھا گیا شب سے بھی بڑھکر وہبی اپنی نظرون مین
کہ جیتے جی ہمین اپنی شام ہے یہ زلف شبگون ہے

پلا مجھکو محتسب مست ہر اک جام واژون سے
کہ اب میخانۂ عالم مین دور چشم میگون ہے

بلا کا شوخ مو باف آج زیب جبہۂ شبگون ہے
ہماری کشور دل پر یہ سامان شبخون ہے

یونہین چالاکئی دست جنون گر روز افزون ہے
تو اکدن دیکھ لینا دھجیان دامان ہامون ہے

دل پر داغ کو اپنے خیال روے گلگون ہے
عجب ہے گل پہ بلبل کیطرح طاوس مفتون ہے

نگہ سے قتل کرتے ہین تبسم سے جلاتے ہین
خدائی کرتے ہین بت دیکھیے کیا شان بیچون ہے

پڑا دم توڑتا ہے ہچکیان لے لے کے ہر ساعت
ترے بیمار ہجران کی بہت حالت دگرگون ہے

جو لایعقل ہین بہتر ہین کہین وہ اہل ہوش سے
یہ وہ میخانہ ہے جسجا ہر اک خم مین فلاطون ہے

صداے نالۂ ماتم ہے شور قلقل مینا
تری فرقت مین ساقی ساغر مے چشم پرخون ہے

بناتے ہین عبث منعم عمارت دار فانی مین
کہان ایوان جمشیدی کہان قصر فریدون ہے

درم داغ جگر ہین لعل و یاقوت اپنے گنج دل
پس مردن بھی اپنا گنج مدفن گنج قارون ہے

مراد زخم جگر یہ ہو گیا ہے خون کی دولت سے
نہین منت کش جراح نے مرہم کا ممنون ہے

ٹھٹھایا دشت وحشت خیز مین اس دیو فرقت نے
پڑے سایہ پری کا وہ کہان بخت ہمایون ہے

پہونچ جائینگے ہم اے ماہ بالاخانے تک تیرے
ہماری آہ کا رشتہ کمند بام گردون ہے

اوٹھائین کاہشین ہمنے نہایت عشق ابرو مین
کہ گھٹتے گھٹتے اب یہ جسم لاغر حلقۂ نون ہے

جو چہرہ بحیرت گلشن ہے عارض غیرت لالہ
نہین خال سیہ لالہ عارض کی افیون ہے

نہین ہے قافلہ نہین شور آواز جرس پیدا
تلاش ناقۂ لیلی مین نالان روح مجنون ہے

قیامت قد ہے سحر آنکھین نگہ آفت بلا گیسو
دگرگون کس نہ آئین جہان سے حال ربع مسکون ہے

مزا آتا ہے وحشی دم بدم اپنا نکلتا ہے
الہی کس غضب کی کشمکش مین جان محزون ہے

مرا دیوان بنا ہے کان گوہر وصف دندان سے
لڑی ہر سطر ہے ہر ایک نقطہ در مکنون ہے

ہمین وصف دہن منظور خاطر ہو جو اے وحشی
اسیر اپنی کمند فکر مین عنقائے مضمون ہے

جب سے کیا ہے اوسنے فلک نے جدا مجھے
کچھ اپنی زیست کا نہین ملتا مزا مجھے

سمجھا رہے ہین کسلیے سب آشنا مجھے
دریا ڈبو نگا جو اوسنے کرینگے جدا مجھے

کیون رنج اوٹھاؤن انکی ملاقات سے حصول
ملنے سے کیا بتون کے ملیگا خدا مجھے

ایذا وہ ہجر کی ہے کہ زندہ رہے بشر
حیران ہون کہ بھول گئی کیا قضا مجھے

مرضی تری نہو تو قفس اس سے خوب ہے
صیاد بے دلی سے نکلنا رہا مجھے

بیخود یہ ہجر مین ہون کہ ذکر اور کا تو کیا
اپنی بھی اب خبر نہین رہتی ذرا مجھے

فرقت مین ایک نے بھی دیا انکھین سے نہ ساتھ
صبر و شکیب پر تھا بھروسا بڑا مجھے

دیکھون تو پھر رقیب ٹھہرتا بھی ہے کوئی
اوسکی گلی مین لے تو چلو تم ذرا مجھے

کیا پوچھتے ہو اپنی محبت کا مجھ سے حال
کوئی تو بھا گئی ہے تمھاری ادا مجھے

کس شرمگین کے وصل کی حسرت ہے سوچ تو
اے سوز ہجر آف نکرون یون جلا مجھے

کرتا ہے توبہ کوئی بھی فصل بہار مین
بیٹھے بٹھائے نشے مین سوجھی یہ کیا مجھے

فرقت مین اوسکی جان دی ایذا نہ اوٹھ سکی
آخر کو مدد ہی ہوا میرا ادا مجھے

رسوا کیا شراب سے کے دشمنون نے بارہا
سب لوگ جانتے تھے بڑا پارسا مجھے

سب حضرت خالق ہی کا وسیمی یہ فیض ہے
ورنہ شعور شعر کے فن مین ہے کیا مجھے

حیلے کی دم وصل یہ عادت نہین اچھی
کچھ کہیے تو کہتے ہین طبیعت نہین اچھی

مل مل کے رقیبون سے جلاتے ہو سر بزم
اے شمع رخو اتنی شرارت نہین اچھی

ڈر ہے کہ نہ لگ جائے کہین آگ فلک پر
آہ شرر افشان یہ حرارت نہین اچھی

مر جائے کہین عاشق گیسو تو وہ اچھا
او جیتے نہین اچھی یہ اذیت نہین اچھی

کیا دیکھ کے گلزار مین بہلاؤن دل اپنا
گل کی ترے رخسار سے رنگت نہین اچھی

گستاخ مجھے دیکھ کے کہتے ہین دم وصل
سچ قول کسی کا ہے مروت نہین اچھی

اے دل نکر اون آنکھون کا ہر وقت تصور
بیمار سے بیمار کی صحبت نہین اچھی

حیران ہے پھر کس سے مقابل کرے وسیمی
صورت سے تری حور کی صورت نہین اچھی

عشقبازی نہ چھوٹے گی دل سے
ایسے بگڑے بنین گے مشکل سے

ہو گیا اتحاد اگر دل سے
دل لگی ہو گی تیر قاتل سے

صحبت غیر تم سے چھوٹے گی
سچ کہو کہتے ہو یہ کس دل سے

زیر خنجر نہ کسطرح تڑپون
خوش وہ ہوتے ہین رقص بسمل سے

مجھ سے کیا پوچھتے ہو کیا گذری
پوچھ تو بیقراری دل سے

واقعی شان ہے بے نیازی کی
سیکھے کوئی ناز قاتل سے

مین وہ ناشاد ہون کہ نزع کے وقت
رو چکین مل کے حسرتین دل سے

خونِ ناحق کا میرے بعد مرے
کوئی دعویٰ کرے نہ قاتل سے

مجھ سے کیونکہ نہو اونھیں اُلفت
دلکو اک راہ ہوتی ہے دل سے

راہرو اک طرف جنابِ خضر
بچکے چلتے ہیں میری منزل سے

کیسے کیسے مزے اوٹھائے ہیں
لذتِ درد پوچھیے دل سے

ایسی حسرت سے مرتے دم دیکھا
گر پڑے اشکِ چشمِ قاتل سے

مژدۂ قتل ہی سے مرگئے ہم +
کیا ندامت ہوئی ہے قاتل سے

جان بچتے نظر نہیں آتی +
آج بگڑی ہے بے طرح دل سے

تیرے چاہِ ذقن میں ڈوب مریں
ملک آ آکے چاہِ بابل سے

اب تو آ بیٹھے دیکھیے بیچے گا +
مرکے اوٹھینگے کوے قاتل سے

ایک بوسے کے واسطے صاحب
کوئی مُنہ موڑتا ہے سائل سے

نعش پر نعش آج کشتوں کی
چلی آتی ہے کوے قاتل سے

کردیا شوقِ دل نے پھر برہم +
ڈھب پہ لائے تھے اونکو مشکل سے

تجھ سے ملتا ہے اک ذرا سے درد
آج پہلو تہی نکر دل سے

ہم اسیرِ ذقن نہونگے تو کیا
ملک آئینگے چاہِ بابل سے

یا ادھر یا اودھر ہو وہبیؔ آج
فیصلہ کر تو ملکے قاتل سے

اونکی فرقت میں نہ موت آئی ندامت رہگئی
منہ دکھائینگی مری اب کون صورت رہگئی

چلتے چلتے رہگئے گنجِ شہیداں کی طرف
آتے آتے اونکے قامت سے قیامت رہگئی

کیا تماشا ہے تمناؤں نے تو لی اپنی راہ
دلکو بہلانے کو میرے ایک حسرت رہگئی

منع کرتے ہو مجھے عشقِ بتان سے بار بار
کیا ہمی اے حضرتِ ناصح نصیحت رہگئی

کعبۂ ابرو کا رہتا ہے مجھے ہر دم خیال
دل کے ویرانے مین باقی یہ عمارت رہگئی

گو ہمارا نامۂ اعمال تھا بالکل سیاہ
آبرو اپنی بھی اشکون کی بدولت رہگئی

سخت جانی سے چلا رک رک کے خنجر حلق پر
اپنے قاتل سے مجھے اتنی ندامت رہگئی

کیا کرے اہلِ غرض سے اندنون کوئی سلوک
شکر کے بدلے زمانے مین شکایت رہگئی

ایک عالم طے کیا اونکے سمندِ ناز نے
پائمالی سے مگر عاشق کی تربت رہگئی

گو بسر کی عمر سب دیر و حرم کی سیر مین
کعبۂ دل کی مگر ہمسے زیارت رہگئی

چین آئیگا نہ ہمکو ایک دم بھی زیرِ خاک
دلمین گر اوس آئنہ رو کے کدورت رہگئی

نیمچۂ سفاک کا ٹوٹا جب آئی میری بار
قتل گہہ مین بھی تمنائے شہادت رہگئی

جو خزانہ موتیون کا تھا لٹایا آنکھون نے
ابتو سینے مین فقط داغونکی دولت رہگئی

خنجرِ قاتل پہ ہمنے رکھدیا اپنا گلا
تیغ تا بازو مین وہبی اپنی حسرت رہگئی

چلکے شمشیرِ خرام اے سروِ قامت رہگئی
پائمالون کو تمنائے شہادت رہگئی

یار سے کرنی تھی جو مجھکو وصیت رہگئی
آرزو دلمین مرے یہ وقتِ رخصت رہگئی

صبح کردی جھیلکر ایذائین ساری مین نے جب
اپنا سا منہ لیکے میری شامِ فرقت رہگئی

کر چکے ہین اوس خرامِ فتنہ زا کا امتحان
جب چلے دو گام وہ پیچھے قیامت رہگئی

لاکھ اطبا نے کیا اوسکا علاج اللہ رے سوز
نبضِ بیمارِ محبت مین حرارت رہگئی

سامنے سے ہٹگیا چاند اوتر کوٹھے سے کہین
لو تمھاری ابتو ضد اے ماہ طلعت رہگئی

نام آور جتنے تھے وہ خاک مین سب ملگئے
بہرِ عبرت ٹوٹی پھوٹی کچھ عمارت رہگئی

تیرہ بختی نے دکھایا بعد مُردن بھی اثر
شام سے گُل ہوکے میری شمع تربت رہگئی

مال و مکنت پر کرو غرا نہ تم اے منعمو
کسکی دولت رہگئی کسکی حکومت رہگئی

سیکڑون ہون جسکے خواہان اوسکا سودا کیا بنے
جنس دل کی ملے ہونے پائی قیمت رہگئی

چاٹتا ہون ہونٹھ ہر دم اب لب شیرین ادا
بوسۂ لب کی زبان پر میری لذت رہگئی

ذبح گر مجھکو کیا قاتل نے تو منہ پھیر کر
زیر خنجر بھی تمنائے زیارت رہگئی

قتل کرنا تھا تو قسمہ تک لگا رکھنا نتھا
تیغ قاتل سے مجھے اتنی شکایت رہگئی

لگئے تو لطف ہے پروا نکلنے کی نہین
اب فقط دنیا مین منہ دیکھے کی الفت رہگئی

ہوگئی بے پوچھے ہم تردامنون کی مغفرت
آبروئے جوشش اشک ندامت رہگئی

بخت نے دکھلائی باغ نامرادی کی بہار
داغ بنکر سینے مین اک ایک حسرت رہگئی

کم ملاقات ہمسے کی وہبی بڑھا غیرون سے ربط
دور کی بس اونسے اب صاحب سلامت رہگئی

حسینون سے تمنا اپنے دل کی کوئی کیا نکلے
انھین جب آشنا پایا ہمنے عدو کے بیوفا نکلے

ملی راہ حقیقت صحبت رندان میکش سے
جنھین گمراہ ہم سمجھے تھے وہ ہی رہنما نکلے

نہین معلوم انسے کیا کدورت ہے حسینون کو
ملے گر خاک مین عاشق تو دل کا حوصلہ نکلے

ہوا جب امتحان دونون کا حسن و عشق مین باہم
نہ کچھ ہم اونسے کم نکلے نہ وہ ہمسے سوا نکلے

ہماری قبر پر وہ فاتحہ پڑھنے اگر آئین ٭
عجب کیا گر کفن کو پھاڑ کر دست دعا نکلے

ہزار ارمان وہ ہون اے وہبی کہ مرنے پر مرے دل کے
نہین ممکن تمنائے حصول مدعا نکلے

کھلے کیا پیچ اوس زلف دوتا کے
معطر آج ہین جھونکے ہوا کے

ہماری خاک سے پرہیز ہے یہ
جو آئے بھی چلے دامن اوٹھا کے

ہوا اب اونکو دعوی نبوت
مسیحا بنگئے مردے جلا کے

تمھیں کچھ خوف لازم ہے خدا کا
ملے گا کیا ہمارا دل دکھا کے

لیا جب میان سے قاتل نے تیغا
تو آگے ہم بڑھے گردن جھکا کے

کھڑے ہین دیر سے مشتاقِ دیدار
ذرا تو دیکھیے چلمین اوٹھا کے

تمھارا سایۂ دیوار بس ہے
نہین مشتاق ہم ظلِ ہما کے

نہ نکلے وصل مین بھی دل کے ارمان
رہے پابند وہ شرم و حیا کے

تپ فرقت سے اب دم ہے لبون پر
دکھا دو آخری دیدار آ کے

کہین کیونکر نہ تمکو آفتِ دہر
کہ ہو شوخ ابتدا مین انتہا کے

گیا سب قافلہ یارون کا وہبی
رہے ہم منتظر بانگِ درا کے

گلے تمسے کرین کیا ہم جفا کے
کہ یہ سب ہین قصور اپنی وفا کے

قفس تک بوے گل لائیگی اکدن
ہوا خواہون مین ہین بادِ صبا کے

تمھین واللہ کتنے سنگدل ہو
بہت پچتاے تمسے دل لگا کے

حقیقت برہنہ پائی کی میری
کوئی خارِ جنون سے پوچھے جا کے

ہوئے جاتے ہین دل پامالِ انداز
یہ عالم ہین تمھارے نقشِ پا کے

کرون دعوت سگِ کوئے صنم کی
رہین گر استخوان مجھکو ہما کے

ارے او بانکی ٹوپی والے گبرو
ادھر بھی دیکھتا جا آنکھ اوٹھا کے

دلون پر عرش پر گردون پہ ہے نقش
یہ نقشے ہین تمھارے نقشِ پا کے

اگر یہ جانتے تو دل نہ دیتے ✤
وہ نکلے بے مروت انتہا کے

خرام ناز سے برپا ہے اک حشر
نئے انداز ہین تیری ادا کے

جو ہم سے یار روٹھے مثل شبنم
ہنسے غنچے چمن مین مسکرا کے

مقدر رہتے ہین سرگردان پئے رزق
ملے ہین انکو کیا بخت آسیا کے

ہوئے جاتے ہین گل جامے سے باہر
کھلے ہین بند شاید اوس قبا کے

کیا زخمون نے میرے پیار کیا کیا
گلے سے تیغ قاتل کو لگا کے

تری دزدیدہ نظرین لیگئی ہین
مرے سینے سے نقد دل چورا کے

صبا نے کہدیا کیا کان مین کچھ
یہ غنچے رہگئے کیون مسکرا کے

بنایا اونکو خود بین ہمنے وہبی
بہت پچھتائے آئینہ دکھا کے

پہلو مین جو وہ غیرت شمشاد نہین ہے
گر باغ ارم بھی ہے تو دل شاد نہین ہے

کس طرح سے صدمے شب فرقت کے اوٹھاؤن
دل موم سے بھی نرم ہے فولاد نہین ہے

اے غیرت گلزار ہوا خواہون مین تیرے
مجھ سے تو زیادہ کوئی برباد نہین ہے

اس درجہ ہین ہم محو تجسس مین تمہارے
رہتے تھے کہان اب ہین کہان یاد نہین ہے

کیون لاش کو ٹھکرا کے نہین چلتا ہے اوسکی
وہبی ترا کیا کشتۂ بیداد نہین ہے

غم فراق کا کھٹکا وصال یار مین ہے
خزان کا خوف ہمین موسم بہار مین ہے

نکلکے جسم سے آنکھون مین آکے ٹھہری ہے
ہماری روح رواں کسکے انتظار مین ہے

کسیکو نقد شہادت نہ دے سکی اب تک
برائے نام یہ کوڑی تری کٹار مین ہے

کدورت اونکو ہے مجھ سے یہ صاف ثابت ہے
جو خط لکھا ہے تو وہ بھی خطِ غبار مین ہے

شبِ فراق کے صدمے اوٹھاؤنگا کیونکر
سکت ذرا بھی نہین اب تو جانِ زار مین ہے

گناہگار رہا ہون صدقے ہوتی ہے رحمت
وہ دوزخی ہون کہ جنت بھی اختیار مین ہے

نجات ہیگی کہ گو مین دور دور رہتا ہون
تصور آپکا ہر دم مری کنار مین ہے

دم آ گئے آنکھون مین دیکھیے تو راہ اونکی مگر
غضب یہ ہے کہ تغافل مزاجِ یار مین ہے

شبِ فراق کا پوچھو نہ حال کچھ وہبی
زیادہ حشر کے دن سے مرے شمار مین ہے

ابھی تڑپکے مین جان دونگا نجاؤ مجھ سے ملال کرکے
ملال کرکے اگر چلے ہو تو جاؤ مجھکو حلال کرکے

ہوئی نہ ہشیار ایکدم بھی عجیب غفلت مین عمر کاٹی
حیات ہے اپنی خواب باطل یہ خوب دیکھا خیال کرکے

دیا جو خط میرا جاکے اونکو قلم کیے ہاتھ نامہ بر کے
گیا کبوتر جو نامہ لیکر تو اوسکو پھینکا حلال کرکے

نہین سمجھتے حواس برجا کسیکو غش ہے کوئی ہے ساکت
ہر اک قدم پہ ہزارون ہی دل دکھادیے پایمال کرکے

بتاؤ کس سے ہوا ہے وعدہ کہان یہ گذری کی آج کی شب
نجات دونگا مین غیر کے گھر چلے تو ہو مجھ سے چال کرکے

کسیکو بوٹا سا قد دکھایا کسی پہ ڈالا بدن کا سایہ
یہ لطف دیکھو چمن سے آئی وہ ہر شجر کو نہال کرکے

لبونکا بوسہ جو اونسے مانگا ملا نہ کچھ بھی جواب وہبی
کھلا نہ عقدہ دہن کا اونکی خجل ہوا مین سوال کرکے

لکھون جو وصف ابروے خمدارِ یار کے
جوہر دکھائے تیغِ زبان ذوالفقار کے

اوصاف جب لکھے مرے دندانِ یار کے
حرفون کے نقطے بنگئے دانے انار کے

آتے نہین ہین آپ تو جائیگی میری جان
صدمے سہے گا کون شبِ انتظار کے

ہین لوثِ ظاہری سے بری ساکنِ عدم
جاتی ہے روح جامۂ ہستی اوتار کے

وہ خفتہ بخت ہون کہ شب وصل آئی نیند
ارمان دل مین رہگئے بوس و کنار کے

آتا ہے یاد عاشق بیدل کا شور و شین
سنتا ہے جب وہ گل کبھی نالے ہزار کے

پرسان ہوا نہ کوئی ترے سوگوار کا
آنسو کسی نے پونچھے نہ شمع مزار کے

جانبازیان مری جو اونھین یاد آگئین
روئے بہت وہ قبر مین مجھکو اوتار کے

بیوجہ ہمسے آپنے پھیری نہین ہے آنکھ
پیسے ہوئے ہین گردش لیل و نہار کے

ہو روز حشر وعدہ دیدار ہو وفا
دن گن رہا ہون اسلیے روز شمار کے

وہبی لحد مین بھی نہ ہمین چین آئیگا
انداز گر یہی ہین دل بیقرار کے

کیون دل سے بیوفا کی جدائی مین روئیے
کھو بیٹھے آپ اسے تو اب آنکھین بھی کھوئیے

کیون جان اکیلے ہجر مین رو رو کے کھوئیے
اورون کو بھی رلائیے اسطرح روئیے

مائل ہوئے ہو اوس پہ جو ہے شوخ سفلہ خو
اب آبرو سے حضرت دل ہاتھ دھوئیے

فرماتے ہین لحد مین وہ مجھکو اوتار کر
پھیلا کے پاؤن چین سے اب خوب سوئیے

آیا ہے یہ وہ وقت ہنسی کا تو ذکر کیا
مہلت نہین ہے اتنی کہ جی بھر کے روئیے

خرمن سے میرے برق ہی کو کچھ نہین ہی لاگ
جلجائے خود نصیب سے جو تخم بوئیے

جن جن سے لطف زیست کا تھا سب وہ مرگئے
کس کس کو یاد کیجیے کس کس کو روئیے

تاثیر خفتہ بختی کی دیکھو شب وصال
کہتے ہین ہنس کے وہ کہ ذرا ہٹ کے سوئیے

آئے زبان تلک نکوئی حرف مدعا
اتنی سی بات کے لیے کیون بات کھوئیے

فرمائش اب یہ شوق خلش کی ہے اے جنون
ہاتھون سے اپنے پاؤن مین کانٹے چبھوئیے

آئے نہ رحم اوسکو کبھی مثل کوہکن
اے دل اگر پہاڑ کے پتھر بھی ڈھوئیے

آنکھہ اوس پری کے گوہرِ دندان پہ ڈالیے
تارِ نگاہِ شوق مین موتی پروییے

سودا نہ مول لیجیے افعیٔ زلف کا
آپ اپنے حق مین بہرِ خدا بس نہ بوییے

آخر حضور حد بھی ہے کچھ قتلِ عام کی
بس خونِ بیگناہ سے اب ہاتھہ دھوییے

ہر وقت ماتمِ دلِ ناشاد کیجیے
تا صبح حشر شام سے مردے کو روییے

گلشن مین چلکے کیجیے نوروز اِکی سال
بلبل کو رنگِ گل مین سراسر بھگوییے

تجویز تیان اوٹھاتے ہین ہم اس لحاظ سے
کیا نامِ خاندانِ محبت ڈبوییے

جی چاہتا ہے یاد جب آتی ہے اگلی عیش
وہبی لپٹ لپٹ کے گلے خوب روییے

اب نہ رغبت ہی رہی اونکو نہ چاہت میری
مری تقدیر نصیبا مرا قسمت میری

اونکے دل مین نہ رہی کچھہ بھی محبت میری
غیر سے ربط بڑھا کم ہوئی صحبت میری

جیتے جی آپ نہ آئے تو نہین اسکا گلا
آکے پامال تو کر جائیے تربت میری

خط مرا آپ رقیبون سے جو پڑھواتے ہین
ہے یہی آپکی نظرون مین حقیقت میری

منہ چھپاؤنگا مین اب کنجِ لحد مین جاکر
دیکھنا ہو جسے وہ دیکھ لے صورت میری

جب زبان بند ہوئی تو پوچھتے ہو حال مرا
مرتے دم آپ نے کی خوب عیادت میری

شکر کرتا ہون عنایات کا مین تو لیکن
تم کیا کرتے ہو غیرون سے شکایت میری

آپ مختار ہین مردود کرین یا مقبول
بندگی کی تو رہیگی یہی عادت میری

منہ چھپاؤگے اگر مجھہ سے تو نہین دور وہ روز
چار ہی دن مین نہ پہچانوگے صورت میری

آپکا نام ہے دن رات مجھے وردِ زبان
ہے یہی میرا وظیفہ یہی طاعت میری

خاک ہو جائے ابھی گنبدِ گردون جلکر
آہ کہتی ہے اگر دیکھو حرارت میری

تمکو مرنیکا مرے گر نہین آتا ہے یقین ؎
کھولکر بند کفن دیکھ لو صورت میری

دیکھو تاثیر کہ دل اوسکا بھی بھر آتا ہے
دیکھتے ہین جو کبھی ہجر مین رقت میری

غم نہین اب جو عداوت پہ کمر باندھے ہین وہ
آہی جائیگی کبھی دل مین محبت میری

ایکدن سمجھوگے گو آج نہین تمکو ہے قدر
غیر کے پیار سے بہتر ہے عداوت میری

تم چلے گھر تو مری جان بھی ہمراہ چلی
دیکھ لی آپ نے آنکھون سے رفاقت میری

سچ ہے چھپتا نہین بیمار سے بیمار کا حال
آپکی آنکھون سے ظاہر ہے نقاہت میری

غیر سے ہنسکے رولاتے ہو مجھے محفل مین
کسطرح تمکو گوارا ہوئی ذلت میری

آپ جانیکا ابھی نام عبث لیتے ہین
کچھ تو ٹھہر جاؤ کہ نزدیک ہے رخصت میری

شامیانہ ہے نہ چادر نہ مجاور ہے کوئی
بیکسی آپ بتا دیتی ہے تربت میری

کشتۂ چشم سمجھتے ہین جو مجھکو آہو
اپنی آنکھون سے لگا لیتے ہین تربت میری

کیا کہون عشق نے جو حال کیا ہے میرا
منہ نہ کھلواؤ خدا دیکھ لو صورت میری

مین سمجھتا ہون اسے فیض فلق کا وہبی
کہ ہوئی شہرون مین اسطرح سے شہرت میری

جو ہم موجود ہین الفت کے تو نکلی ہے جفا تم سے
نہ ہونگے باوفا ہم سے نہ ہونگے بیوفا تم سے

تماشا ہو کہ میرا سا تمھارا حال ہو جائے
مناؤ منتین کرکے مجھے مین ہون خفا تم سے

ہمارے کعبۂ دل کو کلیسا کر دیا تمنے
عوض اسکا ملے تمکو تو سمجھے خدا تم سے

کبھی اقرار ہوتا ہے کبھی انکار ہوتا ہے
کرین کیونکر تمنائے حصول مدعا تم سے

زمین و آسمان کا فرق ہے انسان و حیوان مین
چلیگا کب بشر کسطرح اسے مہ لقا تم سے

خدا نے خلق عالم مین کیا ہے فرد دونون کو
نہ ہم سے باوفا عاشق نہ گلرو بیوفا تم سے

علاجِ دردِ دل موقوف ہے صاحب جمالوں پر
نہوگی اس مرض کی حضرتِ عیسیٰ دوا تم سے

کوئی معشوق جور و ظلم سے پہلے نہ تھا واقف
ہوئی ہے اس ستمگاری کی اے پری رو ابتدا تم سے

بڑے اونکے جگر ہیں جو غمِ فرقت اوٹھاتے ہیں
ہمارے دم پہ بن جائے جو ہوں دم بھر جدا تم سے

گرہ عاشق کے دل کی وصل میں کس طرح کھولو گے
جب اپنے کھل نہیں سکتے صنم بندِ قبا تم سے

وہ اکثر ناز سے ارشاد کرتی ہیں کہ اے وحشی
رہے فرقت میں جیتے اگر ایسا ہوگا بھلا تم سے

اندنوں گشت میں اوقات بسر ہوتی ہے
رات بھر سیرِ لبِ آب اے رشکِ قمر ہوتی ہے

خط وہ بھیجا انھیں غیروں سے یہ معلوم نہ تھا
کسکو تقدیر کے لکھے کی خبر ہوتی ہے

عارض و زلف کی لیتا ہوں بلائیں ابتو
عیش و عشرت میں شب و روز بسر ہوتی ہے

یوں کبھی بہرِ عیادت وہ نہیں آتے ہیں
جان سے جاتا ہے عاشق تو خبر ہوتی ہے

ہے شبِ تار جو ٹھانی مرے گھر آنے کی
چاندنی رات بھی اے رشکِ قمر ہوتی ہے

پیشوائی کے لیے جانِ حزیں جاتی ہے
دل کو جب آپکے آنے کی خبر ہوتی ہے

نہ تو بت شاد ہیں مجھ سے نہ خدا راضی ہے
کیسی غفلت میں مری عمر بسر ہوتی ہے

رنگ کیوں چہرے کا کافور ہوا جاتا ہے
کیا شبِ وصل اب اے ماہ سحر ہوتی ہے

موشگافوں سے یہ عقدہ نہوا حل ابتک
کس جگہ پر قدِ جاناں میں کمر ہوتی ہے

کان ہر وقت لیا کرتے ہیں اونکی آہٹ
آنکھ فرقت میں مری جانبِ در ہوتی ہے

تارِ برقی سے زیادہ ہے مری آہِ رسا
اونکی اکدم میں مرے دل کو خبر ہوتی ہے

سانپ چھاتی پہ لوٹاتی ہے تری زلف کی یاد
رات بھر میری اذیت میں بسر ہوتی ہے

زلف و عارض کے تصور میں نہیں کچھ معلوم
شام ہوتی ہے کدھر صبح کدھر ہوتی ہے

جو کہ عابد ہیں انھیں ہوتا ہے طاعت پہ غرور
ہم گنہگاروں کی رحمت پہ نظر ہوتی ہے

حشر پہ وعدۂ دیدار ہوا ہے وہبی
دیکھیں اوس روز نظر اونکی کدھر ہوتی ہے

تمکین یا اوسکے جلوہ شمع نہیں محفل میں ہے
میرے دل میں بھی وہی ہے جو تمھارے دل میں ہے

واعظا تیری نصیحت سے نہ باز آؤنگا میں
عشق تیرہ روز ازل سے میری آب و گل میں ہے

ہے زمین و آسمان کا فرق کیا تشبیہ دوں
اونکا چہرہ صاف اور دھبا مہ کامل میں ہے

ایک بوسہ مانگیا جسکو اوسے حسرت ہو گئی
تا امید حسن شفا کی کیا تمھارے جی میں ہے

میں یہ حیران ہوں کہ کیسکی کسطرح سے راہ عشق
خضر کی حالت دگرگون پہلی ہی منزل میں ہے

قیس جنگل میں نگوڑے کسطرح پھرتا ہے کیوں
دل میں دیکھے اپنے ذرا لیلی اسی محمل میں ہے

خوں بہا لینا تیغ سے قتل کی ہو گی گواہ
خون کا دھبا نہیں گر دامن قاتل میں ہے

اک اشارہ کرتے ہی دل میرا دو ٹکڑے ہوا
کاٹ خنجر سے زیادہ ابروئے قاتل میں ہے

شام ہی سے پوچھتا ہے منتیں کرکے وہ شوخ
سچ بتاؤ آج وہبی کیا تمھارے دل میں ہے

سر کے بل جاتا ہوں شوق شہادت دل میں ہے
قتل مشکل ہو قضا اب قبضۂ قاتل میں ہے

ولولہ گھٹتا نہیں بڑھتا ہے ہر دم اشتیاق
سچ ہے بڑھ کر بعد انکے وعدۂ باطل میں ہے

وصل کی شب آپ پر وہ تیرے رعب حسن سے
منہ پہ آسکتا نہیں جو کچھ ہمارے دل میں ہے

ہے ہم آغوشی کی حسرت اور تقاضا مرگ کا
یا الہی اب ہماری جان کس مشکل میں ہے

ہو گیا سینے میں خون اسکا بھی شاید دل کے ساتھ
آج کچھ انداز بسمل اضطراب دل میں ہے

ہو جہانتک جیتے جی کر لیجیے اونکی تلاش
بیٹھنا تو تھک کے آخر گور کی منزل میں ہے

ایکدم قوسی نہین غافل جو اونکی یاد سے
اندرون تخم ضعیف کچھ اضطراب دل مین ہے

شیشۂ مے کا تو دور کب ہمارے دور مین ہے
شمع مینا روشن اے خمار اس محفل مین ہے

عقدہ کچھ اس طرح کا کی اہل دل سے پوچھیے
کس زبان سے ہو بیان لذت جو درد دل مین ہے

آنکھ وہ دیکھیں ہم نہ دیکھیں سے نگہ کیا کیجیے
عشقبازی کا مزا ابتک ہمارے دل مین ہے

قتل کرنے سے ہمارے سب پہ ثابت ہو گیا
جوہر مردم شناسی خنجر قاتل مین ہے

حلقۂ چشم و شب طلب ہے گرد کچھ رقت بے شوق
قیس کو دھوکا ہوا لیلی اسی محمل مین ہے

دیکھ تا قسمت کی گردش شیشۂ ساعت کی طرح
صاف ہین ظاہر مین وہ لیکن کدورت دل مین ہے

شور ہے آہنگ کی تو ہر جا دل ہے کوئے یار مین
راہ مین آواز نالہ ہے جرس منزل مین ہے

پوچھتا ہے نہین جو گریہ اک اشک سے
اور نگہ کا زخم تو اچھی طرح سے دل مین ہے

جب سے پیدا عاشق کی جا ضرورت نہین
دل مین مجنون کے نہین لیلی تو کیا محمل مین ہے

دیکھ مین کہتا ہون حسن آنکھون کا تری
تل مین پتلی کی جگہ ہے اور پتلی تل مین ہے

اس تڑپ کو اور اس بیکسی کو کس سے دیکھیے
طرز بیتابی دل کچھ طائر بسمل مین ہے

جان بخشی کا اب کی کان مین یہ قول وہ
جان بخش تیغ اپنی قبضۂ قاتل مین ہے

شعر دل مین گر مضمون الگ ملک ہے زہرہ وش
صورت ماہ و قمر کچھ چاہ بابل مین ہے

ناخن تدبیر سے بھی جسکا کھلنا ہے محال
وہی ایسا کونسا عقدہ مری مشکل مین ہے

گو نہین غافل ہون دم بھر حیلہ کی تدبیر سے
بس مگر انسان کا چلتا نہین تقدیر سے

عمر بھر زلف مسلسل کا مجھے سودا رہا
پانوں تک نکلا نہ باہر خانۂ زنجیر سے

جلوہ گر شانہ ہوس پیچ گیسوئے پُر پیچ و خم کے پاس
خال کو تشبیہ دون مین دانۂ زنجیر سے

کوئی فیصلہ حلقہ مین قید اوسکے دل مضطر نہین
کم نہین زلف مسلسل دام ماہیگیر سے

جان دی جو عشق مژگان مین وصیت ہے یہی
پاٹنا میری لحد کو شاخ چوب تیر سے

میری بیجہ جی کا قاتل کو بھی میرے ہے ملال
اشک گرپڑتے ہین چشم جوہر شمشیر سے

یاد مین اوس زلف پر پیچ و خم کے جو رویا مین کبھی
رہ گئے نالے اولجھکر عرش کی زنجیر سے

قد نکالا جیسے یان اوسکو ملایا خاک مین
نوجوان دیکھے نہین جاتے ہین چرخ پیر سے

حضرت دل جوش وحشت مین بھی ہین ہوشیار
سلسلہ پیدا کیا ہے زلف کی زنجیر سے

میری آہون سے سدا ہل گئی زنجیر عرش
چونک چونک اوٹھے فرشتے نالۂ شبگیر سے

کچھ نہ پوچھو جان پر پروانے کی گذری جو کچھ
شمع کا جسوقت سر کاٹا گیا گلگیر سے

تجھ پہ چالاکی کا لگایا ہاتھ جب سفاک نے
دھو گیا خط جبین آب دم شمشیر سے

وصل کی شب صبح ہوتی ہی چھری مجھپہ چلی
نالۂ مرغ سحر بھی کم نہین تکبیر سے

کھینچے بانی بیٹھکر مجھ غمزدہ کی گر شبیہ
خود بخود آنسو روان ہو دیدۂ تصویر سے

بارھا پر کیا آب بھی قاتل کہ جو ہنگام ذبح
ہو گیا اچھو مجھے آب دم شمشیر سے

سانپ سے کٹواتے ہین میری زبان اس جرم پر
زلف کی تعریف کی او بھی ہوئی تقریر سے

جان دی ہوتی اک ابروئے عرق آلودہ پر
غسل میت چاہیے آب دم شمشیر سے

بوسہ لب شیرین کا امداد نہین کرتے
تم وصل مین بھی میرا دل شاد نہین کرتے

پھر فصل بہار آئی پھر زورون پہ سودا ہے
تدبیر مری اب تک فصاد نہین کرتے

صیاد سے یہ کہو ڈر ہے نہ چھری پھیرے
ہم کنج قفس مین بھی فریاد نہین کرتے

کیون عاشق بیدل کے آتے ہو نہین دل مین
اوجڑی ہوئی بستی تم آباد نہین کرتے

کیا نشتر مژگان سے لی فصد رگ جان کی
جو کام کیا تمنے فصّاد نہین کرتے

آئے ہو تو دکھلاؤ اعجاز مسیحائی
کلمہ کوئی میّت پر ارشاد نہین کرتے

یہ عشق کی کونسل سے قانون ہوا جاری
ثبت زلف کے قیدی کی میعاد نہین کرتے

کیا حق پہ عاشق کے رگ رگ کو چھیری چھیری
یہ ظلم تو اے ظالم جلاد نہین کرتے

جب اونسے یہ کہتا ہون آتی ہے مجھے ہچکی
فرماتے ہین تمکو تو ہم یاد نہین کرتے

کیا خوب ہوا باندھی اب فصل بہاری نے
گلشن مین گذر اپنا صیاد نہین کرتے

امید نہین اونسے بس یہ بھی غنیمت ہے
گر شاد نہین کرتے ناشاد نہین کرتے

فرقت کا بیان ہونا اچھا نہین وصلت مین
بھولی ہوئی باتون کو ہم یاد نہین کرتے

وسیمی نہ کلام اپنا ٹکسال سے باہر ہو
ہم کوئی نیا مضمون ایجاد نہین کرتے

فقیر خانے مین مانا کہ آ نہین سکتے
وہ اپنے پاس بھی ہمکو بلا نہین سکتے

کمر کی یاد مین ایسا ہوا ہون آوارہ
کہ خضر بھی مجھے رستہ بتا نہین سکتے

وہ بدگمان ہین نہ کھینچینگے پاؤن بھی ہرگز
اسی نظر سے ہم آنکھین بچھا نہین سکتے

یہی ہے خوف کہین راز عشق فاش نہو
ہم اونکے ہجر مین آنسو بہا نہین سکتے

ہمارے سر پہ بٹھاتے ہین آپ غیرون کو
یہ ناز آپکے بیجا اوٹھا نہین سکتے

خیال ہے کہ نزاکت سے چھل نجاے کہین
وہ لب پہ پان کا لاکھا جما نہین سکتے

وہ ہنسکے کہتے ہین اور آگے تمسے کیا ہوگا
فراق کے بھی تو صدمے اوٹھا نہین سکتے

تمھاری زلف کے سودے مین یہ ہوئی حالت
کہ نالے ضعف سے لب تک بھی آ نہین سکتے

رقیب محفلِ عالی مین باریاب ہین اب
حضور ہم در دولت پہ آ نہین سکتے

وہ خوف کھاتے ہین آزارِ عشق کا سنکر
مسیح بھی مری بالین پہ آ نہین سکتے

کرین وہ قتل عجب زخم کیے ہین ہم
گنا ہگار ہین گردن اٹھا نہین سکتے

یہ زار ہون ملک الموت کا بھی خوف نہین
وہ ڈھونڈھتے ہین لاکھ مگر مجھکو پا نہین سکتے

تمھاری تیغِ جہازی مین یہ حرارت ہے
کہ زخم بھی مرے پانی پچا نہین سکتے

ہم اونکے جور و ستم روز سہتے ہین لیکن
دل اپنا اونکی طرف سے ہٹا نہین سکتے

وہ شاہ حسن ہین کیونکہ نہ رعب غالب ہو
ہم اونکو وصل کی شب بھی جگا نہین سکتے

خدا کے فضل سے انسان وہان پہونچتے ہین
جہان ملک کے فرشتے بھی جا نہین سکتے

کیا جو شکوۂ تقدیر تو بناز سے وہ
لکھے ہوئے کو کسی کے مٹا نہین سکتے

یہی ہے خوف سر دست خون کسیکا نہو
وہ اپنے ہاتھون مین مہندی لگا نہین سکتے

نہین ہے مدِّ نظر قتلِ عام اے وہبی
ہم اونکی آنکھون مین سرمہ لگا نہین سکتے

مرنے پہ بھی ملیگی نہ کوئے بتان مجھے
وہ گز زمین دیگا نہ یہ آسمان مجھے

وصلت کی شب ہے اتنی جو ہم آغوش ہو جیے
بھاتی نہین ہے آپکی یہ این و آن مجھے

کس منہ سے شکر اونکی عنایت کا ہو ادا
دیتے ہین اپنے وصل کی ابتو زبان مجھے

آغوشِ گل مین ہون کبھی دوشِ صبا پہ ہون
نکہت کیطرح کچھ نہین قیدِ مکان مجھے

احباب چل بسے نہ لیا مجھکو اپنے ساتھ
سمجھا سبھون نے گردِ پسِ کاروان مجھے

وہبی بہار مین جو بیابان کا عزم ہو
ہو جائین موج نکہت گل بیڑیان مجھے

حاصل ہوا تھا اوج یہ پہلے کہان سے مجھے
اوس مہر نے زمین سے کیا آسمان مجھے

ہستی مین تو بلایا کسی دلفشان سے مجھے
لیجائیگا عدم مین بت غنچہ دہان مجھے

دشتِ عدم سے کھینچکے لایا یہان مجھے
لیجائیگا یہ جوشِ جنون اب کہان مجھے

فصلِ بہار باغ کا گذ رنگ سے ہے مدّعی
کرنی پڑیگی بیعتِ پیرِ مغان مجھے

بوسے ہے جو حوالِ لبِ یار کے نصیب
اب کیان کہنے لگے نکتہ دان سے مجھے

قیدِ قفس سے اپنی رہائی محال ہے
یکسان ہے اس سبب سے بہار و خزان مجھے

بیجا نہین جو آہِ رسا پہ ہے مجھکو ناز
گویا ہے بامِ عرش کی یہ نردبان مجھے

میرا بھی دل شگفتہ ہو جبتک کھلے ہین پھول
مانع نہ سیرِ باغ سے ہو باغبان مجھے

قیدی کھینچینگے قامتِ موزون کی یاد مین
گوشہ نشین کریگا وہ ابرو کمان سے مجھے

شکلِ فدا کہ اوس سے پیدا ہوا ہے شعلہ
اب اپنے جسم کی وہ سمجھتے ہین جان سے مجھے

فصلِ بہار مین بھی گریبان نہ پھٹ سکا
زورِ جنون نے خوب کیا ناتوان مجھے

چومونگا مین ضرور ترا سنگِ آستان
کھینچے گا دار پہ بھی اگر داربان سے مجھے

کیونکر سنون مین حضرتِ ناصح کی پند کو
اتنو نہین ہے طاقتِ ضبطِ فغان سے مجھے

اے ضعف دیکھ بھال کے تن کو گھلائیو
درکار ہین پئے سگِ یار استخوان سے مجھے

یان فرطِ ضعف سے نہین اوٹھتی ہین پاؤن تک
صیاد تو پنہاتا ہے کیون بیڑیان سے مجھے

وہبی غزل کہونگا یہ لکر ردیف اور
منظور اپنی طبع کا ہے امتحان سے مجھے

دیکھا نہ ایک رنگ پہ باغِ جہان کبھی
آئی بہارِ گل کبھی فصلِ خزان کبھی

ابرو دکھائیے کبھی نوکِ مژہ کبھی
خنجر لگائیے کبھی مجھکو سنان کبھی ۱

اے جان یہ بھی ماتم عاشق کا رسم ہے
تربت پہ بھی نہ آکے ہوئے نوحہ خوان کبھی

تم اپنے گھر چلے ہوئے ہمراہی عدم
دیکھی تھی یون مفارقت جسم و جان کبھی

اس درجہ لٹ گیا ہون تصور مین زلف کے
ڈھونڈھے اگر اجل تو نپائے نشان کبھی

کھاجاے نانِ مہر سیانِ تنورِ چرخ
گر ہو بلند نالۂ آتش فشان کبھی

دکھلائے شوخیان جو مرا توسنِ جنون
مجنون نہ دشتِ عشق مین ہو ہمعنان کبھی

کرتی نہ یاد مصحفِ رخسارِ یار اگر +
بلبل نہ بھولتی سبقِ گلستان کبھی

رخسارِ یار خط سے رہیگا ہمیشہ صاف
اس شعلہ کا نظر نہین آتا دھوان کبھی

دیدے دل وصالِ یار اگر ہے نصیب مین
لپٹینگے اوس سے مثلِ خطِ توامان کبھی

وسعت مین بھی نہ غنچۂ خاطر کبھی کھلا
منہ سے نہ منہ ملا نہ زبان سے زبان کبھی

فرہاد کس امید پہ عاشق کو صبر ہو
سنکر سوالِ وصل کہا تمنے ہان کبھی

ہم کاہشون سے ہجر کے گھٹکے بنے ہلال
لیکن وہ ماہرو نہوا مہربان کبھی

جسنے ہمارا حال سنا ایک بار بھی
فرہاد و قیس کی نہ سنی داستان کبھی

گلچین کے مثلِ خشک شجر ہاتھ ہون قلم
چھوڑا نہ شاخِ گل پہ مرا آشیان کبھی

کر دیتی حالِ سوزشِ پروانہ سب بیان
گویا جو شمعِ بزم کی ہوتی زبان کبھی

پہونچے سفینہ عمر کا میری قضا کے گھاٹ
دو ہاتھ آبِ تیغ اگر ہو روان کبھی

بہرِ نثار لائے زرِ گل ہزار بار
بلبل سنے جو یار کا رنگین بیان کبھی

وہبی مزار مین بھی نہ بھولی بتون کی یاد
سینے سے ہٹ سکا نہ یہ سنگِ گران کبھی

بنی بتخانہ مین اوس بت کی جب تصویر پتھر کی
ہر اک کہنے لگا کیا جاگ اوٹھی تقدیر پتھر کی

حرم مین سنگ اسود دیر مین بت دونون پتھر ہین
جہان دیکھا نظر آئی ہمین توقیر پتھر کی

کبھی عاشق کی حالت پر نہ پگھلا موم کی صورت
تمہارے دل مین شاید آگئی تاثیر پتھر کی

سنا گر وصل کا پیغام تو بت بن گئے فوراً
وہ چپ بیٹھے ہین جیسے ہو کوئی تصویر پتھر کی

ملا بعد فنا گر سنگ تربت تو غنیمت ہے
نہ کوئی ساتھ اپنے لیگیا تعمیر پتھر کی

اگر باتین نہین کرتا وہ بت تو اسکا کیا شکوہ
سوا اعجاز کے کسنے سنی تقریر پتھر کی

اگر وہ طفل وہبی دے اجازت سنگساری کی
ابھی بوچھار کردے سر پہ چپ و پیش پتھر کی

الفت آفت ہوئی ہے جی کی
صورت نہین بھولتی کسی کی

مین کیا ہون جو تم سے دل لگاتا
اک بات تھی یہ بھی دل لگی کی

گر یان ہین محب تمہارے ہر دم
عادت ہی نہین انھین ہنسی کی

زلف مشکین مین دل جو پھنس جائے
کیا اسمین خطا ہے آدمی کی

بیمار کی تیرے او مسیحا
صورت نہین کوئی جانبری کی

کس مرتبہ اوسکو ضد ہے مجھ سے
جو بات کہ منع کی وہی کی

پھر آتا ہے ماننے کو ریہ کون
ہے رسم یہ ساری جیتے جی کی

کچھ نزع مین کہہ سکے نہ اوسے
جی مین ہی رہی ہمارے جی کی

سودائی نہین ہوئے ہین بے وجہ
ہے دھیان مین زلف اک پری کی

توبہ بخدا نہ چھیڑ ناصح
الفت اوس بت سے ہمنے کی کی

پھر دیکھ لین اوس صنم کی صورت
دے مہلت اجل جو اک گھڑی کی

تم ہمسے جو بولتے نہین ہو
عادت ہے ہمین بھی خامشی کی

آیا نہ وہ شوخ راستی پر ہیہات — مجبور ہون بخت نے کجی کی
صدائی زلف پہ تھا رسے — کیا کیا زنجیر نے کڑی کی

زاہد سے نہ سن کے پند واعظ
وہبی حرکت بہت بُری کی

شب فراق مین رو دیا کیا سحر کے لیے — ترس ترس گئین آہین مری اثر کے لیے
الٰہی خیر سے اوسکی خبر ملے مجھکو — چھری ہی تیز وہان مرغ نامہ بر کے لیے
سجا ہے بوسے کا گر تل نہ لگیا رخ پر — یہی تو داغ مناسب تھا اس قمر کے لیے
مریض ہجر نے دی جان تیری غفلت سے — نہ آیا ایکدن اوبےخبر خبر کے لیے
زیادہ درد ہوا نزاکت سے سرگران وہ ہوئے — لگا لیا کبھی صندل جو درد سر کے لیے
پیام اوس بت شیرین ادا کا جب لایا — بڑھا کی ہاتھ قدم ہمنے نامہ بر کے لیے
جو مہر حشر مرے داغ دل کا پھاہا ہو — رواہوا ابر کا رومال چشم تر کے لیے
خیال زلف مین ذرات ہم ہین سرگردان — ازل سے تھا یہی سودا ہمارے سر کے لیے

دعائین مانگتا ہون جتنی مانگ لے وہبی
کھلا ہے باب اجابت ابھی اثر کے لیے

اے پری رو جو ترے در کا گدا ہوتا ہے — مرتبہ اوسکا سلیمان سے سوا ہوتا ہے
پھنسکے دل کب کسی عاشق کا رہا ہوتا ہے — پیچ گیسوئے مسلسل کا بلا ہوتا ہے
یہ نہین سمجھے کہ ہوئے قتل تری ہاتھون سے — کون اب کشتۂ شمشیر ادا ہوتا ہے
حالت نزع مری دیکھ کے فرماتے ہین — آج لو خاتمۂ مہر و وفا ہوتا ہے
بادشاہ اونکو سمجھے ہین تری حلقہ بگوش — سایۂ زلف اونھین بال ہما ہوتا ہے

دمبدم کاٹتے عشاق گلا رستے ہین
خون ناحق ترے ہاتھون سے حنا ہوتا ہے

پرتو ناخن پا بنتا ہے گردون پہ ہلال
بدر تنویر مین عکس کف پا ہوتا ہے

جان نکلیگی نہ حسرت مین ہم آغوشی کے
ملک الموت اگر دشمن تو کیا ہوتا ہے

کیون خفا ہو جو کیا شکوہ فرقت مین نے
کہ محبت ہی مین ایجان گلا ہوتا ہے

جو ہم گل کو بھی ترستے ہین اسیران قفس
اسطرف کب گذر باد صبا ہوتا ہے

آئنہ آج مقابل ہے خدا خیر کرے
مین یہ حیران ہون کہ اب دیکھیے کیا ہوتا ہے

تیری مستانہ روش کی جو صفت لکھتا ہون
ہاتھ مین بھی اثر لغزش پا ہوتا ہے

آگئے بھی سامنے تو ڈالی ہوئی منہ پہ نقاب
کیا یہی وعدۂ دیدار وفا ہوتا ہے

چشم میگون تری بھر جاتی ہے آنکھون کے تلے
جام جب بادۂ گلگون سے بھرا ہوتا ہے

وقتی آنکھ چرا ہا تو بڑا جرم کیا
ظلم جو ہوتا ہے تجھسے وہ بجا ہوتا ہے

جیتے جی لی نہ خبر عاشق مضطر کی کبھی
اب جو آئے ہو عیادت کو تو کیا ہوتا ہے

گھٹتے گھٹتے بنتا ہے ترے ناخن پا کی صورت
ماہ نو اسلیے انگشت نما ہوتا ہے

لب پہ ہر وقت رہا کرتی ہے جان شیرین
دل کے لگجانے مین وہبی یہ مزا ہوتا ہے

مرے ارمان نکلنے کی بھلا اب کون صورت ہے
مجھے شوق ہم آغوشی ہے اونکو اس سے نفرت ہے

شب وصلت مین بھی اونکو ہم آغوشی سے نفرت ہے
کہا گر مجھسے تو تو بے مزہ میری طبیعت ہے

تری عاشق کشی بھی کیا ستم ایجاد تربت ہے
مجاور حور جنت شامیانہ ابر رحمت ہے

بنی تار شعاعی آج ہر تیلی جو چلمن کی
مقرر جھانکتا کھڑکی سے کوئی مہر طلعت ہے

چلے جب جب قدم وہ غل ہوا شہر خموشان مین
قیامت ہے قیامت ہے قیامت ہے قیامت ہے

نہ دم بھر قبر میں بھی چین پاؤنگا پس مردن
نہ روئیں وہ مری غم میں یہی میری وصیت ہے

تمھارا کچھہ نجائیگا تمھارا کچھہ نجائیگا
ہماری جان جائیگی یہی گر درد فرقت ہے

نہ رہجائے تمنا آخری دیدار کی دل میں
ابھی رخصت نہو صاحب کہ اپنا وقت رخصت ہے

نہ کیونکر چونک اوٹھے گھبرا کے خواب مرگ سے مجنون
مری زنجیر کی غل سے بپا شور قیامت ہے

وبال اونکو نہو کسطرح ہر اک بال چوٹی کا
کمر دوہری ہوئی جاتی ہے کیا فرط نزاکت ہے

اگر کہتا ہوں شکوہ گرمجوشی رقیبان کا
تو فرماتے ہیں وہ ہنسکر کہ اپنی اپنی قسمت ہے

نظر حسن سے کیوں چار آنکھیں تم نہیں کرتے
ادھر دیکھو کبھی کی ہمسے بھی صاحب سلامت ہے

عجب کیا گر ہماری خاک پہونچے چرخ چارم تک
ہمیں ذرہ صفت وحیؔ تلاش مہر طلعت ہے

اسطرح کے جینے سے حیا بھی نہیں آتی
وہ جاتے ہیں اور ہمکو قضا بھی نہیں آتی

احباب تو سب بڑھ گئے ہم رہ گئے پیچھے
افسوس کہ اب بانگ درا بھی نہیں آتی

عشاق کا خون جان سے وہ کرتے ہیں پرہیز
اب ہاتھوں میں ملنے کو حنا بھی نہیں آتی

عاشق کی اسیری اوسے منظور نہیں ہے
اب پاؤں تلک زلف رسا بھی نہیں آتی

ہوجاوے وہی اپنی شفاعت کا وسیلہ
ہمکو تو کوئی ایسی خطا بھی نہیں آتی

کسطرح اسیری میں کھلے غنچۂ خاطر
اوس گل کی گلی سے تو صبا بھی نہیں آتی

ٹھکرا کے نہیں چلتے ہیں وہ میت عاشق
کیا کہیے اونھیں طرز جفا بھی نہیں آتی

کسطرح کوئی عشق میں جان اپنی گنواے
مرتے ہیں حسینوں پہ قضا بھی نہیں آتی

تاثیر کرے اپنی جو اوس شوخ کے دل پر
ایسی تو کوئی ہمکو دعا بھی نہیں آتی

اوس شوخ کے آنے کی اب امید ہو کیونکر
فرقت میں مرے پاس قضا بھی نہیں آتی

محفل مین ہمین روتے ہوئے آتی ہے غیرت
تم ہنستے ہو غیرون سے حیا بھی نہین آتی

جب کہتا ہون اک روز حضور آئین مرے گھر
فرماتے ہین وہ میری بلا بھی نہین آتی

صحت ابھی ہو جائے جو دین خال کا بوسہ
عیسی کو مرے میری دوا بھی نہین آتی

کسطرح اوتاروگے مرے تن سے مرا سر
تیوری تمھین اے جان چڑھا بھی نہین آتی

کسطرح کرین ہم کسی گلرو سے محبت
ان چھوکرون سے اب بوے وفا بھی نہین آتی

تو آج تلک ہجر مین زندہ رہا وحشی
بے شرم تجھے شرم ذرا بھی نہین آتی

خیال اسکا بھی دل مین ذرا جناب رہے
گناہ غیر پہ ہم موردِ عتاب رہے

تمھارے مصحفِ عارض سے کچھ بھی مس ہو اگر
تو زاہدون کی بغل مین نہ پھر کتاب رہے

نصیب ہو نہ کبھی چاند کی طرح گھٹ بڑھ
ہمیشہ آپکا جوبن ہی پر شباب رہے

نظر لگے نہ کہین مہر و ماہ کی اونکو
بجا ہے گر رخِ پر نور پر نقاب رہے

شرابِ وصل سے اکدن تو کیجیے مسرور
کہانتک آتشِ فرقت سے دل کباب رہے

بنائین آپ نے جس روز شام کو زلفین
تمام رات مرے دل کو پیچ و تاب رہے

غمِ فراق سے جیتا نہ پائیگا مجھے +
جو آپ اور یونہین بر سرِ عتاب رہے

شبِ وصال کا اوسوقت لطف حاصل ہو
نہ مجھکو شرم نہ کچھ آپکو حجاب رہے

ہمارے گھر کبھی بھولے سے بھی نہ آئے تم
تمھارے واسطے ہم دربدر خراب رہے

مقابلہ نہوا ابر سے تو گھگجاتا +
ہمیشہ جوش پہ یہ دیدۂ پر آب رہے

اٹھا جو ابر تو رندون نے یہ دعا مانگی
ہمارے سر پہ سدا دامنِ سحاب رہے

نکل ہی آئے مرے سینے سے دُرِ مضمون
صدف مین چھپکے نہ یہ گوہرِ خوش آب رہے

اب وسنے اسلیئے ہاتم مین سر کے کہو ئے ہین بال	کہ قبر مین بھی مرے دل کو پیچ و تاب رہے

گلوئے خشک رگڑتے ہین آج ہم وہبی
یقین ہے خنجر سفاک مین نہ آب رہے

کسطرح سے ہوا اونکو مرا خیال تو ہے	بلا سے میل نہین ہے نہو ملال تو ہے
ہم اپنی جان پہ کھیلے ہین خوف کیا اسکا	اگر نہ وصل میسر ہوا وصال تو ہے
ہمارے واسطے اتنا ہی خونبہا ہے بہت	جو قتل ہمکو کیا اونکو انفعال تو ہے
مین اپنی جان سے کسطرح ہاتھ دھو بیٹھون	وہ آئین یا کہ نہ آئین پر احتمال تو ہے
جب اونسے کہتا ہون فرقت مین گھٹ گئی ہے غذا	وہ ہنسکے کہتے ہین چہرہ ترا بحال تو ہے
مین جان دے کے لیا چاہتا ہون بوسۂ لب	وہ دین نہ دین مگر اونسے مرا سوال تو ہے
رقیب نے تو یہ چاہا تھا دشمنی ہو جاے	ہزار شکر مرے اونکے بول چال تو ہے
اسی سے رکھتا ہون مین جان سے زیادہ عزیز	تمہارا غم مرا ہر دم شریک حال تو ہے
نہ دونگا چاند کو اوس رخ سے مین کبھی تشبیہ	اسے زوال اوسے حسن مین کمال تو ہے
لڑا کہین وہ رقیبون سے چھپٹے دریا مین	ہمارے ڈوبنے کو آب انفعال تو ہے
غریب جان کے دیتے ہین مجھکو بوسۂ خال	جو روز کا نہین معمول خال خال تو ہے

بھلائے رہتا ہون دل سے اگرچہ اے وہبی
خیال زلف مری جان کا وبال تو ہے

وحشت نے اپنے پاؤن جو زندان مین رکھ لیے	دل قیس ہو کو کہن کے بیابان مین رکھ لیے
اونکو ہمارے داغون کی اوسوقت آئی یاد	جب پھول توڑ توڑ کے دامان مین رکھ لیے
ایذا دہی کو اوسنے مرے چند استخوان	قطگیر کی جگہ پہ قلمدان مین رکھ لیے

گل ہو گئی خندان تو وہین بہر یادگار
کچھ کانٹے توڑ توڑ کے دامان مین رکھ لیے

سیعاد جب نہ کی تو اسیرانِ زلف نے
اپنے کفن بھی ساتھ ہی زندان مین رکھ لیے

اتنا اثر تو اونپہ کیا شورِ عشق نے ✣
لختِ جگر ہمارے نمکدان مین رکھ لیے

قاتل نے سر خود شون کا جب امتحان کیا
جانباز ہمسے چھانٹ کے میدان مین رکھ لیے

جوشِ جنون کو ہے ورے سینے سے کیا خلش
لختِ جگر جو نیچۂ مژگان مین رکھ لیے

مایوس اونکے وصل سے جسوقت ہم ہوئے
سینے پہ ہاتھ ہی شبِ ہجران مین رکھ لیے

آوارہ ہون نکلکے نہ یہ طفل اسلیے
ٹپکے جو اشک گوشۂ دامان مین رکھ لیے

جن جن کا بیگناہ کیا خون اونکے نام
سُرخی سے لکھ کے اوسنے قلمدان مین رکھ لیے

افشائے رازِ عشق کا تھا جنسے ہمکو خوف
مضمون وہ اپنی طبعِ سخندان مین رکھ لیے

صیّاد پھیرنے لگا بلبل پہ جب چھُری
آنکھون پہ ہاتھ ہمنے گلستان مین رکھ لیے

وہبی کلام یون تو ہے نازک مثبت مگر
جو شعر صاف صاف تھے دیوان مین رکھ لیے

دیوان تمام شد



مخمس غزل حضرتِ ظلِ سبحانی خلیفۃ الرحمانی
سلطانِ عالم و عالمیان واجد علیشاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

یا نیچے ناز سے یون جان اوٹھاتے نکلو
بیڑیاں نور کی اسطرح دکھاتے نکلو
جانِ پروانہ پہ بجلی تو گراتے نکلو
جگرِ عاشقِ دلسوز جلاتے نکلو
شمع کو محفلِ عشرت مین رولاتے نکلو

رنگِ گلزار دمِ سیر مٹاتے نکلو
شوخیِ چشم سے نرگس کو چھپاتے نکلو
مسکراتے ہوئے یون ہونٹھ چباتے نکلو
دُرِ دندان سے تو شبنم کو رولاتے نکلو
غنچۂ بند کو گلشن مین ہنساتے نکلو

دمِ ہمہمیہ قیامت ابھی ڈھاتے نکلو
بیٹھکر گھوڑے پہ یون باگ اوٹھاتے نکلو
شہسواری مین تو اعجاز دکھاتے نکلو
سمِ رہوار سے مُردون کو جلاتے نکلو
سوتے فتنے کو تم اے یار جگاتے نکلو

زلف اگر چہرے پہ آجاتی ہے تو آنے دو
صورتِ شانہ تم اے جان نہ اتنا اوُلجھو
سرِ مو پیچ نہین اسمین ذرا سمجھو تو
تیرہ بختون کا دل چاک سبک کرتے ہو
بارِ گیسو رخِ نازک پہ اوٹھاتے نکلو

سنگدل صورتِ شیرین تو نہ تم بنجاؤ
مین تو پرویز نہین ہون کہ جو دل ترساؤ

میٹھی باتون سے نہ عشاق کا دل للچاؤ — مثلِ فرہاد نہ تم کوہ کنی کرواؤ
جو سے الفت لبِ شیرین سے بتاتے نچلو

باغ مین ساتھ مجھے لا کے تم اے ماہ لقا — شوخیان کرتے ہو پر مجھکو ہے کھٹکا اتنا
نو اسیری ہے ابھی خوب نہین رام ہوا — قفسِ تن مین مرا طائرِ دل پھڑکے گا
چٹکیون مین گل و بلبل کو اوڑاتے نچلو

سیکھے سکھلائے ہو سکھلائیے کیا سودا ہے — ساری دنیا کا چلن آپکے زیرِ پا ہے
کج خرامی سے کمر لچکے نہ ڈر اتنا ہے — سیدھی رفتار سے بس لف مین بل پڑتا ہے
باغ مین سروِ روان خاک اوڑاتے نچلو

خفتہ بختون کو نہین رہنے دو تم گور قریب — نہ مسہری ہے نہ بستر نہ پلنگ انکو نصیب
مثلِ رعباد کے مکار ہین یہ گرگ عجیب — خوابِ خرگوش ہی غفلت مین پڑے ہین یہ رقیب
آہوے چشم سے مردون کو جِلاتے نچلو

دیکھکر قامت و رفتار کی یہ جلوہ گری — سرو خجلت سے گڑے جاتے ہین اے رشکِ پری
مست طاؤس ہین بیہوش ہین سب کبکِ دری — موجِ گل سے تہ و بالا ہے نسیمِ سحری
قد و بالا سے تو یون خاک اوڑاتے نچلو

خوب صیادی پہ ہے چشمِ فسون گر مائل ✣ — تیور اس غمزہ و انداز سے ڈالے قاتل
ہدفِ تیرِ نگہ ہو گئی جانِ بسمل — خلشِ ناوکِ مژگان سے پھنسا طائرِ دل
بے زبان کو قفسِ تن مین ستاتے نچلو

چشمِ بد دور بلا زا ہے یہ انداز یہ آن ✣ — صدقے اس ناز کے اس شرم و حیا کے قربان
محوِ دیدار ہوئے جاتے ہین ہر دم ہر آن — شرمگی چشم نہ زلفون مین چھپاؤ اے جان

نخچیر ہمراہ تو ہین بات بناتے نکلو

خوش خرامی کرو آئے ہو جو فرحت کی جگہ چال دکھلاؤ یہ سبزے جلوۂ قامت کی جگہ
جمع مندین کا ہونا ہے قیامت کی جگہ مارِ گیسو سے ہوا عشق خصومت کی جگہ
رہروی مور کو گلشن مین سکھاتے نکلو

گلشنِ دل مین بدراج انکا تھا کثرت سے صنم پرکھے جاتے تھے یہ گر آتشِ محبت سے صنم
بٹّہ لگنے لگا اب انمین بھی مدت سے صنم سکۂ داغ کھرے تھے تری طینت سے صنم
یہ چلین کھوٹا ہے بدذاتی پہ آتے نکلو

بانکا انداز ستم ڈھاتا ہے اے رشکِ قمر چلئے نیچون کے بھل اتنا نہ بنو تم خودسر
تیغِ رفتار سے کیا ٹکڑے اوڑاؤگے جگر ٹھوکرون سے ہمین پامال کروگے تنکر
ہاتھ ملواؤگے سینے کو اوٹھاتے نکلو

نغمہ پیرائی کا دعوی تھا بڑا بلبل کو پر یہ اندازِ سخن آئیگا کیا بلبل کو
کچھ یہ وہبی کر سناؤ تو صدا بلبل کو باغ مین آئے ہو گر و تو ذرا بلبل کو
غزلِ اختر خوش لہجہ سناتے نکلو

ایضاً

برنگِ روح قیامِ دل و جگر کیجے خیال سے نکلے کبھی آنکھون مین بسر کیجے
ذرا ہماری طرف سے اونھین خبر کیجے ادب سے محفلِ عشاق مین گذر کیجے
مثالِ مردمکِ چشم دل مین گھر کیجے

ریاضِ حسن ہے اے گل ترا رخِ رنگین کو دہن کو غنچے سے تشبیہ دون تو زیبا ہو

شمیمِ گل کہون باتون کو تیری اے خوشخو — بتاؤن موتیا کا پھول تیرے دانتون کو
یہ حق ہین سے ہے تری مسواک نیشکر کیجے

زوالِ حسن سے شرمندہ ہے وہ خورجمال — شروعِ حسن ہے ایسا بڑھا ہے اوسکا کمال
وہ لاکھہ خور ہین پر رحم چاہیے ہر حال — ہمارے آنے کا لازم ہے اونکو استقبال
کھسک کے قاصدِ خوشخو ذرا خبر لیجے

ہمارے عشق کو سے ہے وہ لوٹے لیتے ہین — شبابِ رشک دہ مے وہ لوٹے لیتے ہین
ہر ایک چیز ہر اک شئے وہ لوٹے لیتے ہین — متاعِ وصل جو کچھہ ہے وہ لوٹے لیتے ہین
یہ ٹھو انکہ زن بھی ہین کتوال کو خبر کیجے

شکائتین نہ کہین شاہِ حسن سے غیر و — مقابلہ ہے کہین شاہِ حسن سے غیر و
منہو ملدل و خذین شاہِ حسن سے غیر و — مقامِ شکوہ نہین شاہِ حسن سے غیر و
یہ دستخط ہوئے اب اونکا رفع شر کیجے

کچھہ آپسمین دوسرے سے مشورہ نہین درکار — صلاحِ وقت مناسب جو ہو وہ کیجیے کار
خدا کے فضل سے صاحب ہین خود طبیعت دار — اطاعت آپ ہین کرنے نکرنے کے مختار
جہان مین دھوم ہی مچوا دیئے اگر کیجے

رقیب سحر بیانی پہ اپنے ہین مغرور — نظر کرین نہ سخن سازیون پہ اونکے حضور
جتائے دیتے ہین بندہ نواز تا مقدور — اب اونسے صلح نہ کیجے جو جنگ ہے منظور
صلاح ہمتو دیتے کبھی مگر کیجے

یہ بیحیائی تمھین جو زبان سکھاتی ہے — خفیف ہوتے ہو آواز تھرتھراتی ہے
کہو تو آج کہان سے سواری آتی ہے — کسی مہینے کی نوچندی خالی جاتی ہے

کدھر نیاز چڑھائی ادھر نظر کیجے

تمھاری آتش فرقت مجھے جلاتی ہے دل و جگر کے ہمارے دھوئین اوڑاتی ہے
زیارت آپکی کسکو میسر آتی ہے کسی مہینے کی تو چندی خالی جاتی ہے
کدھر نیاز چڑھائی ادھر نظر کیجے

سفر کیا ہے تو ساماں اسمین کیا صاحب رفیق درد و الم غم ہے آشنا صاحب
یہ تمنے مصرع موزون سنا کہا صاحب نقارہ کوچ کا جھالا ہے پاؤن کا صاحب
مقام منزل عشاق سے سفر کیجے

حصول دین بھی کر فعل بد سے ہو تائب مقیم کعبہ ہو یا سیر دیر پر راغب
خدا کی یاد کر دیا بتون سے ہو طالب دو رنگی خوب نہین ایکسو رہین صاحب
اِدھر لگائیے اس دلکو یا اُدھر کیجے

تمھاری یاد سے بھر بھر گئی ہر اک رگ و پے تمھین مدام ہے غیرون کے ساتھ صحبت مے
تم خدا سے ڈرو ظلم و جور یہ تا کے جفائین آج ہین اک روز باز پرس بھی ہے
وہ دن ہے یاد قیامت کا الحذر کیجے

بتاؤن فکر علاج اپنی مین نے جو کی ہے در صنم پہ گھسون چلکے سر یہ سوجھی ہے
کسے دماغ ہے طاقت کہان یہ باقی ہے گھسے گا مجھسے نہ صندل وہ خاک کافی ہے
مجھے یہ تاب کہان اتنا درد سر کیجے

غضب ہے باندھے انروزون اونکی تیغ شباب یہ مرغ صدرہ سے کرتا ہے وہ نگار خطاب
کمان ابروے پرخم کا لطف دیکھین جناب ہماری پلکون سے چھوٹے اگرچہ تیر شہاب
تو آپ دورہ مہتاب کو سپر کیجے

اگرچہ حلقۂ گیسو ترا ہے حلقۂ دام
پر آشیانہ ہے مجھکو سوا بلا آرام
یہی ہے آرزو طائرِ دلِ ناکام
بسیرا آج یہین کیجیے ہوئی ہے شام
مثالِ جغدِ ہماخانے مین بسر کیجے

ہزار شکر خدا نے یہ دن دکھایا ہے
ابھی یہ وصل کا مژدہ مجھے سنایا ہے
جواب خط کا نہین جانِ تازہ لایا ہے
مسیح بنگیا قاصد مجھے جلایا ہے
مژدہ پایا ہے احسان عمر بھر کیجے

زبسکہ شیفتۂ زلف و روے جانان ہون
مثال آئینہ حیران ہون گہ پریشان ہون
پھر آگے کیا کرون مین مبتلاے ہجران ہون
یہ جی مین آتا ہے ہر صبح و شام گریان ہون
جو شب ہے بیٹھیے رونے کو تو سحر کیجے

سرشکِ یاس سے وہبی منہ اپنا دھوتے ہین
برنگِ زخمِ تن آنکھون سے خون روتے ہین
وہ چونکہ جاتے ہین سب اپنی جان کھوتے ہین
ہزار اختر مہر درخشان ہوتے ہین
خدا کے واسطے اب آہ بے اثر کیجے

مخمس غزل جناب دبیر الدولہ بہادر عرف مرزا حیدر صاحب

زنگ لاتی ہے زمانے کی ہوا ایک نہ ایک
سر پہ دیوانون کے رہتی ہے بلا ایک نہ ایک
حسب بو عاشقون پر پیچ پڑا ایک نہ ایک
ہے سدا شیفتۂ زلفِ دوتا ایک نہ ایک
عشق کے دام مین رہتا ہے پھنسا ایک نہ ایک

سلسلہ جوشِ جنون کا ہے ابھی تک برپا
دم سے دیوانون کے آباد ہے ہر اک صحرا
تشنۂ لب ہے نہین پایا ہے کوئی کانٹا
دشتِ پرخارِ محبت مین فقط قیس پہ کیا

جا نکلتا ہے نیا آبلہ پا ایک نہ ایک

کیا کہوں کوچۂ گیسو کی جو پُرپیچ ہے راہ
فائدہ طولِ بیاں سے مجھے قصّہ کوتاہ
میں تو اس فکر میں رہتا ہوں پریشاں واللہ
گو کہ سب جانتے ہیں گیسوؤں کو دامِ سیاہ
اسیر ہوتا ہے گرفتارِ بلا ایک نہ ایک

عاشقوں کی ہے دعا عشق ہو اور دُنیا ہو
زندگی کا ہے مزا عشق ہو اور دُنیا ہو
یہ سچ تو یوں ہے بجا عشق ہو اور دُنیا ہو
قیس و فرہاد یہ کیا عشق ہو اور دُنیا ہو
اب بھی کر جاتا ہے یہاں نام وفا ایک نہ ایک

جستجو کر کے نکالی تو ہیں ہم نے راہیں
اس دورا ہے میں بشر ٹھیک نہ رستا بھولیں
دیکھیے منزلِ مقصود کو کب تک پہونچیں
کبھی بتخانے میں جاتے ہیں کبھی کعبے میں
مل ہی جائیگا ترے گھر کا پتا ایک نہ ایک

حال ہر دم تری بیماری کا ہے نوعِ دگر
قطع امید ہوئی اب کہ نہ ہوگا جانبر
سال و ماہ و سحر و شام تو کیا آٹھ پہر
دردِ سر دردِ دل اور دردِ جگر دردِ کمر
مرضِ عشق میں ہر دم ہے سوا ایک نہ ایک

سرفروشوں کی رسد جاری ہے اب تو دن بھر
رکھے دیتے ہیں گلے آپ سے زیرِ خنجر
ایسا مرتے ہوے دیکھا نہیں جانبازی پر
لاکھوں بسمل ترے کوچے میں تڑپتے ہیں مگر
سر بکف ایسے ہی آتا ہے نیا ایک نہ ایک

قتلِ عالم کو کیا کرتے تھے وہ گھر ہی میں
کربلا کی کبھی لہر آ گئی جو کچھ جی میں
ہوے سب نکلے کہ وہ چاند سا منہ ڈولی میں
لکھنؤ بھی ہے عجب شہر کہ نوچندی میں
نظر آتا ہے نیا ماہ لقا ایک نہ ایک

خوبیِ بخت ہے اسمین نہین تیرے شکوے
اپنے نزدیک ملاقات کے شائق ہوکے
ایکدم بھی تجھے فرصت نہوئی غیرون سے
ڈھونڈھکر تخلیہ کا وقت ترے در پہ گئے
اسپہ بھی عاشقِ سرشار ملا ایک نہ ایک

ہاتفِ فضل وکرم اوسکا یہ دیتا ہے نوید
لاکھی بندے ہین یہ کہتے ہین ہم بھی جاوید
وہ کرے مہر تو ذرّے کو بنا دے خورشید
گو گنہگار ہین اللہ سے پر ہے امید
ہووے مقبول ہماری بھی دعا ایک نہ ایک

کاوشین روز کیا کرتا ہے عشقِ مژگان
کیا بیان حالِ جگر کیجیے اوآفتِ جان
سینے مین صورتِ ناسور ہین زخمِ پنہان
دلمین لاکھون ہی لگے تیرِ نگہ کے پیکان
اب بھی ہر وقت کھٹکتا ہی رہا ایک نہ ایک

فرقتِ ساقیِ مہ رو مین جو غم کھائے
شغلِ گریہ سے کبھی خالی نرہنے پائے
کسی دشمن کو یہ صدمے نہ خدا دکھلائے
ایک سے اشک گرے دوسرے مین بھر آئے
چشم کا جام رہا اپنے بھرا ایک نہ ایک

چونکے کرتے ہین سدا یون تو زمانے کے حسین
مین طلب کرتا ہون جب بوسۂ روئے نمکین
خود غرض کہتا ہے واللہ مگر وہ خود بین
وہ یہ کہتا ہی کہ ہے پاس ہمارا ہی دل و دین
دو تم انمین سے ہمکو بھی بھلا ایک نہ ایک

ظلم اوٹھینگے کسی سے ترے پیارے ہرگز
اُف تلک مُنہ سے نکلی خوف کے مارے ہرگز
یہ ہمین ہین کہ جو ہمت کو نہ ہارے ہرگز
لب پہ شکوہ نہ کبھی آیا ہمارے ہرگز
اور تم کرتے رہے تازہ جفا ایک نہ ایک

یہان نہین سیر ہوس باغِ ارم سے بے معشوق
تقویت ہی نہ رہینگے کوئی دم سے بے معشوق

دو دمین

وہ نہیں رکھنے کا از راہِ کرم بے معشوق رہے دنیا میں تو اک روز نہ ہم بے معشوق

حور جنت میں بھی دیویگا خدا ایک نہ ایک

مفت برباد ہوئے تیری بدولت اے ماہ رفتہ رفتہ رفقا سارے جدا ہوتے ہیں آہ
خرد و ہوش تو راہی ہوئے کب کے واللہ زور و زر صبر و تحمل جو سدا تھے ہمراہ

روز اب پاس سے جاتا ہی چلا ایکـ نہ ایک

روز و شب حسن کا بازار نہیں گرم رہا مہر پوشیدہ ہوا ماہ فلک پر نکلا
چمنِ دہر سے شمشاد گیا سرو آیا اِن حسینوں سے زمانہ نہیں خالی رہتا

گو کہ یوسف نہ رہا اور ہوا ایک نہ ایک

دو قدم چلنا کیا کرتا تھا عالم کو حلال سیکھ لی ہے تری رفتار نے کیا تیغ کی چال
خونِ عاشق سے جدھر دیکھو گلی کوچہ ہے لال کوئی مرتا ہے سسکتا ہے کوئی ہے پامال

چال پر تیری ہوا فتنہ بپا ایک نہ ایک

اسقدر آپ سے گستاخ کبھی آگے نہ تھے تیز دستی نہ کیا کرتے تھے ایسی آگے
منہ لگانے ہی سے ہم آپکے یہ چل نکلے گہ طلب بوسہ کیا گاہ گلے سے لپٹے

سچ کہیں ہم سے بھی ہوتی ہی خطا ایک نہ ایک

بزم عشرت میں بھی اپنا نہ کبھی بہلا جی ہم یہ سمجھے ہیں جو کسی گل نے ستاری چھیڑی
گنگنائی کوئی اوس زہرہ منش نے ٹھمری باغ میں زمزمے بلبل کے جو سنتے ہیں کبھی

تیر سی لگتی ہی کانوں کو صدا ایک نہ ایک

قہر ہیبت جو ہمت کو دلا کر دے خوف جستجو شرط ہے انسان عبث کھائے نہ خوف
کر نہ تو منزلِ مقصد میں بھٹکنے سے خوف رہِ نادیدۂ الفت میں قدم رکھ بے خوف

مل ہی جائیگا تجھے راہ نما ایک نہ ایک

عشقِ مژگان کا سدا کانٹا سا کھٹکا دل میں
کبھی محبوب سے خوشی آئے نہ اصلا دل میں
لاکھوں گشتہ ہوئے ارمان و تمنا دل میں
درد و غم رنج و خیالِ رخِ زیبا دل میں
رات دن انہیں سے مہمان رہا ایک نہ ایک

دیدۂ تر میں سمایا ہے وہ خورشید مثال
کبھی محوِ لبِ عارض کبھی عشقِ خط و خال
یاد سے اوسکے نہ غافل رہے دم بھر یا حال
کبھی اوس رخ کا تصور کبھی زلفوں کا خیال
خانۂ دل میں سدا اپنے رہا ایک نہ ایک

ہجو وہبی نہیں کرتا ہے ز راہِ آداب
ہجو انکے کہنے میں فرماتا ہے اکثر وہ جناب
آغا صاحب سے ہیں ابرار جہان میں نایاب
عمر بھر تجھ سے تو وحید رہو اک کارِ ثواب
کیا عجب باعثِ بخشش ہو خطا ایک نہ ایک

مخمسِ غزل حاجی الحرمین شریفین نواب محمد کلب علیخانصاحب بہادر والیِ رامپور فرزندِ دلپذیرِ دولتِ انگلشیہ دام اقبالہٗ

قابلِ عبرتِ عالم ہے مصیبت میری
آنکھ سے دیکھ لو سمجھو کہ ہے حالت میری
نہ سنو تم نہ سنو کوئی حکایت میری
تم عبث چھپتے ہو مجھ سے حقیقت میری
سب مرا حال کہے دیتی ہے صورت میری

دیکھ سکتے نہیں دشمن بھی اذیت میری
تپ الفت سے یہ اب پہونچی ہے نوبت میری
چھوڑ دی دوستوں نے میرے رفاقت میری
منت کرتی ہے شبِ ہجر عیادت میری
دور پہونچی ہے ترے عشق میں شہرت میری

خون بہا کرتا ہے آنکھون سے بکثرت میری — جوش مین رہتی ہے ہر وقت طبیعت میری
مین وہ گریان ہون کہ روئے زمین ہو شہرت میری — اشک کیونکر نہ کرین روز زیارت میری
کر لیند آئی مرے یار کو رقت میری

میری صورت سے تنفر نہ اوسے ہو کیونکر — غیر سے ملنے کا رہتا ہون مین مانع اکثر
نام تک اسلیے میرا نہین لاتے لب پر — تا نہ مغرور ہون مین تذکرہ اپنا سنکر
غیر سے بھی نہین کرتا وہ شکایت میری

کبھی کرنے کے نہین اسکو سخن فہم قبول — گفتگو جسمین جو بڑھ جائے سراسر ہے فضول
مہربان شانے کے مانند اوسے بھنے سے حصول — مختصر بات کیون دیتے ہو تم اتنا طول
نہین کچھ زلف سے بڑھکر شب فرقت میری

نازاو ٹھائیگا نہ جب کوئی بشر میرے بعد — روؤگے بیٹھکے سر اپنا پہر میرے بعد
سخت پچھتاؤ گے اے رشک قمر میرے بعد — ابھی کچھ قدر نہین اسکی مگر میرے بعد
یاد آئیگی بہت تمکو محبت میری

گو مین دیوانہ ہون گرچہ بری بعد مرے — دیکھنا غیب سے سامان مہیا ہونگے
کچھ سمجھتا ہون مگر اسجان مین اتنا تمسے — تم نہ آؤگے تو کیا کوئی نہ پوچھیگا مجھے
خاک اوڑانی کے لیے آئیگی وحشت میری

حال ہو سارے زمانے کا ہمیشہ سے یونہین — عشقبازون سے کہین ہوتے ہین مانوس حسین
اپنے دل مین تو ذرا سوچو تو تم اے ماہ جبین — مجھسے نفرت ہے تمھین یہ تو بڑی بات نہین
چاہتا ہو نہین تمھین واہ ری ہمت میری

دل لگی ہوتی تھی محفل مین جو مجھ سے اوس سے — گرمیون سے مری جھلاتا تھا کیا جل جل کے

چھیڑتا ایسا کہ رو دیتا وہ ہنستے ہنستے — تم مرے غیر کے جھگڑے مین عبث تول او
دیکھ لی ہوتی ذرا آج شرارت میری

ان مسیحا نفسون کے بھی عجب ہین اطوار — نہین پروا انھین اچھا ہو کوئی یا بیما
جب مین خواہان تھا تو انکو تھا نہایت انکار — بے نیازی کا ہے احسان کہ اب سو سو با
بے سبب ہوتی ہے ہر روز عیادت میری

طرز بیداد ہے دنیا سے نرالا اونکا — وہ کسیطرح سنبھلنے نہین دیتے ہین ذرا
اور تو دے چکے سب طرح کی مجھکو ایذا — یہ نیا ظلم ہے الفت کا چکھاتے ہین مزا
جبکہ ہو جاتی ہے غم کھانے کی عادت میری

ابر مژگان ہے جدائی مین زبس دریا بار — اشک خونین کا لگا رہتا ہے ہر دم اک تار
پوچھتا ہون مین یہ اے حسرت دید رخ یار — ہو گئی آنکھین تو مری وصل مین محو دیدار
اوس گھڑی کونسا گھر ڈھونڈھیگی رقت میری

سلا مجھ سا کوئی یار کو جب میرے بعد — کر دیے ترک سب اسباب طرب میرے بعد
رنگ قسمت نے دکھایا یہ عجب میرے بعد — جیتے جی بات نہ پوچھی کبھی اب میرے بعد
پوچھتے پھرتے ہین ہر ایک سے تربت میری

دھیان آتا تھا کبھی مجھکو کہ یہ اپنا ہے — کبھی کہتا تھا یہ مین اسکا وفا شیوا ہے
واقعی سچ ہے پھر ایسے کا بھروسا کیا ہے — غیر کے دلمین بھی ظالم کبھی جا رہتا ہے
ہاے غم بھی نہین کرتا ہے رفاقت میری

دل سے اپنے یہ کہا کرتا ہون پہرون مین تو — یہ نہ کہتا کہ کہین اوسکا کوئی شاکی ہو
جان دینے پہ وہ دم دیتا ہے جبکو دیکھو — کس جفاجو کا ہے یہ ظلم کہ اک عالم کو

لاکھ عیشون سے پسند آئی مصیبت میری

زندگی کی بھی مجھے اپنی توقع نہ رہی ✤ کوئی صورت نہین آتی ہے نظر بچنے کی
جیسی اب درد جدائی سے ہے حالت میری ✤ مرض عشق سے ایسا تو نہ تھا حال کبھی
بے طرح بگڑی ہے ان روزون طبیعت میری

اتفاقات سے اونکا جو ہوا یہان آنا ✤ سلطنت ملگئی کوئی مجھے ہین سنے جانا
ایسی رونق ہوئی گھر سے یہ مری پروانا ✤ گھر مین آئے بھی مرے تو نہ مجھے بھایانا
ہائے کیون بدلی اونھین دیکھکے رنگت میری

ورطے انکی جفاؤن کے نہین ہوتے سطے ✤ مفسد کے یہ رہا کرتے ہین ہر دم درپے
تمھین منصف ہو اوٹھے رشک کا صدمہ تا کے ✤ تم مخاطب ہو اغیار سے یہ مطلب ہے
بزم مین مجھ سے کیے جاؤ شکایت میری

وہبی ارشاد یہ کرتے ہین شہ عرش جناب ✤ صدمۂ ہجر سے رہتا تھا دل اکثر بیتاب
چشم میرا آب تحیر سے تھی مانند حباب ✤ جانکہ مجھکو خفا بیٹھے وہ مجھ سے تواب
آج مشتاط بنا وصل مین حسرت میری

مخمس غزل خواجہ حیدر علی آتش مرحوم

تڑپتا ہے مریض عشق کیونکر دیکھتے جاؤ ✤ مرے دم توڑنے کی سیر دم بھر دیکھتے جاؤ
دم رخصت ذرا حسرت کے تیور دیکھتے جاؤ ✤ نکلتی کس طرح ہے جان مضطر دیکھتے جاؤ
ہماری پاس سے جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ

کسے ایسے قیامت ذا چلین بھاتی ہین صاحب کے ✤ نرالی آفتین نازو ادا ڈھاتی ہین صاحب کے

خلافِ وضع ہی پامال چلاتے ہین صاحب کے
قدم انداز سے باہر ہوئے جاتے ہین صاحب کے

ستم رفتار مین کرتی ہی ٹھوکر دیکھتے جاؤ

رہے پھر جستجو مجکو نہ باقی عذر کچھ انکو
وہ آئین پاس مین جاؤن نکلے راہ ورسم اب کچھ تو
بھی نہ ٹوکنے سے ہونگے آزردہ تو ہونے دو
ملین وہ راہ مین ابکی تو کہتا ہون جو ہو سو ہو

دکھا دو گھر مجھے اپنا مرا گھر دیکھتے جاؤ

ادا دل پیستی ہی زلف سر پر خم دیتی ہے پھانسی
قرہ کی پڑتی ہین چھریان نگہ کی چلتی ہے برچھی
کوئی بات اوٹھا رہی پھر کیون ٹھہرا لو اک ذرا تم بھی
خرام ناز مین عاشق سے ہو اسکا اشارہ بھی

تم اپنی تیغ ابرو کے کبھی جوہر دیکھتے جاؤ

تماشا ہی کہ وہ تو خوف سے عاشق کی ڈرتے ہین
خطا اوٹھی جان نثاری کا ذرا ہم اسپہ مرتے ہین
تہ خنجر بھی حسرت سے کھڑا آہین بھرتے ہین
کوئی اونسے کہے منہ پھیر کر جو قتل کرتے ہین

تڑپتا ہی تمھارا کشتہ کیونکر دیکھتے جاؤ

کہین طاؤس کہین کبک دری مین ہر ہر گام لڑتے ہین
کہین پامال رفتارِ قیامت زا جھگڑتے ہین
شرابِ حسن کے نشے مین اتنا بھی اکڑتے ہین
روش مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ پڑتے ہین

خدا کے واسطے پھر پھیرا دیکھتے جاؤ

ترا اے معجزے رفتار روح افزا دکھاتی ہے
ہزاروں مردہ صد سالہ اکدم مین جلاتی ہے
صدا خلخال پا کی مژدہ صحت سناتی ہے
جدھر جاتے ہو ہر گھر سے یہی آواز آتی ہے

مسیحا ہو تو بیمارونکو دم بھر دیکھتے جاؤ

ہمیشہ دید نور جلوۂ عارض سے ترسایا
فروغ حسن عالمگیر بے پردہ نہ دکھلایا
ترستا ہی کوئی نظارے کو اتنا نہ دھیان آیا
نقاب اکدن اوٹھا تک تمنے یہ منہ سے نہ فرمایا

جمالِ آفتاب ذرّہ پرور دیکھتے جاؤ

فقط مشتاق ان آنکھوں کے نظارے کی ہین کیا ہم　　زمین و آسمان کو کر رہے ہین درہم و برہم
خرامِ ناز مین مدِّ نظر اِتنا رہے ہردم　　نگاہِ لطف کا شائق ہو تحت و فوق کا عالم
کبھی نیچی نظر ہو گاہ اوپر دیکھتے جاؤ

ستاتے ہو عبث ہر بار محوِ چشمِ فتّان کو　　فقط چشمک ہی کافی کشتۂ بیداد حیران کو
نہین زیبندہ شوخی ایسی تمسے راحتِ جان کو　　کبھی ہلجاتے ہین ابرو کبھی جنبش ہی مژگان کو
دکھاتے ہو ہمین شمشیر و خنجر دیکھتے جاؤ

شگفتہ ہوتی ہین گل مضمین نعلِ سمِ توسن مین　　کھلی جاتی ہین کلیان جھونک سے ہر بار دامن مین
یہ ادنے کھیلنے کا ہے مشورہ نسرین و سوسن مین　　نسیمِ نوبہاری کی طرح آئے ہو گلشن مین
تماشائے گل و سرو و صنوبر دیکھتے جاؤ

توکّل ہی بڑی دولت بشر ہرگز نہ للچائے　　صفت اسکی نہ کیونکر ہر گھڑی لب پر مرے آئے
جنابِ خواجۂ مرحوم جب وہبی یہ فرمائے　　نہ موڑو اوس سے منہ الکس جو کچھ درپیش آجائے
دکھاتا ہے جو آنکھوں کو مقدّر دیکھتے جاؤ

مخمس غزل جناب استادی یار السلطان آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسد متخلص بہ قلق

نقاب مین رخِ پُر نور کو چھپائے ہوئے　　ادا سے سر کو ہر اک گام پر جھکائے ہوئے
نگاہ نیچی کیے ناز سے بچائے ہوئے　　ادھر سے جاتے ہین رد انگہہ جو چرائے ہوئے
اونھین کا تیرِ نگہ ہم ہین جی پہ کھائے ہوئے

جفا کا اونکو جو آیا خیال نادم ہین
تباہ دیکھ کے آنکھون سے حال نادم ہین
نئی طرح کا ہے یہ انفعال نادم ہین
ہمارا کاٹ کے سر وہ کمال نادم ہین
کھڑے ہین دیر سے مقتل مین سر جھکائے ہوئے

نثار جان سے کوئی کوئی دل سے ہے قربان
کمال کیا ہی اگر خضر نے بھی دیدی جان
مثال انسے ہے جو خط انکا ایسا ہین نہین نادان
عبیر و عنبر و مشک و بنفشہ و ریحان
تمھاری سبزۂ خط پر مین زہر کھائے ہوئے

کمال خوف ہے مہر و وفا کا نام نہین
گئی جو صبح مسافر کو یان تو شام نہین
جتائے دیتے ہین ہمکو کچھ اور کام نہین
سرائے دہر یہ دم لینے کا مقام نہین
عدم کے قافلے والو قدم بڑھائے ہوئے

یہ امتحان ہوا ہمکو بارہا بخدا
گیا وہ جان سے جسنے کہ اک نظر دیکھا
عدم کا صاف نظر آتا ہے اوسے رستا
تمھارا کشتۂ مژگان کوئی نہین بچتا
یہ تیر ظلم ہین کس زہر مین بجھائے ہوئے

خیال دل مین رہا کرتا تھا یہ صبح و مسا
پڑینگے پیچ خدا جانے اور ہو گا کیا
بہت وفون سے اب اس بات کا یقین آیا
ضرور جان ہماری یہ ایکدن لیگا
ہے مار زلف ترا ہمیشہ زہر کھائے ہوئے

نہ رحم آئے گرے کوئی لاکھ نالہ و آہ
عجیب طرح کے بیدرد ہین خدا کی پناہ
نہین ہے حال یہ وحشی کے بھی کرم کی نگاہ
قلق یہ قول بزرگون کا راست ہے واللہ
نہ آزماؤ اونھین جو ہین آزمائے ہوئے

ایضاً

کب شب ہجر مین ہم گور کنارے نہوئے
جان بلب کون سے دن درد کے مارے نہوئے
کچھ بلطف و عنایت کے اشارے نہوئے
حال پرہسان کبھی مجھسے بھی پیارے نہوئے
ہم تمھارے ہوئے تم حیف ہمارے نہوئے

گو کہ مشہور زمانہ ہے ترا لاف و گزاف
پر نہ دل صورت آئینہ کبھی رکھا صاف
یہ برا ماننے کی بات ہے تقصیر معاف
جاے انصاف ہے شکوہ نہین از نا انصاف
غیر پیارے ہوئے اور ہم تجھے پیارے نہوئے

ہمکو الفت ہے تری اور تجھے ہے آپکی چاہ
اب یقین ہو کہ بڑے لطف سے ہووے گا نباہ
گرچہ بلبل کیطرح رہتا ہون ہر شام و پگاہ
کون سے دن نہ بھرا دامن گلچین نگاہ
کب بہ سیر گل عارض سے نظارے نہوئے

خانۂ دل نہوا عیش و طرب سے آباد
اپنی عشرت کے جو دن تھے وہ ہوئے سب برباد
لاکھ مین گھر مین رہا ہون پہ دل نہین میرا ہی شاد
کب مین جینخانے مین سویا کہ نہ آیا تو یاد
کب روان دیدۂ گریان کے ہزارے نہوئے

مجھکو معلوم جو ہوتی کبھی گردون کی راہ
عرش سے توڑ کے اک آن مین لاتا [illegible]
ہر گھڑی ہر دم و ہر لحظہ ہر اکدن ہر ماہ
تیری افشان پہ تصدق اونھین کرتا اے ماہ
آسمان کو در سے قابو مین ستارے نہوئے

راہیِ ملکِ بقا ہوتے ہزارون غواص
کشتۂ تیغ ادا ہوتے ہزارون غواص
بستۂ موج فنا ہوتے ہزارون غواص
غرقِ گرداب بلا ہوتے ہزارون غواص
شکر صد شکر وہ دریا کے کنارے نہوئے

جان سو دل سے ہر اک آن رہی اُنپہ فدا
پر اُنھین قدر نہ اسکی ہوئی دل مین اصلا

ہے یہ وہبی مرے استاد کا ارشاد بجا
اے قلق تم رہو ثابت قدمِ راہِ وفا
خیر پاپوش سے وہ گرچہ تمھارے نہ ہوئے

ایضاً

شیشۂ دل کو الفت سے اُٹھو سنبھلنے نہ دیا
حسرت و یاس کو سینے سے نکلنے نہ دیا
کسی پہلو دلِ غمدیدہ بہلنے نہ دیا
غش سے مجھکو کسی عنوان سنبھلنے نہ دیا
ضعف نے رنگ بھی چہرے کا بدلنے نہ دیا

عشق میں پھرتے ہیں ہم خوار و ذلیل و رسوا
جو نہ ہونا تھا وہ سب عشق کے ہاتھوں سے ہوا
سینہ اپنا صفتِ شانہ سدا چاک رہا
کس بلا میں دلِ سودا زدہ اپنا نہ پھنسا
گو منا پیچ ترے زلف کے بل سنے نہ دیا

نشۂ مے میں پڑے رہتے تھے ہر دم مدہوش
عیش و عشرت سے سدا رہتے تھے تم دوش بدوش
ساری باتیں ہیں اگر کسی کی نہیں ہم کچھ ہوش
عشقبازوں سے ہو ہوئے ابھی سے روپوش
مہربان آپ نے جوبن کو بھی ڈھلنے نہ دیا

غم سے آ گیا کو منہ کو کلیجا ہر بار
اُف تنگ منہ سے نکالی نہیں ہمنے زنہار
یوں تو ہر روز بندھا رہتا تھا اشکوں کا تار
اور عشق اسے کہتے ہیں دمِ رخصتِ یار
ضبط نے آنکھ سے آنسو بھی نکلنے نہ دیا

مہربان آپکی عادت کبھی ایسی تو نہ تھی
آج جسطرح سے بے وقت سواری مانگی
رنگ رخ کیوں نہ دھواں ہو مرے چہرے سے اجی
کتنی تعجیل شبِ وصل دمِ رخصت کی
صبح کی توپ کو بھی آپ نے چلنے نہ دیا

ہمکو یہ حال ابھی تک نہوا تھا معلوم | کہ ہوا ہمسے بھی برگشتہ ہمارا مقسوم
رکھدیا گو کہ تہِ خنجرِ بیّران حلقوم | سخت جانی نے شہادت سے بھی رکھا محروم
حلق پر خنجرِ سفاک کو چلنے نہ دیا

چھوڑی دامن کا رہا ساتھ ہمارے اوسکے | نہ بدلوائے جو ہمنے تو نہ ہمنے کپڑے
فتنے برپا ہوا کرتے تھے دیسے آگے | بدگمان اتنا ہوا غیرون کے جھگڑا کا سنے
یار نے عطر بھی پوشاک مین ملنے نہ دیا

قفسِ تن مین نہ گھبراتا تھا مین طائرِ جان | بل پہ بل پڑتے تھے اسطرح سے ہر روز کدان
اسکے دم دعاگون مین آگیا کیا مین نادان | یاد مین پیچ تری زلف کو کیا کیا اے جان
دام مین لاکے محبت کے نکلنے نہ دیا

شبِ فرقت مین ہا رنگ بھی چہرے کا فق | بستر غم پہ مجھے چین نہ آتا مطلق
سینہ گو عشق مین مژگان کو ہے ونہی کا شق | پاسِ مہمان اسے کہتے ہین کہ تا زیست قلق
خارِ غم آبلۂ دل سے نکلنے نہ دیا

مخمّس غزل منشی جواہر سنگھ جوہر تخلص

ہوئے نامور بے نشان کیسے کیسے | مکین ہو گئے بے مکان کیسے کیسے
ملے خاک مین نوجوان کیسے کیسے | بدلتا ہے دورِ جہان کیسے کیسے
دکھاتا ہے چرخِ آسمان کیسے کیسے

نہین ہے تبِ غم کی شدت سے فرصت | نکلتی ہے رنج و مصیبت سے فرصت
نہین یکدم بھی اذیت سے فرصت | نہ تن سے رہائی نہ فرقت سے فرصت

اوٹھاتے ہین اندوہِ جان کیسے کیسے

متاعِ خرد لوٹ کر لیگیا تو
نہ تسکینِ خاطر نہ ہے دل پہ قابو
ذرا دیکھ تو آ سکے او طفلِ بدخو
نکلتے ہی آتے ہین فرقت مین آنسو
رواں ہین یہاں کاروان کیسے کیسے

نہ اِتنا خدا کے لیے بدگمان ہو
نہین گر یقین ہے تو پہلو مین دیکھو
جو گذری ہے دل پہ وہ کچھ مجھ سے سن لو
نگاہ و مژہ سے نہ عاشق سے پوچھو
لگے زخمِ تیر و سنان کیسے کیسے

کسی سے نہین حل ہوا یہ معما
یہ رازِ عدم ہے بتائے کوئی کیا
بہت غور سے موشگافون نے دیکھا
نہ عقدہ کھلا اونکے موئے کمر کا
مبصر پڑے درمیان کیسے کیسے

بنا جسم گو خاک ہو کر کے تودا
نہ اک تیر بھی ناوک افگن نے پھینکا
سرِ راہ ڈلایا مین کیسا کیسا
نشانہ بنایا نہ تیرِ نگہ کا
فدا آئے ابرو کمان کیسے کیسے

نہ کچھ پوچھو وہبی جو گذری ہے دل پر
بھڑکی سوزشِ غم سے کیا جانِ مضطر
حرارت سے ہین رشکِ گرمابہ اخگر
دل و سینہ کیا کیا جلے اپنے جوہر
ملے داغِ مہرِ بتان کیسے کیسے

تمام شد

مسدس اشعار مُلا وحشی

دام مین زلفِ سیہ فام کے ہون جیسے اسیر
وصل کی اس سے بن آتی نہین کوئی تدبیر
دیکھیے رنگ دکھاتی ہے نیا کیا تقدیر
طوق گردن مین پڑا پاؤن مین پہنی زنجیر
ہجر مین اپنی ہوئی جاتی ہے حالت تغییر
کوئی اوس شوخ سے کہتا یہ نہین او بے پیر

فارغ از عاشقِ غمناک نمی باید بود
جانِ من اینہمہ بیباک نمی باید بود

بخدا ہجر مین دن رات یہی ہین سامان
یاد مین آئنہ رخ کے ہوئے ہر دم حیران
موت کے سارے نشان ہین مرے چہرے سے عیان
کبھی نالہ مرے لب پہ ہے کبھی آہ و فغان
نیند آنکھون سے گئی تن سے گئی تاب و توان
جان دی مین نے اگر دل مین سمجھ اسے نادان

ما نباشیم کہ باشد کہ جفاے تو کشد
بجفا ساز دو صد جور براے تو کشد

تیری آنکھون کے تصور مین ہوا ہون بیمار
نور آنکھون سے گیا روح ہے تن سے بیزار
دم شماری مین بسر ہوتی ہے اب لیل و نہار
دیدۂ تر سے بندھا رہتا ہے اشکون کا تار
دوست دشمن ہوئے اور یار ہوئے سب اغیار
ایسے بھی تشنۂ خون میرا ہے تو او خونخوار

من اگر کشتہ شوم باعثِ بدنامی تست
موجب شہرت و بیباکی و خودکامی تست

مین ترے عشق مین اس درجہ ہوا ہون رسوا
رحم حالت پہ مری تجھکو نہ آیا اصلا
ہے مرے حال کا ہر ایک زبان پر چرچا
تو شبِ ماہ مین کرنے لگا سیر دریا

مین فدا تجھ پہ ہے تجھے کچھ نہین میری پروا
جان تو جائیگی پر قبر سے آئیگی صدا

گر ز آزردنِ من بود غرض مُردنِ من
مردم آزار بکش از پئے آزردنِ من

عشق کے ہاتھ سے از بسکہ بتنگ آیا ہون
وحشتِ دل ہے سوا اور جگر ہے افزون
یاد مین انکھون کے آنکھون سے بہا چشمۂ خون
اوسکی کاکل کے تصور مین ہون ہر دم مجنون
سنو مجھسا زمانہ مین کوئی خوار و زبون
کسطرف جاؤن کدھر بیٹھون بھلا کیا مین کرون

شرح درماندگی خود بکہ تقریر کنم
عاجزم چارۂ من نیست چہ تدبیر کنم

ایک مدت ہے کہ سہتا ہون سبھی درد و الم
سوگ ہے دل کا کبھی جان کا کبھی ہے ماتم
دردِ دل کس سے کہون کون ہے اپنا محرم
آہ بھر کر جسم سے اب آنکھون مین ہے اپنا دم
تونے او عربدہ جو مجھ پہ وہ کی مشقِ ستم
ہے کبھی خنجرِ مژگان کبھی ہے تیغِ دو دم

دیگرے اینہمہ بیداد بعاشق نکند
قصۂ آزردنِ یاران موافق نکند

عشق کا بھول کے لینے کا نہین نام کبھی
کام آیا نہ مرے او بتِ خود کام کبھی
تیرے کوچے مین نہ آؤنگا مین ناکام کبھی
ہوگا آغازِ محبت کا بھی انجام کبھی
تو عوضِ بوسہ نہین دیتا ہے دشنام کبھی
تجھ سے ہرگز نہ سنا وصل کا پیغام کبھی

از زبانِ تو حدیثے نہ شنودم ہرگز
از تو شرمندۂ یک حرف نبودم ہرگز

اندنون غیرون سے اسدرجہ بڑھی ہے صحبت
نہ وہ اخلاص رہا اور نہ رہی وہ الفت

اب تو صورت سے بھی میری ہوئی تجکو نفرت ظاہری باتین ہین اور دل سے نہین وہ چاہت
میرے پاس آنے کی اصلا نہین تجکو فرصت مجھ سے اک بات بھی کرنے کی نہین ہو مہلت

که ترا گفت بارباب وفا حرف مزن
چین برابرو زن و یکبار بما حرف مزن

وہ بھی دن یاد ہین تھا بام پہ جانا مشکل ہاتھ ہی ہاتھ لیے رہتا تھا ہین آپکا دل
اب تو اغیار کی صحبت ہوئی تجکو حاصل گھر مین غیرون کے بپا رہتی ہے ہر دم محفل
آگیا دم ہین ترے ایک خط مین بیدل اب نہ ہوگا کوئی اس تیغ نگہ کا گھائل

تو نه آئی که غم عاشق زارت باشد
چون شود خاک بران خاک گذارت باشد

چشم بیمار کا بیمار ہوا ہین مضطر تار بستر کوئی کہتا ہے کوئی تار نظر
بیقراری مین بسر ہوتی ہے اب شام و سحر جان بلب رہتا ہون آتا نہین تو بالین پر
کبھی حیران ہون اے یار کبھی ہون ششدر بیخبر ایسے بھی لیتا نہین تو میری خبر

بشنو این پند مکن قصد دل آزردهٔ خویش
ورنه بسیار پشیمان شوی از کردهٔ خویش

تیرے کوچے مین رہا کرتا ہون مین صبح و مسا ناتوانی نے بنایا مجھے نقش کف پا
روز و شب رہتی ہے خالق سے یہی میری دعا مشت خاک اپنی نہ لیجائے کہین باد صبا
جو ہونا تھا وہ سب عشق کے ہاتھون سے ہوا رحم کر او بت خودکام کہ ہے رحم کی جا

چارهٔ من کن و مگذار که بیچاره شوم
سر خود گیرم و از کوی تو آواره شوم

کسنے یہ ناز یہ انداز سکھایا تجھکو
کوچۂ غیر بتا کسنے بتایا تجھکو
میرے پہلو سے رقیبون نے اوٹھایا تجھکو
حیف صد حیف ذرا رحم نہ آیا تجھکو
راستہ جو کہ نہ دیکھا تھا دکھایا تجھکو
اپنی ہی چال پہ لوگون نے چلایا تجھکو

الله الله نہ کہ این قاعدہ آموختۂ
کیست اوستادِ تو اینہا کہ آموختۂ

ہجر کے صدمۂ جانکاہ اوٹھاؤن کبتک
اشک رخسارون پہ مل مل کے مٹاؤن کبتک
تیری محفل مین مین ناشاد نہ آؤن کبتک
شمع سان اپنے کلیجے کو جلاؤن کبتک
رازِ الفت کا مین اے یار چھپاؤن کبتک
حالِ دل تجھکو نہ ہر بار سناؤن کبتک

خود بگو کز تو کشم جور و تغافل تا کے
طاقتم نیست ازین بیش تحمل تا کے

تپ ہجران سے مین اسدرجہ ہوا ہون رنجور
بہتے بہتے ہوا اب زخم جگر کا ناسور
شیشۂ دل کو کیا سنگِ جدائی نے چور
اب ترے پاس سے بندے کو خدا رکھے دور
حسن پر اپنے عبث رہتا ہے اتنا مغرور
میرا معشوق ہے اک رشکِ پری غیرتِ حور

میروم تا بسجودِ بتِ دیگر باشم
بارہ اگر سجدہ کنم پیش تو کافر باشم

آؤ للہ کہ حاضر ہون منانے کے لیے
جھوٹے نقرے تھے یہ سب تیری جلانے کے لیے
تو قسم کھاؤن اگر آنکھ لڑانے کے لیے
دل سے حاضر ہون ترے ناز اوٹھانے کے لیے
دل لگی یہ بھی تھی اے جان ستانے کے لیے
یہ بگڑنا تھا فقط تیرے بنانے کے لیے

حرف بر حرفِ درشتِ من آزردہ مگیر

حرف آزردہ و درشتانہ بود و خردہ مگیر

جلد آؤ کہ تپ ہجر سے مر جاؤنگا
گذری گر آج کی شب کل میں گذر جاؤنگا

قبر میں ساتھ لیے درد جگر جاؤنگا
حسرت و یاس سے با دیدۂ تر جاؤنگا

خوب ہی نام ترے عشق میں کر جاؤنگا
جانب ملک عدم ہمسفر جاؤنگا

یا کہ بازم ہمہ کس طور مرا امیدانند
عاشقے ہمچو منت نیست خدا میداند

سیر صحرا نہیں بھاتی ہے نہ گلگشت چمن
آنکھ اوٹھا کر نہیں دیکھا کبھی سوئے گلشن

خون دل پیتا ہوں کھاتا ہوں سدا رنج و محن
سارے اعضا ہوئے اب جان کے میرے دشمن

در و دیوار کبھی تکتا ہوں گاہے روزن
وہبیؔ خستہ کا سن لیجیے اتنا تو سخن

از جفائے تو من زار چو رفتم رفتم
لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

تمام شد



تاریخ وفات مولانا محمد ہادی علی اشک تخلص نور اللہ مرقدہٗ

حیف آن اشک گو سجادۂ علم	بود خضر طریق رہا دی راہ
راہی خلد گشت و وحیی گفت	چشم حیران شدہ بلا اشک آہ
	۱۲۸۱ھ

تاریخ وفات مرزا اصغر علیخان مرحوم تخلص نسیم

شد چو نسیم خوش بیان سوے جنان ازین جہان	کرد ہجوم بر دلم لشکر درد و رنج و غم
بہر سن وفات او وحیی زار و دل حزین	کرد رقم بہ معجبہ رفت بروضۂ ارم
	۱۲۸۲ھ

تاریخ وفات جناب منشی جمنا پرشاد صاحب والد ماجد آقاے نعمت جناب منشی نولکشور صاحب دام اقبالہ

والد آقاے من چون رفت از دار فنا	خواستم تاریخ سال انتقال جانگداے
بار اول بہر سالش گفت دل واحسرتا	بار ثانی وادریغا بار ثالث ہاے ہاے
۶۷۶	۱۲۲۲ ۳۲

سمبت ۱۹۳۰

تاریخ طبع کتاب طب تصنیف جناب حکیم مظفر حسین خانصاحب

جب چھپ چکی بحکم مظفر حسین خان — طب کی کتاب جسکا زمانے میں غل ہوا
وہبی کو سالِ طبع کا او سدم ہوا خیال — سقمونیا غبیر افیسون سے سر لیا
۱۲۹۱ھ

تاریخ طبع کتاب بہار ہند تصنیف مولوی عبد العزیز صاحب آرَوی

این کتاب بہارِ ہند و لا — بصغیرہ و کبیرہ شد مطبوع
گفت وہبی بمعجبہ سالش — جملگی بے نظیر شد مطبوع
۱۲۸۷ھ

تاریخ طبع انشاے خورشید فراست

چو شد انشاے خورشید فراست طبع باخوبی — دلِ اہلِ سخن گردیدہ از حسنِ خطش خرم
براے انبساطِ خاطرِ احباب سالِ او — بگو وہبی شدہ مطبوع انشاے دلکشِ عالم
۱۲۸۳ھ

تاریخ طبع کتاب تاج المدائح در مدح نواب رامپور تصنیف حضرت تسلیم سہسوانی

وصفِ این نسخہ چہ آرم بہ قلم — ہست تصنیفِ جناب تسلیم
دمِ فکرِ سنِ طبعش وہبی — گفت شد جا بہ کتابِ تعلیم
۱۲۸۸ھ

تاریخ طبع دیوان منیر

گشت مطبوع چون کلامِ منیر — پاک بنشست شمع خوش گویان

کلکِ من زد رقم بسالِ او	کلیاتِ منیرِ آفتِ جان ۱۲۹۶ھ

ایضاً

یہ وہ دیوان کہ جسکا اک لفظ	مثلِ مہرِ منیر روشن ہے
لکھا وہبی نے اسکا سالِ طبع	کہ یہ شمعِ منیر روشن ہے ۱۲۹۶ھ

تاریخ طبع دیوانِ ظہوری

شد از دیوان عیان شانِ ظہوری	مقرر ہست فرمانِ ظہوری
سزد وہبی بسالِ طبع گویم	کہ طبعِ پاک دیوانِ ظہوری ۱۲۹۶ھ

تاریخ طبع اودھ نامہ تصنیف بابو چھوٹولال صاحب خوب تخلص اسسٹنٹ مرزا پور تحلیہ ہفت صفت

جناب خوب بہتر نظم گسترد	کہ ہفت اورنگ وار دہر دریدح
دمِ فکرِ سنینش وہبی بگوشم	بگفتا ہفت لامع اخترِ مدح ۱۸۷۹ء

تمام شد



جب بے نقاب وہ فلکِ بام پر گئے	اپنی نظر سے شمس و قمر آپ اوتر گئے
بنوایا خط جو یار نے مجھکو یقین ہوا	آہوے چشم سبزۂ رخسار چر گئے
جنکی وفا پہ ناز کیا کرتے تھے حضور	اب آپکے وہ چاہنے والے کدھر گئے

ولہ

یون نہ دنیا سے مرے یاران اوٹھانا مجھکو	روضۂ صاحبِ لولاک دکھانا مجھکو
منہ یہ دکھلانے کے قابل نہین میرا یارب	سامنے اپنے نہ محشر مین بلانا مجھکو
لڑکھڑاؤن کبھی مستی مین جو اے نشۂ مے	پاے ساقی ہی پہ رے چھلکے گرانا مجھکو
کسطرف جاؤن سوا تیرے درِ دولت کے	تو ہی تبلادے کوئی اور ٹھکانا مجھکو

ولہ

اونپہ الزام عبث رکھتے ہین ستم کرتے ہین	فعل مختار ہین جو کرتے ہین ہم کرتے ہین

ولہ

گو فرطِ معصیت سے سراپا قصور ہون	نازان اسپہ ہے کہ بندۂ ربِ غفور ہون

ولہ

رفتارِ نازِ یار کے سب رنگ اڑا لیے	طاؤس و کبک بھی ہین قیامت کے چالیے

ولہ

کل اوسکا طرز اور تمھارا رنگ اور آج ہے
وہ رشکِ گل بھی حد کا تلون مزاج ہے

ولہ

محشر مین کیا خطر ہے عذابِ جحیم کا
بندہ گناہگار ہے تجھ سے کریم کا

ولہ

بیچ مین بولنے والے بھی غضب ڈھاتے ہین
آتشِ غیظ یہ لوگ اور بھی بھڑکاتے ہین

ولہ

کیونکہ کہون شباب کا پیری مین غم نہین
محجوب کرنے کو مرے آئینہ کم نہین

ولہ

اندھا ہون شوق مین نہین کچھ سوجھتا مجھے
بتلادے کوے یار کا کوئی پتا مجھے

ولہ

کوچے مین تمھارے جو مرے ہوتے ہوئے غیر آئین
مجھ سے یہ نہوگا کبھی خوش ہو کہ خفا ہو
دل ٹکڑے ہوے جاتے ہین سننے کی نہین تاب
اس درد سے اتنا تو نہ ہر وقت کراہو
کہتے تھے کہ پچھتاؤ گے دیکھو وہ ہین دمباز
کیون حضرتِ دل خوش ہوے کچھ اور انھین چاہو
بھولے سے بھی فرقت مین کسی روز تمھارے
رونے کے سوا بندہ قسم لو جو ہنسا ہو
بدلا لون جفاؤنکا تو نہین مین بھی جلاؤن
تم بھی جو بدل مجکو مری طرح سے چاہو

ولہ

ہوتی ہے پیری مین اب طے راہ اوٹھتے بیٹھتے
کرتی ہین ہر وقت ہم اک آہ اوٹھتے بیٹھتے
ضعفِ پیری سے جو میرے لڑکھڑا جاتے ہین پاؤن
تھام لیتا ہون عصای آہ اوٹھتے بیٹھتے

	وله	
کوئی مجھ غمزدے سے پوچھے اس حالت کی لذت کو		کلیجے سے لگا رکھا ہے اوسکے درد الفت کو
	وله	
دم رفتار جو خم پشت ہے پیری مین یارون کی		جگہ تجویز کرتے پھرتے ہین اپنے مزارون کی
	وله	
وہ اوٹھ گیا جو کہنے سے غیرون کے کوس کر		مین رہ گیا کلیجے کو اپنے مسوس کر
	وله	
دنیا ہو اور گلشن کوئے حبیب ہو		جنت کی گر ہوس ہو تو دوزخ نصیب ہو
	وله	
ندامت اپنے گناہون پہ ہے کمال مجھے		ڈبوے اے عرق فرط انفعال مجھے

اشعار تاسف رخصت جناب وینگفلڈ صاحب بہادر چیف کمشنر اودھ

مہر سپہر جاہ و کرامت چیف کمشنر صاحب دولت
ملک اودھ ہے فیض سے جنکے رشک بہار گلشن جنت
مجمع جود و معدن بخشش منبع لطف و مخزن رافت
بانی عدل و موجد حکمت بحر مروت کان سخاوت
جبسکے رہی اس عہد مین اونکو مد نظر بہبود خلائق
خلق رہی آسودہ ہمیشہ اونکے زیر دامن دولت
مین و فور عیش و طرب مین خلق نے دیکھا روز جدائی

ایسے مربی حاکم اعلیٰ ہونگے روان اب سوے ولایت

اونکی جدائی کیا ہی غضب ہے سبکے دلون پر رنج و تعب ہے

اپنی دعا یہ روز و شب ہے حق رکھے دائم اونکو سلامت

سہرا حسب ارشاد اوستادی جناب آفتاب الدولہ بہادر قلق دام فیضہم

نکلے نوشاہ کا جسوقت کہ آیا سہرا — آگے حورون نے بھی آنکھون سے لگایا سہرا

دھوم اس عقد کی ہے عرش برین تک ایسی — بزم مین زہرہ و ناہید نے گایا سہرا

لوگ سمجھے ہین عبث خط شعاعی اوسکو — صدقہ اس سہرے کا خورشید نے پایا سہرا

کہکشان پہ نہین چھوٹے سے نظر کرتی ہین وہ — جنکی آنکھون مین ہے ہر وقت سمایا سہرا

ایکدم تھم نہ سکا بوجھہ تھا یہ موتیون کا — دست نازک سے جو نوشہ نے اوٹھایا سہرا

ہر طرف بوے عروسی جو مہک جاتی ہے — عطر مین کیا یہ دولہن کے ہے بسایا سہرا

اپنے بیگانون نے نوشاہ کا منہ دیکھ لیا — جانتا کچھہ بھی نہین اپنا پرایا سہرا

غل ہوا چار طرف صلّ علیٰ صلّ علیٰ — رخ پرنور پہ جسدم نظر آیا سہرا

کھل گیا شملۂ خورشید مین چھوٹی ہر کرن — دن مین نوشاہ نے جب اپنا دکھایا سہرا

کان مین لعل نہ دریا مین گہر باقی ہین — دست قدرت نے یہ کیا خوب بنایا سہرا

عارضی مین نظر آئے مہ و خورشید بہم — رخ سے دولہا نے دلہن کے جو ہٹایا سہرا

رت جگے شادی کے ہر دم رہین نوشاہ کی گھر — صد و سی سال مبارک ہو خدایا سہرا

ہوئی اس عقد مین جسطرح سے ہر بات نئی

نئے مضمون کا وسیم نے سنایا سہرا

قصائد تہنیت روز کلان حسب الحکم خداوند نعمت جناب منشی نولکشور صاحب دام اقبالہٗ

مہکتا ہے خوشبو سے باغِ جہان
زبس دستِ بخشش گہربار ہے
کیا جبکہ دریافت نام ونشان
ہین کرنیل اور ریڈ صاحب کے نام
عجب ذات اونکی ہے عالی صفات
اور فیض سے اونکے ہی کامیاب
زمانِ گذشتہ مین جب قحط تھا
رفاہِ خلائق کا آیا وہ دھیان
عنایات کا حال گر ہو بیان
یہ مطبع کی رونق جو پہلے نہ تھی
کہ ہر سمت کیا بلکہ نزدیک و دور
ادا ہو سکے شکر خامہ سے کب
مری عرض مقبول ہو یا مجیب
جو ہون آپکے دوست دلشاد ہون

یہ ہے فیض کسکے قدم کا عیان
صدف مین بھی لولوے شہوار ہے
کہا مجھ سے پیرِ خرد نے کہ ہان
جو ڈپٹی کمشنر کے قائم مقام
رعایا پہ ہر دم کیا التفات
وہ احسان ہین جنکا نہین کچھ حساب
روی ہو گیا حال ہر ایک کا
بچی جس سے لاکھون کروڑونکی جان
وہ تاریخ اودھ کی سب ہے بیگمان
ترقی کے باعث ہوئے آپ ہی
پہونچتا ہے ہر اک کو فیضِ حضور
یہان طول بھی ہے خلافِ ادب
دعا سے ہو بابِ اجابت قریب
عدو بے نشان خانہ برباد ہون

دعا سب یہی ہے کہ یا ذوالجلال
مبارک بڑا دن صد و بست سال

قصیدہ بحضور جیوڈیشل کمشنر بہادر

عجب طرح کی ہے آئی بہار اب کی سال — زمانہ عیش و طرب سے ہوا ہے مالا مال
ہوائے گلشن عالم یہ اعتدال پہ ہے — کہ برگ و بار سے ہر اک شجر ہوا ہے نہال
خوشی کے چہچہے دیکھے جو باغ عالم مین — تو پیر عقل سے مین نے کیا ذہین یہ سوال
اودہر کو گلشن جنت بنا دیا کسنے — یہ فیض بخشی مین حاصل ہوا ہے کسکو کمال
دیا جواب کہ یہ صاحب جلال ہین وہ — کہ جنکے در کے ملازم ہین دولت و اقبال
اودہر کے ہین وہ جیوڈیشل کمشنر ذیجاہ — یہ اونکے فیض سے سارا جہان ہے خوشحال
دیئے وہ عدل کے احکام سے خدا راضی — کریم ایسے ہین کرتا نہین کوئی بھی سوال
شکار کرتے ہین شیرون کو صورت روباہ — جوان ہین ایسے کہ رستم ہے اونکے آگے زال
سنا جو نام مبارک تو خوش خاطر سے — دعائے دولت و حشمت کا دل مین آیا خیال
کیا یہ عرض عدو خوار ہون زمانے مین — ابد تلک ہو درخشندہ نیر اقبال

وہبی عیسی مریم ہمیشہ شاد رہین
مبارک اونکو بڑا دن ہو تا صد و سی سال

کرنیل مکندرو صاحب بہادر کمشنر سیتاپور

حضور آپکا اخلاق ہے وہ عالمگیر — کہ دام خلق مین ہر ایک کو کیا ہے اسیر
رعایا آپ کی مداح کسطرح سے نہو — ملا تھا آپ سا حاکم کبھی کہان اوسکو
رحیم و عادل و فیاض و سیر چشم و کریم — سخی و باذل و خوش خلق و بردبار و حلیم

زمانِ قحط مین وہ انتظام فرمایا
نہ نام بھوک کا لاکھون زبانون پر آیا

عروج مطبع کا آتا ہے جسقدر کہ نظر
نگاہِ سلطنت کا ہے آپکی یہ ایک اثر

جو خاک سمجھا اوسے اکدم مین کردیا اکسیر
بنایا ذرّے کو خورشید تھا وہبیؔ کا نظیر

پھرا نہ آپکے در سے گدا ابتلک بے فیض
کہ نام پاک سے پہلے خطاب ہے کرنیل

کمشنری کے جو عہدے پہ آپ ہین معمور
بنا ہے گلشنِ جنت سوادِ سیتاپور

دعا یہ رہتی ہے ہر صبح و شام یا وہبیا
رہین جہان مین قائم مکندرو صاحب

بحقِ عیسیِ مریم بدولت و اقبال
رہین حضور زمانے مین تا صد و سی سال

رہے جہان مین عیش و طرب کا جبتک نام
بڑھا دن آپکو فرخ ہو تا بروزِ قیام

ایضاً

کہان ہے ساقی توبہ شکن بہار آئی
شرابِ ناب ہے دے بھر کے ساغرِ بلّور

مبارک آپکو یہ دن مکندرو صاحب
الٰہی ملکہ لندن کے آپ ہون دستور

شمیمِ خُلق نے کی ہے یہ مشک افشانی
زمینِ عطر بنی ہے زمینِ سیتاپور

کیا ہے آپ نے بازارِ عدل گرم ایسا
بتون کے دل سے ہوئین سرد مہریان کافور

دیا خدا نے یہ جاہ و جلال صورت کو
ہوا ہوا ہی سرِ سرکشان سے عُجب و غرور

ہین چشمِ رحمتِ والا کے اور ہی تیور
ہون عفو ایک نگہ مین اگر ہون لاکھ قصور

الٰہی آپ رہین زیبِ مسندِ شوکت
چراغِ مہر مین جبتک رہے یہ جلوۂ نور



سرزد ہوئے ہیں مجھ سے جو عصیانِ عظیم
اس تیغِ الم سے جسکے دو دل ہیں دو نیم
برمن منگر بکرمِ خویش نگر
مجرم کوئی مجھسا ہے نہ تجھسا ہے کریم

ولہ

آگاہ ہیں خوب اپنی اصالت سے ہم
اک خاک کی مٹھی پہ یہ الطاف و کرم
فرماتا ہے تو آپ ہی مالک میرے
این بندۂ خاک را نہ بخشم چکنم

ولہ

تیرا ہی ہین بندہ ہون بھلا ہون کہ برا
مالک ہے مرا اور کوئی تیرے سوا
اچھون پہ تو ہے تیری عنایت کی نظر
آخر یہ برے تیرے کدھر جائین بتا

ولہ

ڈر نار کا ہے نہ خلد پر رغبت ہے
منظور خوشی تیری بہر صورت ہے
راضی ہو مرے عذاب سے جسمین تو
مجھکو تو وہ دوزخ بھی بہ از جنت ہے

ولہ

آنکھوں مین رہے پردے رہے غفلت کے
پردہ مرا رکھیو جو ستار ہے تو
محشر مین ترے سامنے ہین ذلت کے
دامن مین چھپا ہون مین ترے رحمت کے

ولہ

افراط گنہ سے یہ بری حالت ہے
لائق نہین بخشش کے کسی طرح مگر
کافر کو بھی صورت سے تری نفرت ہے
تو بخشدے مجھکو تو تری رحمت ہے

ولہ

تجھ ہی کو نہ صبح اسے مہ بطحا دیکھا
دیکھا تجھے جسنے اسے شفیع محشر
تو دہر مین ان آنکھون نے پھر کیا دیکھا
سچ تو یہ ہے دیدار خدا کا دیکھا

ولہ

کیا عرش وہ پاک سے ہو ہمسایہ
اے ظل خدا سایہ ترا کیا ہوتا
آگے ترے محتاج ہے ہر دیمایہ
سائے کا بھی دیکھا ہو کسی نے سایہ

ولہ

مشہور ترا حسن ہے عالم مین کمال
وارفتہ زلیخا تھی فقط ایک ا بونگی
کیا حضرت یوسف کو مین دون تجھ سے مثال
اللہ کو بھاتا ہے ترا ہے وہ جمال

ولہ

اک ایک سیہ کار کی بخشش ہو گی
محشر مین یہ اک ایک سے پوچھونگا مین
فساق کی فجار کی بخشش ہو گی
مجھ سے بھی گنہگار کی بخشش ہو گی

ولہ

ہر وقت رہے زبان پہ جاری توبہ
کچھ دور نہین اوسکی عنایت سے اگر

کیا کی جو بوقتِ دم شماری توبہ
مقبول وہ فرمائے ہماری توبہ

ولہ

یکبار رہے اعمال اگر ہون سارے
ڈاڑھی نہین رکھوائی جو سچ پوچھو تو

ہو جائین ملایک کے لیے تیشارے
بھروپ بنایا ہے یہ ڈر کے مارے

ولہ

غربت مین اگر گذرے زمانہ مجھکو
اللہ کو سونپا تمھین اے اہلِ وطن

فرقت مین زیادہ نہ رولانا مجھکو
دل سے نہ ذرا اپنے بھولانا مجھکو

ولہ

اللہ نہ روے تنگدستی دکھلائے
دولت کوئی ٹرھکر نہین اس سے وہبی

احسان سے ابنائے زمانہ کے بچائے
دنیا مین گر انسان کی عزت رہجائے

تمام شد



سپاسِ بیقیاس دبیرے را سزاست که فقراتِ روان نوازِ امواج بر صفحهٔ آبِ روان نگاشت و در جنبِ الفاظِ معنی سنج حبابِ معائنه دُرِ نایاب آبی ساخت ناثرے که بر ورقِ گُل مضامینِ رنگین رقم فرمود شاعرے که در مصرعِ منقارِ بلبل معنی ترانه هاے سنگِ موم کُن پنهان نمود نثر طرازے که باستعارهٔ عناصرِ اربعه اجسامِ اناس را ترکیب داد و سجع پردازے که قافیهٔ حیات و ممات نهاد منشیی که بر صفحهٔ گیتی انشا طرازِ شب و روز است معلّمیکه در مدرسهٔ اِبداع اطفالِ فلک زده ماه و مهر را سبقِ ضیا آموز حمدے ممدوح ست که ابتدا آن بجانبِ ذاتش سر بگریبانِ شرمساری و به صفتے موصوف که متّصفان بصفاتش عاری صفاتش را بقاست و حمد فناء ذاتش مبتدا است و خبرش که ابر روے آسمان از ثوابت و سیّاره بزمِ مناظره ترتیب داده او ست و مضمونِ ماه و پروین پیشش پا افتاده او و آن کیست که از اوراقِ ثنایش ورق گرداند و آنکه کتابِ ثنایش سبق خواند بتقریرِ وسعتِ فصاحتش قافیه بر فصیحان تنگ و بتحریرِ مدحتِ بلاغتش بهارستانِ مضمون را تازه آب و رنگ

فصیحے کہ محمد عربی را افصح العرب والعجم آفرید بلیغے کہ در شانش نبی نغز گفتہ بلیغ لولاک لما خلقت
الافلاک از قلمش چکید بسم اللہ صحیفہ رسالت خواندند دیباچہ کتب نبوت صلی اللہ علیہ
وعلی ابن عمہ وآلہ اجمعین اما بعد ابجد خوان دبستان استکمال مستعد ادنی بندہ ہو
ست پرشاد وہبی تخلص منیجر مطبع اودھ اخبار ولد رائے [illegible]
صاحب موفق تخلص ابن دیبی پرشاد دستور عن بیت السلطنت لکھنؤ خدمت ناظران
نسخہ بی نعت وشاعران شعر بی تربیت التماس می نماید کہ چون این ہیچمدان را تجربہ کلیہ
بعضے از نثر طرازان شوق انشا بہم رسید اکثرے از بے شغلی ترک [illegible] تحریر فقرات
تضیع اوقات می نمود ورنہ بے غواص محیط معانی محتاج بہار نکتہ دانی یاقوت وشایان
سخن گستری گوہر صدف معنی پروری گل سر سبد وکانچہ عادم [illegible] آن شاد ابے
بہارستان فنون عجیبہ سردفتر منشیان عصر از ورقم سرخیل انشا طرازان جادو
صاحب ذہن رسا وقاد جناب استادی بلیغ تخلص منشی جوالا پرشاد صاحب مد ظلہ
ارشاد فرمودند کہ باجتماع مسودات خود کہ چون اوراق خزان رسیدہ اشجار منتشر
افتادہ اند عرق سعی باید ریخت وچند فقرات در حمد ونعت اسے انیکہ کل امر ذی بال
لم یبدأ بحمد اللہ فہو اقطع بسلک تحریر باید کشید تا مشتاقان تماشائے آن خیابان
بردارند ومستفیدان فوائد کافی ازینجاست کہ بجا آوری ارشاد جناب موصوف
منتج نتائج گوشہ [illegible] ست باجتماعش پرداختم وموسوم بہ ریاض وہبی ساختم
[illegible] حلت آلائہ وتعالٰے شانہ فقط

در مدح محمد علیشاه خلد الله ملکه

امروز بخوشطالعی یاور دارم
با بخت سکندری برابر دارم
از فیض ثنای بزم سلطان زمن
جمشید صفت بدست ساغر دارم

برخود بالیدگی شاخ ملماس بهوای ثنای بادشاه عالیجاهیست که اگر نسیم جودش طرف گلستان بوزیدی از لالهٔ حمرا یاقوت رمان در دست چمن که دیدی و طراوت فروشی زمین نشاط قرطاس بهبوب امهویهٔ مدح طرازی شهنشاه کیوان جاهیست که اگر ابر بدرار لطفش در چمنستان نباریدی فرش زمردین سبزه یا انداز نورسیدگان گلشن نگردیدی شجاعتیکه آوازهٔ شجاعتش تا بربام آسمان رسیده بهرام فلک حلقه بگوشش گردیده و صیت خنجر آتش تا مهر عالمگیر شنیده چون بید برخود لرزیده گردون از شفق گلگون ست یا بزخم تیغش آلوده بخون از آب شمشیر آتشش برق سرد و طپان بکمال در پیش ایوان رفیعش رفعت آسمان پستیست و با اوج فرش زمینش عرش با انفعال و خجالت همدست عمدهٔ سلاطین والا تبار زبدهٔ خواقین بلند وقار دریای شجاعت را قوی نهنگ بهارستان سخاوت را تازه آب و رنگ مستقل میدان کشورکشائی فارس مضمار دشمن کاهی و رقی مدارج صولت و بسالت رافع اعلام شوکت و ایالت سرمه کش نرگس بستان شهریاری غازه طراز چهرهٔ جهانداری متصدی حوائج دارا سطوتان جهان پناه متکفل نظام سکندر صولتان فلک دستگاه اعنی ابوالفتح معین الدین سلطان الزمان نوشیروان عادل محمد علیشاه بادشاه غازی خلد الله ملکه و سلطنته که دست جودش برای تفسیده زبانان صحاری یاس و حرمان سرچشمهٔ آبیست که ماء الحیات جان بخشش حسرت آب روان جداول و انهار روضهٔ رضوان و کهف

پرسش نواشش بالطفای عطش تشنه لبان بوادی تمنیات فراوان جدولیست که آب زلالش
رشک عذوبت میاه لطافت قرین چشمهٔ حیوان منعمیکه عالمی ذلّه ربای خوان سالار انعامش
هزبر بصولتی که رستم زال کمینه خدامش گدای دریا تا صیت یکه تنش گوش خورده بدست
موج از حباب کاسهٔ تهی بر آورده نسیم مهرش که طرف بدخشان وزیده هر سنگ لعل بے بها
گردیده بفیض دست گهر بارش بهارستان از نسرین و نسترن سرمایه دار کان گوهر چشم نیسان
از رشک سخاش همیشه تر دریا بتقلید گهر باری دست فیاضش لالی متلالی حباب در دست دارد
دربا انفعال کم نگیها از موج دست و پا می فشارد نسیم خلقش نافهٔ تاتاری و دکان کشای
عطاری بهارستان عدلش خیابان سر سبز وریان ست که گلستان نصفت کسری سیلی خورده
دست خزان سمندش برق شکار ست و محاذی خرام نیایش صبا شرمسار سحابش از رشک
انفاس خضر و مسیح رکابش آبی ساز ابروی مهوشان جبیح الٓهی تا شهسوار زرین افسر
خورشید بجنیبت زمرد فام فلک سوار ست اسپ جهانبانی زیر ران سلطانی باد برب العباد

تعریف فصل بهار

دلا بگلشن هستی بهار خوش آمد — بروی صفحهٔ گیتی نگار خوش آمد
درین زمان طرب خیز شاهد گلرنگ — بجلوه در چمن روزگار خوش آمد

سبحان الله درین موسم بهار توام که سلطان بهار بباد و رنگ زمردین سبزه جلوه فروش ست
و نو نهالان چمن را قبای برخود بالیدگی در آغوش هر سو چمن چمن بهارست و لاله و گل را
کرچی بازار جوانان گلشن را پیرهن پیرهن جامهٔ فیروزی در بر و اطفال شاخ را از شگوفه
کلاه کیانی بر سر هر شجر از شاخ طراوت زا شمشیری واز برگ بے خزان سپری در دست دارد

تا احدے از لشکریانِ بادِ خزان پا در چمن نگذارد بتقاطرِ ابرِ مدرار ہر قطرهٔ آب در صدفِ گل درِ نایاب سروِ آزاد فرطِ خرمی کلاه بهوا می اندازد و مطرب بوفورِ خوشدلی سازِ طرب کوک میسازد بمشاطگی نسیم و صبا لالہ رخانِ گلشن را از معاجرِ رنگین آرایشِ تن و به دستیاریِ آب و هوا گلرویانِ چمن را از قطراتِ شبنم و شاخِ گوهرین در گردن طاؤس باصولِ دلاویز رقصان طوطی بالحانِ داؤدی نغمه خوان خورشید برگِ گل خورشید نثار و اشرفی صحافیِ گلِ اشرفی کم عیار لاله را پیالهٔ ناب در دست و نرگسِ شهلا از بادهٔ خودنمائی مست صبا هردم از برگِ درختان جلاجل می نوازد و از جنبشِ شاخها تماشاے رقص میسازد و بلبل ترانهٔ تهنیت می سراید و سوسنِ صد زبان زبان بہ ترنمِ این شعر میکشاید **شعر** بهار ست و ساقی قدح بر گرفت + بروئے چمن لاله ساغر گرفت + بر رخِ آتشینِ لاله اگر قطرهٔ ابرِ مدرار نچکیدے در صحنِ گلستان لعل و گوهر یکجا که دیدے و صبا اگر در سنبلستان نرسیدے پریشان گو بگو نه دیدے با چتر از نسیمِ بهاری آسمان خلعتِ زمردین پوشیده و گلِ شاداب پروین از شاخِ خشکِ کهکشان دمیده آرے انجمهٔ خوشدلی و خرمی بانتظارِ آمد آمدِ آن سروِ جویبارِ یکتائی و نهالِ سرفرازِ گلزارِ خوش ادائی ست می زیبد که به نسیمِ قدم رنجه فرمائی گلِ تمنایم بشگفانند و بادهٔ گلگون بکام و دهان رسانند **قطعه** زود آکه زند خنده بگلهاے بهاری + از فیضِ نسیمِ قدمِ تو چمنِ ما + صد داغ گذارد بدلِ روضهٔ رضوان + گر رونقِ کاشانه شود انجمنِ ما +

والسلام مع الاکرام

در تلازمهٔ شراب

مینوشِ عشرتخانهٔ محبت ساغر بکفِ خمخانهٔ مودت مسرورِ پیمانهٔ وداد مخمورِ میخانهٔ اتحاد و زیدت الطافکم

هرچند سمند تیزگام قلم در میدان تشریح اشتیاق لقاے نور آماے آن سرمایهٔ مسرت و انبساط
تیزگامی نمود لیکن از وفور رفتهٔ سرور مسرور گردیده باین حال مبتلاست [illegible] فقد
جاے دگر جاے دگر پاے دگر ؛ ناچار ازان در گذشته بشاهراه مدعا جولانی می‌نماید
درین زمان میمنت اقتران که آمد آمد فصل بهارست و خزان از مژدهٔ آن سبب اعتبار ستقاط
سحاب دُربار باکمال نشاط از حباب ساغر در دست و به ترشح غمام مدام مستانه روی
بجویبار چون سرخوشان بدست چند شیشه و بوتلهاے شراب که براے ضیافت ذائقه
مرارت آشنایان حنظل مفارقت عنایت فرموده اند رنگ وصول ریخته مے پرستان
بادهٔ محبت را سرخوش نشهٔ منت و احسان ساخت حبذا شیشه‌هاے رنگارنگ که
ازان منقش و نگارین قدح ارژنگ هنگام تشریح توصیف صنعت لطافت بارش زبان ناطقه را
اقرار به بیزبانی است و در وقت تحریر صنعت خوشگوارش صفحهٔ نامه نگارخانهٔ بهزاد و مانی
برگل پنبه‌اش گلهاے کواکب نثار رو به تقلید آب و تابش مهر و مه را گرمی بازار حاصل و جذب
رنگ نثارش نجایم سحابست و آئینهٔ اسکندری ایثار مش کم سبز آخضرت مینا و حمرت شراب بیضا
بآن صفت در نظر که بر روے آسمان مرده نام شفق گلگون پر پرن جلوه گر بجوش غلطیدن
یاقوت پاره‌ها بجرم مماثلت حمرت جانفزایش و خون جگر خوردن قبید ریزه ها از رشک
رنگ خم ازدل ربایش شراب و شیشهٔ لطافت ترین ریخته اند یا معشوقیست نقاب
زمردین آرایشے پذیرفته صراحی که پر از بادهٔ انگورست بصفا نزدیک و از کدورت دور
از خوشبوے دل آویزش عنبر منفعل و از شمیم عطر بیزش عود دلبسان در مجمر حسرت سوخته دل
رنگ رویش بدلفریبی طاق و مخمور خمارش چشم آفاق تاب و تاب شراب ناب آفتاب
نقاب ابر بر رو کشیده و تا ناهید فلک مشتاق استماع نغمهٔ قلقل گردیده از نیرنگی شراب

تا رنگی لالہ رخان از حسرت لب گزیدند کہ خون عیان ست ز رنگ پان بر لبہای یاقوت لبان
ہنگام خوردنش عقل مے پرستان را گرمی بازار ست و دو باہ صفتان را شیر افگنی و جوانمردی
سروکار الغرض عمدہ آرزوہا دارم کہ صبحی ہنگامیکہ ساقی خورشید جہانتاب از صراحی خطوط
شعاعی شراب نور در ساغر روزگار ریزد جملہ آشنایان صفا پرست و دوستان اخلاص سرشت
رونق افزاے بزم دلکشا و طرب پیراے انجمن زیبا گردیدہ مشغوف کشیدن شراب و شنیدن
نغمۂ چنگ و رباب شوند درین صورت بے شمع اقدام مسرت التزام آن جرعہ کش شراب یکرنگی
رونقے در بزم ما نباشد ع بیا و دیدہ ساغر وصال مرا * کہ ساعتے گذرد بے تو ماہ و سال مرا
زیادہ والسلام

در تہنیت یوم دسہرہ

وقتست کہ مشاطۂ قدرت گوش و گردن عروس زیبا جمال فلک را بعقود و دانہ شتحہ لآلی
متلالی کواکب آراستہ و اعناق شواہد بساتین را بحلل گرانمایۂ قطرات شبنم پیراستہ
ساقی حقیقی از فرط خوشدلی کاسۂ ماہ را برحیق نور لبریز ساخت و رقاص زہرہ در بزم
فلک برقص و پاکوبی پرداخت شراب شفق در خم فلک در جوش ست و دوقور و قدیمی پرستان
مدہوش زاہد با آب آتش رنگ آمادۂ وضوست و تائب را بہواے دختر رز توبہ شکستن آرزو
مستان را بفرط خرمی خون گرمی شیشہ و ساغر و مے پرستان را خاک میکدہ کیمیا اثر
آوازۂ کوس نشاط بلندست و عالمے بوفور انبساط بہرہ مند

ابیات

از زمین تا آسمان گلبانگ شادی شد بلند	سے زبانان را سرود تہنیت آمد بیاد
ریخت ساقی بادۂ گلگون بجام از خوشدلی	تا مغنی دست شفقت بر سر بربط نہاد

عندلیب خوشنوا در نغمہ پردازیست گرم	شاہدِ بہار اور چمن ہر سو برقص آوردہ باد

چرا نغمہ کر انجمنِ عیش و طرب از پئے کیست آرے آمد آمدِ روزِ مبارکِ دسہرہ است کہ عالے را جہان جہان از وبہرہ صبحش را بروزِ عید و نوروز ترجیح و شامش را کنایہ با سویداے دل حوروشان صریح زمانیان را آوازہ تہنیت درگوش ست وجہانیان با شاہدِ سرور ہم آغوش فتح و نصرت یکے از غلامانِ عاقبت اندیش ست و مساعدت از کمترین چاکرانِ عقیدت کیش اگر صبحش جانبِ کشمیر بدمیدے از زعفران زارش خندۂ طرب خیز کردیدے و اگر سایۂ شامش بشب برافتادے لیلۃ القدر کہ می نامیدے الٰہی تا بنائے دسہرہ بر روے زمین قائم ست مساعدت ہمقرینِ احبابِ صافی نہاد باد برب العباد

در تلازمۂ تیر و کمان

ناوکِ فگنِ عرصۂ الطاف و کرامت از راہ کرم تیر و کمانِ لطف نمودی	ترکش بہ بغلِ معرکۂ لطف و عنایت ممنون شدم و باش درین دیر سلامت

زہے کمان کہ ہلالِ آسمان نمونۂ خم و چمِ کمان ست و تیرِ آبروریزِ تیرِ کہکشان حلقۂ کمان شبیہ قرصِ ماہ است و ہر ستارہ صورتِ پیکان در نگاہ کمان بر دوشِ کماندار زیبندۂ نظرست یا قوسِ قزح بر روے زمین جلوہ گر تیر کہ براستی آشناست چرا نباشد مردِ میدانِ وغاست موے شمشادِ بہوائش پریشان دائم و سرو بسودائش یکجا قائم کمان بدلفریبی بیباک ست و تیر مانندِ مژگانِ سفاک حلقۂ کمان آبروریزِ گرداب ست و پیکان آبی سازِ معاملۂ حباب قامتِ زاہدان ہنگامِ رکوع گشتہ بہ کمان ست و از دستِ دعاے عابدان صورتِ تیر عیان زیادہ والسلام مع الاکرام

در تلازمۂ دوالی

دوالی عالمے را کرد مسرور	ہمارا کنون بہر یک گشت منظور
در و دیوار و طاق و بام و محراب	شد از نور چراغان مطلع نور

فرخا شب دوالی دل افروز کہ عالمے بفرط عیش و طرب مستعد نقد دل باختن و جہانے از فروغ چراغان مشغوف کلبۂ احزان منور ساختن ہر خانہ از لمعات چراغان غیرت تجلئ طور ست و ہر جا از وفور روشنی سراپا نور در زوایاے ہر کاخ و مکان از کثرت چراغان لالہ زارے دمیدہ و دودہ و دودے کہ بر آسمان رسیدہ تو گوئی سنبلستانے از ان سر کشیدہ ید بیضا نمونۂ چراغ ست و قمر از شکش تیرہ داغ ہر دیوار از صفاے آہک آئینۂ حلب ست و بخیال تشبیہ با قلوب صافی دلان در عجب کلال کہ تصاویر گلی بر دکان خود نہادہ در غیرت بر روے مرقع مانی کشادہ نازم تصویر لولی را کہ آمادۂ رقص نشاط ست و مطرب مستعد کوک ساختن ساز انبساط توزک سواری امید گاہ و جاہ و حشم و آہو در نظر بینندگان سرگرم رم فیل بصولت مشتبہ بہ کوہ است بل فلک شکوہ ہودج رنگین نمونۂ مرقع چین نقش و نگار پیشانی رنگ بر روشکن بہزاد و مانی اسپ بعینہ عراقی نژاد ست کہ ابواب حیرت بر روے تماشائیان کشادہ کلال اگر سد راہ نبودے بجولانی از ماہی تا ماہ طے نمودے زین زر نیش خورشید را در خون نشاند و نعل سمش ہلال را منفعل گرداند فر غضنفری از چہرۂ یلان پیدا و ہنگام کشتی کارنامۂ رستم و اسفندیار ہویدا بتعریف کہلہ نہایت شکرین خامہ و وزبان شیرین مقال ست و بمقابلہ عذوبت ذائقہ اش حلاوت قند و نبات در سہم و خیال ہر کہ از ذائقۂ شیرینیش آشنا گردید ذائقۂ بوسۂ شکر لبان را تلخ نامید

در سجع خوانچہ ہر تراشہ حبابیست پایدار و بلطافت و لفریبی را مایہ دار گست کلام اینکہ مشت سجع بست عشرت فزا و ہر مکاسنے از روشنیہا مجلی مگر کابہ تاریکم بے شمع اقدام میمنیت التزام فروغے ندارد اگر قدمے رنجہ فرمایند سرور در سینہ بر تعب و نور در دیدہ دیدار طلب افزایند فقط

در تعریف عیش باغ

عندلیب قلم بر سر شاخ سطر بہ تعریف عیش باغے کہ بہارش رشک بہار جنان ست ترنم سرا وشنا ور خامہ بقلزم ناپیدا کنار صفحہ قرطاس بتوصیف موتی جھیل کہ محسود کوثر و سلسبیل ست سرگرم شنا تا بنام ایزد طرفہ باغیست کہ شادابی بہارستان خلد بریں از خضرت سوچ افزائش و عجب نزہیست کہ گوہر آبدار نمونۂ قطرۂ آب پر فضائش بارشاد واجب الانقیاد نواب والا خطاب مرتقی مدارج فیض و احسان محی مراسم جود و امتنان کشور کشا ے اقالیم عدل و سخا فرمانروا ے دیار بر و عطا سیمرغ بلند پرواز عزم و ہم گوہر بے بہا ے صدف جود و کرم سخاوتش در اطراف عالم چنان مشہور کہ حاتم طائی از دیدہ قبول دور گشتی گاو شجاعت را قطبی بوس و فریدون را بمقابلۂ فروجاہش مقام افسوس ماہتاب را تماشا ے حشمت و جبروتش بانیمۂ چرخ عفیرہ کواکب داغ بر دل و آسمان را بقر و شانش بکا ذن سینہ آتش آفتاب مشتعل جود و کرم را بحر ناپیدا کنار و صدف فیض و سخا را گوہر آبدار لولوے شاہوار سلک نیکنامی یاقوت و شاح والا مقامی غواص محیط والا جاہی سیّاح قلزم دین پناہی فارس مضمار قوت و مردانگی یکہ تاز معرکہ مروت و فرزانگی متکی اریکۂ فرمانروائی متوسد وسادۂ کشور کشائی اختر برج امارت خورشید آسمان وزارت آسمان قدر فریدون فر اعنی آصف الدولہ بہادر بردالله مضجعہ بناے تعمیر پذیرفتہ داغ بر دل نہ بہارستان ارم تزئین

در دلکش لطافتِ انهار خلد برین گردید خوشا باغیست جنت نشان و نهریست دلفریب چشمهٔ
حیوان که از رشکِ نضارتش گلزار خیابان پایمالِ قشون بهمن و دی و از آب زلالش آب
کوثر را خجالتهای پیدرپی و از آتشش از انفاس خضر و مسیح و از عذب میاهش را بر آب حیات
ترجیح محاذی هر شجرش شجرِ طوبی بغیرت مدهوش و گریبان و در جنب هر قطرهٔ آبش گوهر
غلطان از آب حسرت غلطان شادابی بهارستانِ فصاحتِ کلام سحبان مرتبتان با هنر از
نسیم عنبرینش و تموجِ بحر بلاغت بلیغ طبعان فیضِ طغیانی آبِ صفا آگینش گلهای
رنگینش بهبوبِ نسائم صبحگاهی شگفته و خندان و هر موجِ لطافت قرینش تلاطم و تموج
دل از کف ستان بهارستانیست از وفور سبزه و گل روکشِ بهار جنان و نهریست که
هر موجش نمونهٔ چین جبینِ مه طلعتان فوارهٔ خوشنمایش با خطِ شعاعی هم پهلو یا سرو نسبت
لبِ جو چشم بد دور بارهٔ دری یکسان زینت و خوبی دوش بدوش ست و برفعت با اوجِ
آسمان هم آغوش هر دیوارش بصفا آئینهٔ حلب زیب و دلکش نظارگیان یکسان زینت و
زیب بسقفِ رنگینش رشکِ نگارخانهٔ چین و سبزهٔ زیبندهٔ صحنِ مصفایش روکشِ بهار
خلدِ برین بامش نشستگاهِ عیسیٰ گردون نشین یا در نظرِ تماشائیان عرشِ برین فراشِ
قدرت در صحنِ لطیفش از اطلسِ آسمان فرشی گسترده و جاروب کشِ خورشید از خطوطِ
شعاعی بجاروب کشی سبقت برده حوضِ دلفریبش محبوبیست بر مسندِ دلبری مربع نشین
و خیابانش کهکشانیست بر فلکِ زمردین خوشا میلهٔ لطافت قرین که هر طرف جلوهٔ
تماشائیان در نظر ست یا هجوم نجوم بر سطحِ نیلگی آسمان جلوه گر تا حینیکه باغبانِ حقیقی
گلهای کواکب را گلستانِ همیشه بهارِ آسمان شگفانده هر شاخ شجرش مصداقِ شجرِ طوبی باد

بحرمة النون والصاد

تعریفِ ظروفِ چینی

درین ایامِ میمنت فرجام چند ظروفِ چینی کہ لعبتانِ چین را لافِ نکتہ چینی فراموش و در جنبِ ضیاے ہر جامِ طلا کار چراغِ آفتابِ آسمان خاموش در سلکِ آن محب بے ہمتا رسیدہ خاطرِ پژمردہ را گلِ گل شگفانید سبحان اللہ رکابی زیباست یا نمونۂ ید بیضا غلطم رکابی لطافت نشان ست یا خورشیدِ آسمان نمکدان ملیح تر از نمکِ صباحانِ نازنین و برنگ آمیزی غیرتِ نگارستانِ چین صفا کیش مصفی زنگِ ملال از آئینۂ دل و از جلاے آب و تابش برقِ درخشان منفعل چمچہ بحجم و چمچاق و بلطافت دلفریبِ آفاق چاناغ لطافت قرین مطلا کاری رشکِ تجلیٔ طور ست و تشتری بصفیا گستری فوراً علی نور اچاری چینی سزاوار بر خود چینی چشم بد دور بخوبی معروف ست و بہمہ صفت موصوف رو بروے گلہاے زیبایش ذکرِ گلزارِ جنان دروغ و محاذی نقش و نگارِ دلفریبش مرقع ارژنگ بیفروغ یارب تا پیالۂ ماہ را در دکانِ فلک گرمی بازار ست جامِ تمناے ساعی لبریز

بادۂ شادکامی باد بحرمۃ النبی و آلہ الامجاد

تعریفِ تالابِ حسین آبادِ مبارک

زبانِ قلم و دہن زبان را از آبِ زلالِ چشمۂ خورشیدِ درخشان شست و شو باید تا مختصرے از تعریفِ ماء الحیاتِ تالابِ مصفائیکہ بحکمِ قضا شیم بندگانِ گردون پاسبان حضرت مقرو مناصِ روزگار بادشاہِ گردون وقار محمد علی شاہ خلد اللہ ملکہ و سلطانہ و افاض علی العالمین برہ و احسانہ در حسین آباد طرحِ تعمیر پذیرفتہ بحیزِ تحریر در آید و آذا اوراقِ

پردہاے چشمِ نسرین بدنانِ سیمین عذار کاغذے درست کردہ شود تا بلبلِ قلم شطرے بتوصیفِ
گلہاے رنگین و اشجارِ لطافت آگین کہ بالایش بکمالِ نضرت و خضرت باج از روضۂ خلدِ برین
گرفتہ ترانہ سراید سبحان اقدر زہے تالاب پُر صفائیکہ اگر قطرۂ از آبِ رشکِ حیوانش
بکامِ جودہانِ خضر علیہ السلام بچکیدے آب و رنگِ بہارستانِ حیاتِ جاودانش بکسر خزان
گردیدے و خضرہ باغِ نزہت فزائے کہ اگر نسیمش بفردوسِ برین فوزیدے سرسبزی و
شادابیہا بجود ندیدے موجہاے مسلسلش زنجیر بست دریاے عشاق و گلہاے ہمیشہ
بہارش نضارت فروشِ چشمِ آفاق لطافتش رضوان را ابوابِ خجالت بر رو کشادہ و نقاشِ
متنوعہ اش رنگ بر رو شکنِ مانی و بہزاد لولوے شاہوار محاذی قطرہاے آبِ جان افزایش
آبے بر روے کار نمی آرد و روضۂ خلدِ برین از رشکش غنچہاے منقبض انقباضِ گلی دارد
لطافتِ آب روانِ روشِ کوثر و تسنیم و نکہتِ ضمیرانِ عطر بیزِ مشامِ صبا و نسیم بصفاے
آبِ زلالش آئینۂ حلب بحیرت ہمہ دست و گریبان و برنگینیِ گلہاے رنگینش رضوان
بکمالِ حسرت گریبان چاک تا بدامان نافِ محبوبانِ دلربا نمونۂ حبابِ لطافت نشانش
و پیچ و تابِ طرۂ بنفشہ مویانِ یادداز سنبلستانش محاذیِ آبِ گہر بارشِ نیسان منفعل
و در جنبِ خوشہاے انگورش عقدِ ثریا سراپا خجل تماشاے مکانہاے رفیعش کاخِ فلک
پست و بہ نظارۂ لطافتش سرابستانِ ارم بحسرت ہمہ دست سقفہاے رنگینش مرقعِ مانی و
بہزاد را بقیہ در سر شکن و پردہاے بہار آگینش از پردۂ چشمِ گلبدنانِ سیمین تن معمارِ
ماہ را خدمتِ آہکِ سائیش و بناے خورشید را از رشتۂ شعاعی کارِ طول و عرض پیمائیش
کہگلش از زعفران و مشکِ ختن و خشتہائیش نمونۂ عذارِ گلعذارانِ چمن ہر دیوارش
بکمالِ صفا آئینۂ حلب و ستونہاے کلکش از ترصیع بہ تشبیہِ معدنِ جواہر و غضب کعبہ

بفیضِ احترامِ زمینش واجب التکریم و تجسیمِ خاکِ پاکش زروکشش کوثر و تسنیم آلتمغای تامینش یاب
ماہ و مہر بحجتمانِ آسمان بشنا آشناست و گلِ خورشید ز چمنستانِ سپہرِ زمردین بشگفتگی پیما
آتش رشکِ آبِ حیوان و بہارستان روکشِ بہارِ جنان باد بربّ العباد فقط

صفتِ کوٹھی ظفر الدولہ بہادر

تا معمارِ فکرِ رسا از سفیدۂ ماہِ آسمان آبِ نورافزا و از ضیاے مہرِ درخشان سپہرِ رنگسازی
کہ بادرست نسازد باستہ کاری کاخِ رفیعِ فقرہ طرازی نہ پردازد و تا رنگسازِ قلمِ دوزبان
لعلی از رنگِ شفقِ گردون و سوادے از سوادِ زلفِ لیلاے لیلِ طیار نکند برنگ آمیزی
سقف و جدرانِ ایوانِ وسیع انشاپردازی رنگ بروے مرقع مانی نشکند درین زمانِ
سعید و آوانِ حمید کہ عالم را عالمِ عالمِ شادمانی ست و جہان را جہان جہانِ کامرانی
حسب الحکم جنابِ ظفر الدولہ بہادر کہ از سخاوتش کم مایگان را دستِ تہی پر از گوہر و تہیدستان را
از انعامش دامنِ تمنا مملو از زر اگر شہرۂ فیض گستریش حاتمِ طائی نشنیدے سخاوت و
کرم معروف نگردیدے قوی بازوے کہ زورِ پنجہ شیر شکن و توانائے کہ ہزبرِ ژیان را
باشارۂ انگشت فگن ہلال بکفش بردارشیں ممتاز و خورشیدِ سپہر کابیش سرفراز سخاوت
دریادل و بعدالت نوشیروانِ عادل مخزنِ فیوضِ سبحانیہ معدنِ علومِ روحانیہ ارسطو فطرت
اسکندر شوکت عبادت کیش صواب اندیش جدِ بے بہاے دریاے سخا
کانِ ہمت را لعلِ بے بہا از نورِ جبینش ماہ را نورے و از مطلعِ اجلالش خورشید را ظہورے
از ضربتِ شمشیرش برق بیتاب و از آب و تابِ خنجرش ہلال در چہ حساب بازارِ عطایش
رونقے دارد کہ عالمے خزائنِ قارون را ہیچ نشمارد و زمانہ مالا مالِ فیضِ عامش حاتمِ طے

ذلّه ربا ے خوانِ انعامش خاکِ کفِ پایش را خاصیتِ اکسیر و سنگِ آستانش مسجودِ امیر و فقیر
تا سر اے گمے را که سایهٔ عاطفتش بر سر افتاد و بختِ رسا پایش در افتاد و بے سر و پا ے که بر
آستانش سر نهاد دولتِ ابدی پیشِ او دست بسته استاد اقبال جا کرش کمترش اجلال دعا گو
شام و سحرش ٭ صاحبِ جود و سخا مصدرِ اقبال و حشم ٭ موجدِ بذل و عطا مظهرِ
افضالِ و همم ٭ ظفر الدوله بهادر که بود از ره فیض ٭ اخترِ برجِ حشم گوهرِ دریاے کرم ٭
بمقامِ دلنشین و زمینِ بهشت آئین کوٹهی دلکشا تعمیر گردید بینندگان را از سیرِ عجائبِ
هفت اقلیم مستغنی گردانید سبحان الله کوٹهی رشکِ جنان ست یا قطبِ دائرهٔ زمین و
زمان کرسیش از کرسی عرشِ معلی بالاتر و صفاے آبِ دیوارش نور افزاے نظرِ
قربانِ دستِ بنا که طرحِ تعمیرش انداخت و بلا گردانِ عقل و فراستش که بنایش را مرتب
ساخت آئینه ما و را جبینِ نظاره دیوارهاے مصفا صفاے جاوید حاصل و بفیضِ تماشاے
خشتِ سرخش خورشیدِ درخشان به سرخروئی ابد متواصل زهے ارکانِ لطافت بنیان
که استحکام بناے حسن ازان گلستانیست رشکِ جنان یا بوستانے روکشِ روضهٔ رضوان
حوضش چشمهٔ کوثر و نهرش از سلسبیل زیباتر حباب‌اش گوے سبقت از اخترِ تابان برده
و فواره با شجرِ طوبی از یک پستان شیر خورده اقطارِ مردمان در کهڑکهڑیه‌ها جنبان ست
که در خلوطِ شعاعی جلوهٔ خورشیدِ درخشان بخیرتِ گلزارِ جنان سقفِ سراپا بهار
رشکِ صفاے شکمِ سیمین بدنان هر دیوار و دبیرِ فلک را توصیفِ درهاے باصفایش محال
و زبانِ ناطقه در بیانِ وصفش لال زهے بازوے درهاے مصفا که در حسن را بازو
و خمِ محرابِ مه‌جبینا که محرابِ ابروے نازنینان را آبرو و زنجیرِ درهاش زنجیرهاے لیلی وشان
حلقه‌تاب وه زلفِ مجعدهٔ معشوقان سقفهاے رنگین رشکِ مرقعِ چینِ مانی و بهزاد در نقشه

نقوشِ زیبایش کشیدہ اشکال و توصیفِ طیور نگارستانِ دل آرایش ہماے فلک بے پر و بال
تصاویرِ رنگارنگ رنگ بر روشکنِ مرقعِ ارژنگ یارب بر چہ گمعۂ زیبا گونہ مصفا نمودہ است
یا ورقِ طلائی خورشید حل کردہ شہرِ حلب نمونۂ آئینہ ہاے جلا کار و عکس پر کالہا چون
طلوعِ اقمار در شبِ تار جھاڑِ زمردین روکشِ بہارِ فروردین ہر کنولِ زیبایش بنقش و نگار
دلفریب و ہر آویزہ اش بہ تراش و خراش ہمہ تن زیب کنولہاے نگارین رشکِ عقدِ پروین
ہر گل و بوٹہ اش زینت بخشِ گلستان و شمعش رشکِ ساقِ سیمینِ معشوقان یارب این
براکٹ بدیوارہا نمایان ست یا خورشید باشتیاقِ معائنۂ شیشہ آلات چسپان تماشاے
جھاڑہاے فروزانش چراغِ عقل خاموش و قندیلِ فلک با خجالت ہم آغوش لمعانۂ
پردہ ہاے پردہ نشینانِ خلدِ برین از پردہ بدر گردیدند و ملائک بپابوسِ باشندگانِ
کوٹھی پیادہ پا دویدند حورانِ جنان را بر فرشِ مصفاش تمناے غلطیدن و خوشنما بالشان
بہشت را در مکانہاے دلکشایش خواہشِ خوابیدن فانوس دلکش ہر کس را نور بخشش
بحیرتم در مردنگی الماس تراش شمع دلبند ست یا پری در شیشہ بند ماہ بہ تقلیدِ تابدانش
تابان و از سبزہ زارش اخضر لباسانِ جنان فائز بسبز بختی جاودان از رشکِ طلاے
لاجوردِ نقش و نگار جنان را آتشِ خود نمائی سر در رشکِ بہشت مکانہاے صاف
و ہر دریچہ اش نزہت بخشِ اعراف باغیچہ کہ عقبش غیرتِ فردوسِ دیدۂ تماشائیان ست
بکمالِ طراوت و نضارت از بہارِ رضوان باج ستان ماہ را بجاے مماثلتِ گلِ چاندنی
داغِ حسرت در جگر و قطراتِ شبنم در جیب و دامانِ نسرین و نسترن رشک افزاے کانِ
گوہر از تابشش زلفِ مہوشان در پیچ و تابِ سوسن لطافت بارش لعلِ مسی مالیدۂ معشوقان
ہیچ سرو و شمشاد روکشِ قامتِ سروقدانِ زیبا و خوشہ ہاے انگور رنگ بر روشکنِ عقدِ ثریا

رنگینش را با عرشِ برین ہمکلامی و نسترن زارِ کواکب را مقابلہ نسترن زارش دعوئ غلامی ماہ از انفعالِ گلِ رعنائیش در خسوف و مہر از شرمِ گلِ خورشید در کسوف اگر نسیمِ چمنستانِ نیش سوئے گلستانِ ارم ورزد ہر گلِ گلزار از رنگ و بوئے تازہ بخشد مشتری از اشرفی آفتاب مشتری گلِ اشرفی و تسبودائیش بیچشمان سرمایہ اندوز اشرفی نسیمِ گلستانش مصروفِ غنچۂ دل شگفانیدن و شمیمِ بوستانش بشامِ گلگشت نصیبان مشغوفِ عطر سائیدن ہر کہ قطرہ از چاہِ شیرینیش چشیدہ ذائقۂ چاہِ زنخدان را تلخ نامیدہ شیرِ قالینش را باشیرِ نیستان قافیہ پردازی زیادہ توصیفش پرداختن ہوس بازی یارب تا کاخِ گنبد گردان را استحکام جاودان ست کوٹھی دلفزا وسے مترکِ با صفا مرغوبِ تماشائیان و فور افزائے نظرِ نظارگیان باد بحرمۃ النون و الصاد

رسید انبہ

آب و رنگِ بہارستانِ بلند نامی نہالِ نورسِ بوستانِ والا مقامی دام شفقتکم نے خامہ ہمین تحریرِ اشتیاقِ تلاقی یکدگر مصداقِ شاخِ شجرِ طوبیٰ ست و نامہ بہ تموجِ اشواق حاصلۂ مواصلت سراپا مسرت محسود صد تلاطمِ دریا مختصرے از تمنا ہا شرح دادن آب از سنگ برآوردن ست ناچار از ان در گذشتہ تحفۂ اثمارِ مضامینِ مافی الضمیر پیشکشِ آن عمیم الاخلاق می نمایم کہ چند تا انبۂ لطیف و خوشرنگ کہ تحفہ از تحائفِ غریبۂ ہندوستانِ جنت نشان ست و لطافتش رونقِ بہار روضۂ رضوان بطریقِ ارمغان عنایت شدہ بود رسیدہ مذاقِ جان شیرین نمود زہے انبہ ہاے سراپا بہار کہ اگر شاہد سبز رنگش خوانم سزا است و نخلے میوۂ خوشگوار کہ اگر معشوقِ شیرین زبانش گویم بجا فرتا و اگر تخمِ محبت

این شیرین دہن در مزرعۂ دل نہ کاشتے شورِ جنون از سرش بر نخاستے و اگر قطرۂ شیرہ اش بکام و دہانِ چشمۂ حیوان نرسیدے آبِ حیوانش کہ می نا میدے قندِ مکرر بفیضِ عذوبتش شیرین تر و نیشکر را بجرمِ دعوی سبے ولبلیش از ہر گرہ در دِ جگر مشاطۂ قدرت شاہد انبہ را جنان بلباسِ سبز آرایشے دادہ کہ زمردین قبایانِ روضۂ رضوان را از رشکش ابوابِ صد گونہ انفعال بر رو گشادہ زعفران اگر از رنگ و بوے دلپذیرش شرمسار نبودے اصلا گوشۂ قناعت در کشمیر اختیار نہ نمودے سرمستانِ رحیقِ ذوق را شیرہ اش بادۂ انگور و سر خوشانِ خمخانۂ شوق را تماشایش نشۂ سور و سرور خضر اگر از شیرۂ جان بخشش مذاقِ جان شیرین نہ نمودے بحیاتِ جاودان آشنا نبودے شاہدیست سبزہ پوش یا معشوقیست غارتگرِ صبر و ہوش غنچہ دہن شیرین زبان حلاوت بخش ذائقۂ تلخکامان باحیاے مردگان عیسی گردون نشین و با حلاے کام و دہان طبلۂ انگبین سکندر ذوالقرنین کہ شیرۂ جان پرورش چشیدہ روکش از آبِ حیوان گردیدہ اگر عنقا بر شاخِ نخلِ دلنشینش آشیانہ گزیندے خود را معدوم العصر نہ بیندے طوطی قلم در شکرستانِ توصیفش شکر ریز و بلبلِ زبان بہ نطقِ وصفش نغمہ خیز فلکِ شعبدہ باز این چنین شاہدِ دلنواز بہزاران دیدۂ کواکب ندیدہ و زمانۂ نیرنگ طراز در چار چمنِ اطرافِ گیتی مثلِ این ہیچ معشوقے نشنیدہ تا ثمرِ انبہ حلاوت افزاے کام و زبانِ زمان و زمانیان ست نہالِ آمالِ آن نو رسِ گلستانِ اقبال از فیضِ عامِ ربِ انام مثمرِ مراد باد۔

رسید حقہ

انیس ہمدم و جلیسِ دمساز دام مجدہ — بعد اشتیاقِ مواصلتِ شریف کہ سفِ خامۂ تحریرش

سرنگون عجز و نیاز و زبان بیان بخاموشی دمساز موج دریاے تحریر زنجیر پاے مدعاست کہ قلیان فرشی مرصع کار مع تنباکوے خوشبودار کہ باین دوستدار لطف شدہ بود رسیدہ ہنگامہ موافقت گرم ساخت زہے قلیان بلورین کہ آئینہ حلب از عکسش حیران و مرقع ارژنگ و مانی از نقش و نگارش منفعل و پشیمان صورت پرمعنیش جام جہان نماے جمشید و آب و تابش عینک چشمہ خورشید چرخ برین و در چرخ باستماع آوازۂ صفیرپا بازرحش و در مجلس فلک سزاوار زیرانداز وش اگر شاہد ہمدمش خوانم سزاست و معشوق ہمزبان و ہم سخن گویم بجا مغرم نظارہ جلوہ لب لعل ہمنالسش لعل نعل در آتش و دہر پارہ تماشاے گردہ آن از خامہ شعاعی مصروف تحریر صفاتش سنبل مو بو اسیر ہر پیچ تابدارش و لالہ را داغ حسرت از رنگ لالہ زارش حبذا تنباکوے لطیف کہ از رنگ و بوے پیشش مشک ختن شرمسار و گل را از رشک شمیمش گریبان تار تار از دود پیاسش زلف خوبان جہان در پیچ و تاب و موج دریا بہ گناہ ہمسریش پابند آب جلیسش از نور نوائر و گل سوختہ تنباکو مانند لالہ باغ و تماشاے چنبرش چرخ چنبری از کواکب تابان داغ و داغ اگر نیشکر محاذی سنے دلفریبش زبان دعوی نکشودے گرہ در گرہ نبودے ارباب انجمن تنباکوے سوختہ اش را گل می نامند و اصحاب گلشن صداے قلقلش را نغمہ بلبل قرص آفتاب بمقابلہ تابہ اش لب دعوی کشادہ در آتش بلا افتادہ و از تاب مہرش تاب در آفتاب عالمتاب و از آتش قہرش برق در اضطراب نسیم دودش اگر بگلستان نرسیدے غنچہ گل منقبض نگردیدے سیہ فامی تنباکوے مشکینش بتشبیہ حجر رنجور و فروغ انگشت نماے تجلی طور الہی تا حینیکہ چرخ چنبری در گردش ست

قلیان راحت و کامرانی زیب فرش ترقی جاودانی باد بالنون والصاد

صفتِ شب برات

درین زمانِ نشاط و آوانِ انبساط کہ خامۂ دو زبان ہمین توصیفِ شب براتِ عشرت آیات
سیہ مستِ نازست و ہر سطرِ دلفریب نامہ چون کاکلِ مہوشان دراز نام خدا شب براتِ عالم
افروزست کہ جہانے ہمدوشِ نشاطِ نوروز لیلۃ القدر ہشمیش سیہ رو و پریشان از شکنش
زلفِ مہوشانِ بنفشہ مو سوادش از مردم دیدہ نورست و بروشنائی امیدگاہ تجلی طور
طفلِ نگاہ بفرطِ نشاط مشغوفِ بازیٔ آتش و مردم دیدہ بتماشائے گلریزیٔ انار از سیر
گلہائے چمن روکش چرخی بجلوہ نمائی آفتابِ آسمان ست و ہنگام شرارہ فروشیش
خطوطِ شعاعی بلاگردان محاذیٔ مہتاب ماہِ عالمتاب را داغ بر دل و قرصِ آفتاب بمقابلہ
آتشیِ ہر پیالہ خجل ہر تباشہ حبابیست لطافت فروش و ہچینہ فوارہ ایست در چشمۂ نور بجوش
انارِ نور بار نمونۂ تجلی طور و چرخی رنگدار نورِ اعلی نور برقص طاؤس تو گلی فلک آرزو مند
پابوس چادرِ بنفشہ روکشِ چادرِ ماہ است و دود دش تو گوئی ابرِ سیاہ غبارہ کہ باوجِ
ہوا رسیدہ پیرِ فلک مہرِ درخشانش نامیدہ طیارۂ آفتابی از تصاویرِ رنگارنگ جلوۂ تماشا
مرقع ارژنگ گنبدِ گردان نمونۂ برجِ درخشان باغبانِ سپہر اگر تماشائے گلریزی
مجوبی ندیدے از گلزار کواکب بوئے بمشامِ جان نشنیدے ملتمس کہ امشب شبستانم را
بشمع قدومِ میمنت لزوم رشکِ صد ضیائے مہتابی فرمایند فقط

صفتِ رسید پارچہا

ملتمس بالبستہ مواخات و دوستی سلامت بلبلِ زبانِ قلم شرحِ اشتیاقِ ملاقاتِ سامی

در صحنِ چمن کاغذِ لطافت قرین بیان نمیتوانند کرد ناچار شاہدِ صفحۂ قرطاس را بلباسِ مدعا
رشکِ معشوقانِ گلبدن میسازم که درین زمانِ طراوت زا و موسمِ بہار افزا که درختان را
قباے سرسبزی در بر و شاخہا را از شگوفہ کلاہِ سرفرازی بسر بود بیک بقچۂ پارچہاے
گوناگون و تھانہاے بوقلمون که اگر قلم بتوصیفش زبان برکشاید چه مجال و تدبیرِ فلک حرفے
از ستایشش بر صفائحِ ماه و مہر نگارد سخت محال برآے این وابستۂ دامنِ دولت و پابندِ
محبتِ عنایت که لطف فرموده اند رسیده و نیاز مند از معاینه اش به پیرہن نگنجید نامِ خدا
بقچه زیباست یا رشکِ عقدِ ثریا قبۂ نور است یا شعلۂ طور رنگین مہجوران گلشن از رشکِ
مخملش سبے خورده کمخواب اندوده لآلی آبدار محاذی صفاتِ آبِ روان سے ابر بحسرت
گلبدن لاله رخانِ گلگون پیرہن را بر سینه داغ و بتوصیفِ رنگِ سرخش مدّاحان را
شربتِ سرخروئی در ایاغ تن زیبِ نازنینانِ ماه لقا را از زیبِ بر لبِ ماه و تابان را از رشکش
داغِ خجالت بر جگر چرخِ اطلسی گلہاے کواکب بر نقش و نگارِ دلفریبش چی بارد و پیر فلک
بسوداے خریدنش اشرفی آفتاب هر دست دارد نور بافِ آفتاب اگر از تارہاے
خطوطِ شعاعی زربفتِ زرفشانش نه بافتے و خیلِ نوربافانِ روشن طالع چون
ذرّه ہم نه تافتے تھانہاے رنگین رشکِ بہار و رنگِ لطافت بارش رونقِ چمن زار
گلہاے زرین کمخواب گلِ خورشید قربان و لعلِ بدخشان بخجالتِ سرخیش در پرده
سنگ پنہان تقلیدِ زربفتِ زرکار خورشیدِ درخشان را قباے زربفتی در بر
و بفیضِ نظارگی بوٹہاے نضارت فریبش ماہِ منیر منظورِ اہلِ نظر آب و تابش
آبروبخشِ عارضِ گلرخان و تارہاے زیبایشش را تمثیلِ پیچ و پیچ با خطوطِ شعاعی
خورشیدِ درخشان الٰہی تا حینیکه پرنیان و نسیج زیبِ بر و دوشِ گلبدنان ہست

سراپاے شوکت ملبوس ملازمان بادشاہ

رسید کیلہ

سبحان اللہ زہے درخت کیلۂ لطافت بار کہ ثمرش مانند ابروے کج نماے مہوشان کمان دار است یا ہلالِ عید بر طبقِ فلکِ ترنج کار نمودار مچہ عجبیست براے فرہاد منشانِ شیرین ادا و بخم و چم معشوقانہ دل از کف ربا سے ریختنیست چون قامتِ مہوشان پیوستہ تماشا دل از کف ستان چہ سبز پوشیست سیمین ساق و دلفریبیا اشعرۂ آفاق برنگ سبز پوشانِ باغ بہشت بر تختِ چمن در جلوہ گری و رونق افروزی و از نزہت صفات لباسِ سبز رنگش حورانِ فردوسِ برین از بے ساز و برگی خود ہا در بانگاہی روسپیدی برگِ سبزش ہمیشہ بہار و رشک افزاے صد ہزار گلزار اگر بامینا اخضر سپہر مینا دہم محض بجا کہ طبعِ رسا و فہم ذکا بر تصدیقِ این معنی شہادت نہ دہند آن پیراہن کبود در خدار زیبِ تن دارد و برگِ این از نزاکت لطافت می بارد ثمرۂ ارض ستفا ایست کہ از اشمار صد تیغِ خمدار با خود دارد و شیرین مقالیست کہ از کثرتِ شیرینی حلاوت بہ حلاوت می بارد تشبیہش با شکر باعثِ شکر خند و عذو تیبش عزت دہ گونۂ قند با غبانانِ فلک را در شجرہ آرند و کیسہ قاشِ ہلال از معنعنا قست و شجرش را در یک خوشہ تماشاے صد ہلال از عجائبات ہر ثمرش بچشم ذائقہ چشانِ حلاوتِ سخندانی مصراعِ ہلالی و مزہ اش بطبع شربت نوشانِ لطافتِ معنی بہ از کیفیتِ ابیاتِ زلالی میوہ فروشی کہ ہنگامِ دکان آرائی ثمرہایش را بر برگِ سبزش چیدہ ہمانا بر لوحِ زمردینِ آسمان صد ہزار ہلال تابیدہ از ہجوم خلائق بجہد ابہ شی گرم بازار و مشتریانش عوضِ نقدِ جان خریدار طعمش را نقد

شیرینیٔ وحلاوت آگین ست کہ ہر کہ این میوہ را بدہان فرو برد معاً حرفِ دیگر میوہ ہائے جہان
از لوحِ دل بستہ دمیوہ ایست کہ اصلش از کافور دمانیدہ اند تا آتش فزا جان وخشک دماغان
از ذائقہ ثمرش ثمرۂ نیک یابند واز طفیلِ رطوبتش چہ عجب کہ زاہدان میل بکدوئے سبز مینا
نمودہ بوجہ شتابند الحال زبانِ سخن خامہ از فیضِ بیانِ شکر ریزش بحلاوت مانندِ نیشکر
گرہ در گرہ می بندد لہٰذا طوطیٔ تشریح از نباتِ توصیفش لب بستہ باین سخن مترنم ست
کہ نہالِ نظارۂ مشتاقان این بارور تماشائیان این اشجار سبز و ہمیشہ بہار باد

صفتِ انگور

شناہا ہمہ ایزدِ پاک را	ثریا دہ طارمِ تاک را

سبحان اللہ میوۂ انگور از بس لطیف وخوشنما کہ ہر کہ بدہان فرو برد بواسطۂ دندان کام و
زبان را حلاوت وسیرابی دہد ودیدہ ہا را فرحت وتازگی بخشد بچشمِ حقیقت بین این شیرین خسرو
ثمرہائے اقالیمِ گلستانہاست کہ از برگ پرسرش چتر زیباست ودر سلسلۂ صاحبدلانِ
روشن ضمیر گفتن رواست کہ از غایتِ صفائی درون وبرونش مجلی ومصفاست +
شاہدیست کہ بحسنِ یوسف مصری حسنِ حلاوت یافتہ عاشقان زلیخائی مقبول ہر طبائع
ودیدۂ عشاقانِ صاف مشرب از نگارستانِ صنعِ الٰہی صنائع بدائع مصورِ صورِ کائنات
از نگارخانۂ بوقلمون وبدیعاتِ گوناگونِ خود کسوتِ سبز رنگ در برش پوشانیدہ واز چشمۂ
شیرینِ عنایتِ خاص شربتِ فیضِ عام اورا نوشانیدہ برائے فرہاد طبعانِ مستمند
شیرین جو شیرینِ مجسم گردانیدہ باغبانِ تقدیر در ہر گلشن مشرب وملت اورا آرایشِ
دلبری ودلربائی دیگر عطا فرمودہ کہ مانندِ حسنِ ملیحانِ نوخیز از برایشِ رنگ برنگے رونق

نمایش داده معنی زبانی بکام هر زبان زاهدان زده چشمک یاس بمزاج آن نقد سعادت رسانیده
که از انگور دوست ابدی باشد و از نضارت سبزی می نماید و مستان مسرور الطبع را چاشنی
حلاوتش کیفیتی تازه و مسرت بی اندازه می رساند بساط عیش عروسان خوشه انگور غنچه
بهار بهشت گردیده در حجله مینای بلورین جلوه گر و دمی برنگ شوخ چشمان
قلقل زده از حباب عزلت شیشه گستاخانه رونق افزوده منصه پیمانه و ساغر گشته
تازه و ادا هم پیاله با عقیق لبان بوسه و پیغام و وقتی از جوش و خروش
و تعب تمام در هر محفل رونق بازار حسن از وجودش مهیا و هر انجمن از جلوه نور
مطعت پیرا تا که دختر رز از صدای قلقل قهقهه نکند غنچه دهان
فیروز بختان که او را عزیز دانسته بتجریم و تکریم بدل جا میدهند از تمکین
حسن خود می بینند نی نی صاحب ملک عرصه حلاوت و لطافت است و آجی گفتن
با وجود سیه بودن این ملیح صبیح والی ملک زنگبار است که او را حبشی گفتن مناسب می نماید
میلای شام که رنگ ملیحش را دیده خط غلامی جبین با کشیده و سیر بوستان فردوس
از حسرت مشاهده سبز قبایش پیراهن بر خود دریده ساکنان فلک برین نقد عقیده پروین بدست
گرفته با ارادت خریدارش از روزن مردمک دیده انجم و کواکب چشمک زن و قدسیان ملا اعلی
بتماشای حسن حسینی اش در تهلیل خوانی احسن الله کما احسن شیره اش قوت روح و روان است
و چاشنی اش قوت جسم و جان آب دریا که از رشک سیرابی ثمر سرو سیراز تنک ظرفی
بیتاب بوده بمقابله آن حباب برآورده آنچنان سیاست قدرت صانع حقیقی او را لطمه خورده
گنجه حیرانی ساخت که از جوش با زنجیر در آورده این میوه با وصف همچو رفعت و عزت و تمکنت
چون خوشه اش از فروتنی سمت خاک فرو هشته خود را کمتر انگاشت با این رنگ و روش

مقبول دلهای خاص و عام گردیده بر دیده و دل تمکن یافت قلب الرئیس با وجود ریاست عظیمه
این دانه انگور را هم صورت و هم شبیه خود دیده بر الطبت و موانست قلبی پرداخت و برای انتظام
و اصلاح نهفت او رنگ طبع سبعی و نه طبق امزجه روح سیال را معاونت شیرهٔ جان پرورش
در قصبات عروق و هر رگ و پی ابدان تعیین ساخت طارم افلاک که خوشهٔ تاک ثریا را
از غرور با اوج افراشته با غبانِ قضا و قدر تیغ قهر با هلال برگردنش آویخته خونش از شفق
انباشته نخچه مرجانِ یاقوت لبانِ رعنا نگار اند که فرش خوشهٔ سبز رنگش همانا که از زمرد و لعل
ترانی مرصع کار حیا شتی یا نگارش که مجنون وار بخواهشِ این لیلای شیرین دهن شربت
جفا با غم تچشیده اند آنچنان سودای لذتش در دماغ رسیده که از نام دیگر میوهٔ شیرین
تلخی و سرکه جبینی و ست رد کشیده سیب ولایتی را با وجود امردفرازی که از حسرت تحشمناکی
رنگِ آتشی بر رو آورده برای دود بر آوردن از نهادش در خمیرهٔ تماکو انداخته آسیب
رسانیده و انار را که رشکش خون بجگر خورده ببایست شکمش چاک کرده سنگ دانهای
خون بسته لختِ جگریش برآورده وهبی را که با دعای حلاوتش دعوی همرنگی می نمود از شعشعه
تابش روز خود سیه ندیده و نارنج که خود را کم بها دیده متاعِ شیرینِ خود را اندرون انداخته
بحضورش تلخ روی ناکامی بر پوست آورده از فیضِ خلقِ شیرینش نامزد بنارنج شده
و انناس که از حلقهٔ ارادتش برآمده پوستش را سبزای لفظِ انا که محض کبریست بجا رفته خشونت
مبتلا ساخته الحاصل زبانِ خامهٔ شیرین بیان از فیضِ شیرینی ثنایش آنقدر شکرین گشته که لبش
از کثرتِ عذوبت لب بلب بسته و دهانِ دوات از مبینِ توصیفش بشربتِ قند آمیز از حلاوت
سراسر لبریز شرحِ کیفیتِ لذتش قلیل از کثیر است و شاهد حالِ انتقالِ صغیر و کبیر
این معنی نه از راهِ تکلف است بلکه یکی از هزار بشمار لهذا طبع بر ذائقه چشانِ این میوهٔ لطافت انگیز

منصفی را انحصار داشته باختصار پذیرفت اللهم لا احصی ثنا علیک

رسید خربوزه

حلاوت پیرایِ ذائقهٔ لطف و احسان سلامت نامهٔ رنگین مع خربزه‌هاے اقسام جمالی و سردهٔ رسیدهٔ کام و زبانِ مخلصان را عذب البیان حلاوت و شاد رہبها ساخت سبحان الله زہے میوهٔ شیرین شکر بیز که از تقریر حلاوتش منقار طوطی ناطقه مصر مصر تنگ شکرین می افشاند و از تجسیم آندتش نے خامه شیرهٔ جانِ تازه در دہانِ تلخکامان می چکاند خربزهٔ جمالی بر صاحب جمالان گوی بلاغت ربوده و سردهٔ اش علیلانِ یابس مزاج را حرارت و رطوبت افزوده کارد به هنگامِ تراشیدنش شاخِ نبات گردیده و پیشش لذتِ عذوبتِ کلامِ حافظ شیراز احدے نه پسندیده قمر از رشکِ قاشِ شیرینش بکاهش پرداخته و خود را به هلال موسوم ساخته لیکن با وصف کاهیدن لذتِ حلاوت که دران ست بر خود نیافته شیرینی جان بخشش با حیاے مردگان از معجزهٔ مسیحا سبقت برده و خضر محاذی شیرهٔ شکر بارش آب حیات را هیچ شمرده از آنجا که فوری خامه از شکر بیزی بیانِ حلاوت و کیفیتِ ذائقهٔ پر لطافت خربزهٔ شکرین منقارست و صفحهٔ قرطاس از مزهٔ تحریرِ حلاوتش شکربار لهذا اولی و انسب نمود که عندلیب قلم را به ترانه سنجی دعا مترنم سازد تا کام و زبانِ جهانیان از فواکهات و نعماے بدیعات مستلذست نخلِ مرادِ سامی همواره بارور مقاصد دینی و دنیوی باد والسلام مع الاکرام

تمام شد

تقریظ جادو تحریر

نوکریز کلک سحر نگار سخنور شیریں مقال زبان آور نازک خیال صاحب طبع سلیم حق بین منشی
محمد عباس صاحب تخلص بہ ہوش شاگرد جناب یار السلطان آفتاب الدولہ
مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ تخلص بہ قلق تغمدہ اللہ بغفرانہ

للہ الحمد دور مسرت و انبساط آیا شاہد مدعا نے بیان سے جلوۂ نور دکھایا مصور نازک خیالی نے تصویر بے مثال بنائی غنچۂ آرزو وا ہوا شاخ نہال فکر نے ثمر مراد لائی دقیقہ سنج طبع وہبی بخواہش ہوئی تائید غیبی شریک حال روح قدس کی امداد ہوئی اہتزاز نسیم فکر سے گل تازہ کھلایا خوش اسلوبی طرز بندش نے ایک نیا گلدستہ بنایا مجمع خلق و وداد حبیبی منشی شیو پرشاد وہبی تخلص نے مرقع ارژنگ تصنیف فرمایا کتاب لاجواب نے مانی کا نام و نشان مرقع دہر سے مٹایا شیریں کلامی اور نمکینی اجتماع ضدین کا مزا دکھاتی ہے ہر بیت سے کمال نازک خیالی کی صورت زیبا نظر آتی ہے زور طبیعت دکھایا ہے کہ عیان را چہ حاجت بیان فقرۂ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید کا پیش نظر سمان محنت و مشقت کا صلا بفضلہ تعالی کیا جلد ملا اہل فن کے قدردان ہنرمندوں کے مہربان شاعروں کے عزت شناس فلک حشم گردون اساس غریبوں کے پشت و پناہ غمزدوں کے نیک خواہ بیدار مغز عالی دماغ شاہراہ صدق و صفا کے چراغ خوش فکر بذلہ سنج ہنرپرور خلق مجسم والا حشم عدل گستر رضائے خدا کے طالب منشی نولکشور صاحب نے طبع دیوان ممدوح الصدر کی اجازت دی بتعجیل چھپوانا منظور تھا اسی سے قلیل مہلت دی حکم کی تعمیل

شاہد کلام وہبی عالیمقام کو زیور طبع پہنایا گیا بلند پروازی فکر مصنف کا شہرہ
شہر شہر اوڑ گیا جنکی بدولت یہ بات ہوئی اونکی مدح مین زبان قاصر ہی ایک زمانہ
مداح ذات ستودہ صفات سے باہر ہے خدا آگاہ اگر ایسے عالی ہمت بلند حوصلہ
انجام ہین دو چار بزرگ لکھنؤ مین اور تشریف رکھتے ہوتے تو اس خطے کی
یہ بربادی نہوتی ہر شریف بیسرکار رہتے علم کا چرچا کمال کی توقیر کسب کی قدردانی
ہوتی اسطرح روزگار سے نامرادی نہوتی لیجیے آجکل کاغذ کی کل کا منگوانا کارخانہ
جدید بنوانا غریبونکی پرورش کا بہانہ ہے یہ خداداد بات ہے اونکی کچھ منفعت نہین
ایک صورت ناموری ہے دوسرے امیر و غریب کو نفع پہونچاتا ہے خوشا نصیب
وہبی دیباچہ نگار کہ ایسے عالی نفس کے سایۂ دولت مین بسر کرتے ہین صبح عیش کو
شام اور شام عشرت کو سحر کرتے ہین ایسے قدردان تک پہونچکر کیونکر جودت ذہن
نہ دکھاتے فکر عالی کو نہ آزماتے مرحبا جزاک اللہ فکر بلند آگاہ حبیب دیباچہ یہ کیا
نازک خیالی طبیعت عالی سے کی ہے روزمرہ محاورہ ادابندی کی داد دی ہے
چوچلا گرم گرم بول چال نرم نرم حضرت اُستاد کی زبان کا گویا جلوہ دکھایا ہے کیا ہی
دیوان موزون فرمایا ہے چھیڑ چھاڑ مثال طرز عاشقانہ لائق دید ہے معانی بندی
لفاظی محاورے رمز کنایہ نہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے گنجلک تعقید سقم عیب اغلاق
ثقالت سے مبرا ہے ایطا توارد تتبع تسرق سے معرا ہے کوئی لفظ بیجا نہین
کوئی حرف بیکار نہین پھولون کے ڈھیر ہین اس چمن مین نام کو کہین خار نہین
ہر شعر تر رشک سلک دُر شاہوار ہے شوخی گرما گرمی شرارت فصاحت پر دار مدار ہے
ردیف و قافیہ کا وہ ڈھنگ ہے کہ حاسدونکا قافیہ تنگ ہے وہ زمین سخت

جسمین کمیت قلم ٹھوکر کھاتا ہے اوسکو سہل کرنیکا نرم زبانی سے نیا رنگ نظر آتا ہے تناسب الفاظ سے عاشق ومعشوق کے ملنے کا لطف پایا جاتا ہے مصرعون کا اتصاف بندش کا رنگ عجب مزہ دکھلاتا ہے درمیان زمان انطباع دیوان فیض عنوان مصنف موصوف نے تاریخ طبع کہنے کی تاکید فرمائی بھولی بات یاد دلائی بعد وفات حضرت استاد یہ چرچا بالکل فراموش تھا نہ وہ لطف باقی نہ افکار سے حواس بجا نہ کہنے کا ہوش تھا دوسرے میرے نزدیک تاریخگوئی کوہ کندن وکاہ برآوردن ہے بہت ڈرتا ہوں اسی وجہ سے چھپنے کی تاریخونکو بضرورت بھی یاد نہیں کرتا ہوں مگر اونکا ارشاد مانع تاخیر تھا بناچاری اوجڑی زمین کی سیر کی لیکن کچھ ملگیا خالی نہ پھرے بڑی خدا نے خیر کی فقط

قطعۂ تاریخ

چو طبع گشت بحسن این مرقع ارژنگ	بشاگرد بنقش حواس خود بہزاد
نمود غور چو بر تازگیش مانی گفت	کہ آہ آہ ہمہ رفت محنتم برباد
برنج و صدمہ و غم حاسدان گرفتار اند	شدہ و سرشکستہ بسیست مہر محب دلشاد
بچرخ زہرہ و ہم مشتری سرائیدہ	بصوت دلکش و خوش نغمہ مبارکباد
معترفست بناز کمیائے وہبی	بزم خلد برین روح حضرت استاد
درین زمانہ عشرت چو ہوش فکر نمود	برای مصرع تاریخ طبع نو ایجاد
ندای بلبل قدس آمدہ زباغ ارم	بگو حدیقہ عشقیست واز بہار آباد

۱۲۹۷ھ

ایضاً

چھپ چکا جب مرقع ارژنگ	فکر تاریخ کی ہوئی مجھکو

ناگہان مجھسے میرے دل نے کہا	ہوش کیون کیا ہے کس خیال مین ہو
سن فصلی کا مصرع شاد اب	تمکو منظور ہے تو مجھسے سنو
بی تکلف اٹھا کے ہاتھ مین لکہ	جلد گلدستۂ بہزاران لکھو ۱۲۹۱

خاتمۃ الطبع

من نتائج طبع عالی کاشف نحوانفس سخن سید احمد حسین ناظم

شکر خدا کی درگاہ مین جو بیچون و بے چگون اور بی شبہ و بے نمون ہے کہ سفینۂ رنگین مقالی و فانوس نازکخیالی یعنی کلیات وہبی مسمیٰ بہ مرقع آثرنگ جسکے اصداف الفاظ نظم و نثر سے دعوی روشن بیانی معانی عیان ہے اور جواہر معانی کی جلوہ گری نور افشان ہے نظم ایسی آبدار کہ بہیر سلک مروارید کی نثار ہے اور نثر رنگین اس مرتبہ کی کہ بے شائبہ تکلف ایک شگفتہ گلزار ہے نمونہ تجلی طبع وقاد کلیم طور سخندانی خسرو ملک شیرین بیانی ناظم بیان نامۂ بالمال نخلبند حدیقۂ فصاحت بلبل شاخسار بلاغت طوطی شکرستان طلاقت بنیاد منشی شیو پرشاد صاحب وہبی تخلص منیجر اودھ اخبار تلمیذ رشید جان بخش قالب سخن تازگی افزاے معانی نو وکہن سرآمد شاعران زمان المخاطب

یار السلطان آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ متخلص بہ قلق سے فی الجملہ مصنف ممدوح نے ترتیب اس کلیات نادر کی اس منہج پر کی ہے کہ آغاز کلیات مین مناجات باری اس شان و رتبہ کی لکھی ہے کہ جسکی بندش الفاظ و محاورات اور خوبی مضامین تضرع آمیز کے سننے سے بی اختیار دل گداز ہو جاتا ہے درحقیقت عند الدعا یہ مناجات مواظبت کی لائق ہے

منقبت جناب امام اول اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو بھی ایسی خوبی سے موزون فرمایا جسکا ہر صفحہ آئینہ ہے کہ جسمین صورت حسن معانی نادرہ انکی نظر آتی ہے ازان پس نوادر قصائد جو مغز سخن کی جان ہین — پھر غزلیات ردیف وار کہ جنکا ہر شعر حلاوت مضامین مین قند آبدار ہے بعد مخمسات رنگین ایسے جو دست خیال پرور شاہدان فصاحت سے مصافحہ طلب ہین اور مسدسات سبحان اللہ کہ گویا مرغ دل کے لیے جنگل شہباز ہین تواریخ نادر نادرہ ہر قسم واقعات کی اور متفرقات نظم اور قصائد منسوبہ نسبت صاحبان والاشان پھر رباعیات نادرہ روزگار کہ گویا نازنین چہاردہ سالہ کے مربع نشین مسند دلنشینی ہین متن بعد نثر رنگین کا ہر تلازمہ مین ایک باغ کھلایا ہے نئے نئے پھولون کے مضامین سے جو ہمیشہ بہار جاوید کا دکھایا ہے ترتیبات عدیم المثال کہ ایک ذخیرہ جواہرات بیبہا ہے ایک مدت دراز سے بحالت دفتر پریشان زاویہ خمول مین کالعدم تھا باوصفیکہ حضرت مصنف کو ایک اعزاز کامل خصوصیت قدیمانہ کے ساتھ ابتدا سے بنا سکا اس مطبع عالی اور دیگر اخبار سے حاصل تھا لیکن بباعث تواضع اور فروتنی اور اظہار ہیچ میرزی کے کہ صفات سرشتی حضرت مصنف کی ہین کبھی اس صنعت کمالیہ کا اظہار علی رؤس الاشہاد نہین فرمایا ناگاہ ایک بار پیشگاہ والاجاہ قدردان علم و ہنر رفقا پرور منہل جود و سخا مزرعہ سرسبزی کشت عطا مہر سپہر عظمت و اجلال گوہر بحر رفعت و اقبال صاحب ہمت بلند و سجادہ انصاف پسند متصف بصفات دانش و فرہنگ جناب منشی نولکشور صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف سے اس کلیات کے طبع کے بارے مین حضرت مصنف سے اصرار تاکیدی ہوا محض اس غرض سے کہ محنت مدۃ العمر

مصنف کی گوشۂ گمنامی مین نہ ہے اور چھپ کر اشاعت پذیر ہو۔ بارے بپرداخت خداوند آ
سے یہ کلیات شگرف تصحیح مصنف موصوف کہ جسکے طبع کا ایک مدت سے
شائقین کو کمال اشتیاق تھا اب افضال ایزدی سے بماہ اگست ۱۸۸۰ع
مطابق ماہ رمضان المبارک ۱۲۹۷ ہجری چھپکر طیار ہوا۔ اور جن سخنوران با مدار نے
بشوق دلی اس کلیات کے طبع کی تاریخین موزون فرمائین وہ ذیل مین ہین فقط

قطعۂ تاریخ از کرشمۂ فکر آسمان پیوند منشی آغا علی صاحب تخلص بہ شمس یادگار ملک الشعرا جناب قاضی محمد صادق خان اختر مرحوم

مطبع مشہور و نامی اودھ اخبار مین	رہبی خوش خلق و خوش گو کا نیا دیوان چھپا
مصرع برجستۂ تاریخ کلک شمس نے	لکھا مضمون مکمل کا نگارستان چھپا ۱۲۹۷

قطعۂ تاریخ شاعر نازک خیال سخنگوی بے مثال حکیم سید ضامن علی صاحب تخلص جلال

کلیات جناب رہبی شد طبع	تا حشر ازین بقای نام رہبیست
سال طبعش چنین رقم کرد جلال	بی مثل وجہ مطبوع کلام رہبیست ۱۲۹۷

قطعات تاریخ از زبان آور شیرین مقال منشی شنکر دیال تخلص فرحت

دیوان چھپا ہے حضرت رہبی کا	جس سے تازہ ہوا ریاض معنی
فرحت یہ کھلا ہی غنچۂ مصرع سال	پھولا پھلا واہ وا ریاض معنی ۱۲۹۷

ایضاً

خوب دیوان یہ رہبی کا چھپا	مرحلے فکر رسا کے ہوسے طے
بادل شاد یہ فرحت نے کہا	کہ گلستان سخن اچھا ہے ۱۲۹۷

ایضاً

چھپا ہے حضرت وہبی کا دیوان — کہ جسکا ہر ورق رشکِ چمن ہے
کہو یہ جستہ فرحت سال تاریخ — کہ یہ پاکیزہ بستانِ سخن ہے ۱۲۹۰ھ

قطعہ تاریخ صاحب ذہن رسا سخنور بلند پایہ منشی گوبند پرشاد فضا عموی مصنف

چو طبع دیوان وہبی فضا — بود بیت بیش مہ بی بدل
چو منشی والا ہم طبع کرد — تو سالش بگو پاکیزہ ہا غزل ۱۲۹۰ھ

قطعات تاریخ از یادگار شاعران سلف منشی اشرف علی صاحب
تخلص اشرف شاگرد سخنگوی نامی مرزا جعفر علیخان دہلوی تخلص فصیح

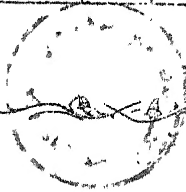
اکنون چہ کلام طبع گردید — در شوخی و حسن شاہد بکر
اشرف پی سال انطباعش — فرمود خرد کلام خوش فکر ۱۲۹۰ھ

ایضاً

اشرف کلام حضرت وہبی کا لو چھپا — مشتاق دید جسکے تھے وہ جلوہ گر ہوا
کس تمکنت میں ہو دھیان کہاں تاکہ جو چھپا — تاریخ لکھیے دفتر اشعار چھپ گیا ۱۲۹۰ھ

قطعہ تاریخ از سخندان خجستہ فکر رای پورنچند صاحب متخلص بہ عاجز
خلف رای چھبن لال صاحب خیرآبادی

وہبی نکتہ سنج کا دیوان بے نظیر — شہرت ہوئی یہ دھر میں ہر سو کہ چھپ گیا
عاجز نے بہر سال لکھا مصرع لطیف — دیوان چھپ گیا ہے وہبی عالی دماغ کا ۱۲۹۰ھ



کلیات مومن خان - جدید الطبع -
بہارستان سخن - اسمین تین اوستادون کا کلام ہی بہطرح وبہقافیہ غزلین ہین -
۱- شیخ امام بخش ناسخ - ۲- خواجہ حیدر علی آتش
۳- مہدی حسین خان اباد - بڑے معرکہ کا مجموعہ ہی - ہر ایک اُستاد نے زور طبع دکھایا ہی بہار بیگم ترجیح بلا مرجح کہنا زیبا ہی -
دیوان گویا - از طبعزاد رسالدار فقیر محمد خان گویا شاگرد خواجہ وزیر تخلص وزیر اُستاد ناسخ خیال
دیوان رند مسمی بہ گلدستہ عشق کلام نواب سید محمد خان رند شاگرد خواجہ حیدر علی آتش -
دیوان فدا - از موج خیزی طبع وقاد مولوی فدا حسین وکیل عدالت دیوانی -
دیوان غافل - کلام سخنور ہمپایہ آتش وناسخ منور خان غافل -
دیوان ذوق - از نتیجہ فکر سخنگو عالی خیال سید ابراہیم علی ذوق -
دیوان بہار عرب - در محامد خاتم الرسالت مولفہ حاجی محمد نذیر مصطفی اباد ہی -
دیوان لطف - پاکیزہ دیوان غزلیات مع معراج نامہ محامد سرور کائنات مصنفہ حافظ محمد لطف علیخان بریلوی
ایضاً - نعت سروری غزلیات تمام ردیفونکی

محامد خاتم المرسلین مین از بہار نما سے طبع بلند مفتی غلام سرور لاہوری -
دیوان منجار سالک - عمدہ کلام از مرزا قربان علی بیگ سالک -
دیوان نیاز - از روشنی صافی طبع نازک پسند شاہ نیاز احمد بریلوی نیاز -
دیوان شہیدی - مصنفہ کرامت علیخان شہیدی تخلص -
دیوان امیر - مسمی بمراۃ الغیب از میر احمد امیر تخلص -
دیوان غالب دہلوی - کئی مرتبہ یہ دیوان مختلف مقامات مین چھپا اور بڑی خواہش سے بکا اور ہنوز خواہش خریداران اسیطرح ہی کیونکہ بڑے عالی پایہ مرزا اسد اللہ خان دہلوی کا کلام ہی جسکا مثل ونظیر ہندوستان مین نہین ہی یہ مطبوعہ مطبع نظامی سے نقل ہوکر طبع ہوا
دیوان نشاط الاحباب - مصنفہ بابو ہرگوبند سہاے -
دیوان جرار - مصنفہ مرزا حسین بیگ تخلص جرار -
دیوان اسیر - خود طبعزاد سید امیر الدین اسیر -
دیوان خواجہ میر درد - شاہ صاحب باطن

دیوان قلق — مسمی بہ مظہر عشق کلام استاد
کامل آفتاب الدولہ خواجہ اسد تخلص قلق —

دیوان واسطی — نادر کلام مولوی سید
فضل رسول خان تعلقدار سندیلہ —

دیوان عاشق — کلام لطیف از پنڈت
کنھیالال تخلص عاشق —

دیوان بحر اسرار حقیقت — در نعت
سید مجتبی مصنفہ قاضی علی احمد تخلص حلی علی —

دیوان ہشیار مصنفہ کیول رام —

دیوان صبا — مسمی بہ غنچہ آرزو
از میر وزیر علی صبا —

دیوان ضامن — از سید ضامن علی شاہ —

دیوان نواب علاء الدولہ — سید
محی الدین خان بہادر تخلص فقیر عرف
نواب بوڑھن صاحب —

دیوان مخزن شوق — غزلیات بطرح
حضرت ذوق دہلوی مصنفہ منشی ہرچند رائے
سروہی تخلص ہرچند ایک کالم میں کلام ذوق
دوسرے کالم میں کلام ہرچند —

ایضاً — شایستہ پاسخ بمقابلہ غزلیات ناسخ
از منشی ہرچند رائے —

دیوان ولی — یہ دیوان قدیم زبان ریختہ
موجد شعرگوئی زبان ریختہ شاہ ولی اللہ گجراتی
کا کلام ہے اول زبان ریختہ میں ایسے شاعر عالی
نے شعر کہا ہے بڑی تلاش سے دستیاب ہوا —

چمنستان جوش — دیوان نواب محمد حسن خان
جوش از فرزندان نواب حافظ رحمت خان —

مجمع الاشعار — غزلہائے
اردو و فارسی اساتذہ —

چمن بے نظیر — اشعار اردو و فارسی اساتذہ
فراہم کردہ مولوی محمد ابراہیم شہاب الدین

گلدستہ امانت — جسمیں چیدہ چیدہ
غزلیات اساتذہ کی ہیں —

گلدستہ نعت — اشعار فارسی و اردو مؤلفہ
محمد جمیل الدین احمد —

گلدستہ خندان — کلام موزون منشی
سنور علی تخلص خندان —

شمس فیض — قصائد ولیعہد بہادر
والی سورٹھہ و فسانہ خیالی منظوم از منشی
غلام محمد خان تخلص خبیر —

گلشن فیض — قصائد مدحیہ
از شیخ بہاء الدین —

خریطہ سرور — تہنیت نامہ کتخدائی
نواب بہادر خان ولیعہد ریاست سورٹھہ

